قال اللہ تعالیٰ

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ

اور جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب (قرآن مجید) کے موافق حکم نہیں کرتے تو در حقیقت یہی لوگ منکر حق ہیں

المنۃ للہ کہ این رسالہ نافعہ با دلائل ساطعہ بجواب رسالہ مولوی حامد رضا صاحب بریلوی المسمی بہ

القول العجیب

فی رد

حامد المجیب

در مطبع شمسی بستی حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور طبع شد

سنہ ۱۳۲۰ھ

فہرست غلط نامہ رسالہ قول عجیب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٨	٨	کڈبے	گدے	٢٨	٢	تحلنی	تجلنی	٧٠	٢٤	سلامہ	سلا[illegible]
١١	١١	المدنیۃَ	المدنیۃُ	٣٠	١٤	کندن	جان کندن	٧١	١٦	فان	قرآ[illegible]
١١	١٤	الدجالَ	الدجالُ	٣٦	٣	خرقیل	حزقیل	٧٥	١٦	اوبھا	آحا[illegible]
١٤	٤	حاضر	خاطر	٤١	١٧	رلہدے	رکھدے	٧٥	١٨	نقازیر	تقادی[illegible]
١٥	١٣	قربانی	قرآنی	٤٦	٧	اچیاے	احیاء	٧٦	٢	مین	کمین
١٥	١٣	ارے	اڑے	٤٩	٧	لی بی	بی کی	٧٦	٣	احباث	حبات
١٥	١٦	العاس	العباس	٤٩	١٦	انہیں	نہیں	٧٦	٧	العبدو	العبد[illegible]
١٩	٥	انی	×	٥١	٢	سبق	سیق	٧٨	٢٥	باروۃ	بارودۃ
٢٣	١	قرش	قریش	٥١	٣	الذین	الدین	٨٩	١٣	صخرقون	محرفو[illegible]
٢٣	١	لھَم	لہُم	٥٦	١٥	تدبیر	تدبید	٨٩	١٨	بیرے گرجان	گرجا[illegible]
٢٣	٢	مکرمتِ	مکرمتُ	٥٨	٦	صر	×	٧٩	٢٣	احمق	حمق
[illegible]	٣	ساہ	راہ	٥٩	٢١	لو سلدبت	لو ثابت	٧٣	٣	ثبوت	ثبوت
[illegible]	٨	رے	بارے	٦٠	٢١	الاعمال	الاہمال	٨٩	١١	مجیب	مجیبۃ
[illegible]	١٨	البدء	البدع	٦١	٩	متوالے	متوالے	٨٩	٢١	نرہا	رہا
[illegible]	٢٠	بجھ	مجھ	٦٣	١٠	دستی	سستی	٩٠	١	تدبیر	تدبیر
[illegible]	٣	اشارتَ	اشارۃٌ	٦٤	١٤	ہالے گیا	پاسے گیا	٩٠	٢١	تمنہ	تمسخر
[illegible]	[illegible]	ادب	آب	٦٦	١٧	سبھنے	[illegible]	٩٠	٢٣	الصمام	الصادق
	٢٠	ایمانی	بے ایمانی	٦٧	١٠	کانا	کامرنا	٩٠	٢٣	منشاز	منشاد
	٢١	اکھنا	اہلکنا	٦٨	٣	النیب	الغیب	٩٣	١٩	کوکہا	سکو
	١٨	یقنی	یقینا	٧٠	٢٠	قانونی	قانون				

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم
ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین

شہر پٹنہ سے تحفہ حنفیہ نامی ایک ماہواری رسالہ شائع ہوا کرتا ہے جس مین
اکثر اہل حدیث اور حضرت اقدس کی نکتہ چینیان ہوا کرتی ہین - اور اس ماہواری
رسالہ کے بانی نے اسی غرض سے اصلاح خلق کا بیڑا اٹھایا ہے مگر انہین یاد رہے
کہ نرے لفاظیون سے کچھ نہین ہوتا - جب تک روح القدس سے تائید
نہ ملے اور الہام و کشف اسکے مؤید نہون - تو یہہ خیال ہمارے نزدیک ایک
سطحی خیال سے بڑہکر نہین - بجز اسکے کہ دبے ہوئے خانگی جہگڑے پہر نئے
سرے سے زور پکڑتے ہین کوئی اور عمدہ نتیجہ نظر مین نہین آتا - یہہ کام ایک عظیم الشان
امام کا ہے جو خدا کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہو کر آوے - اور وہ اس
قلمی جہاد کے زمانہ مین سلطان القلم کا لقب پاکر قرآنی حربہ سے مخالفین اسلام
پر حملہ کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہو - ہم دیکھ رہے ہین کہ اس رسالہ بازی کے
باعث بجز اسکے کہ دوسرون کے اقوال کا پورا انتقال ہو کوئی ذاتی
جوہر نہین ہے سب پر حملہ کرتے کرتے آخر نوبت امام ربانی سیدنا مسیح موعود
حضرت امام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منہ آیا ہے اور آپ مین شائقین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحانَکَ لاعِلمَ لَنَا اِلّا مَا عَلّمتَنَا اِنّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ
رَبَّنَا افتَح بَینَنَا وَبَینَ قَومِنَا بِالحَقِّ وَاَنتَ خَیرُ الفَاتِحِینَ

شہر پٹنہ سے تحفہ حنفیہ نامی ایک ماہواری رسالہ شائع ہوا کرتا ہے جس مین اکثر اہل حدیث اور نیز دیگر علما کی نکتہ چینیان ہوا کرتی ہین - اور اس ماہواری رسالہ کے بانیون نے اپنے زعم مین اصلاح خلق کا بیڑا اٹھایا ہے مگر انہین یاد رہے کہ نرے لفاظیون سے کچھ کام نہین چلتا جب تک روح القدس سے تائید نہ ملے اور الہام و کشف اسکے مؤید ہون - تو یہہ خیال ہمارے نزدیک ایک سطحی خیال سے بڑھکر نہین - جبتک اس کے دبے ہوئے خانگی جھگڑے پھر نئے سرے زور پکڑ رہین کرتی اور عمدہ نتیجہ نظر مین نہین آتا - یہہ کام ایک عظیم الشان امام کا ہے جو خدا کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہو کر آوے - اور وہ اس قلمی جہاد کے زمانہ مین سلطان القلم کا لقب پاکر قرآنی حربہ سے مخالفین اسلام پر حملہ کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہو - ہم دیکھ رہے ہین کہ اس رسالہ بازون کے بانیون سوائے اس کے کہ وہ مردہ لوگون کے اقوال کا پورا نقال ہو کوئی ذاتی جوہر نہین ہے سب پر حملہ کرتے کرتے اندنون امام ربانی سیدنا مسیح موعود حضرت امام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منہ آیا ہے اور آئین شناتین

بکواکر کے چاہا ہے کہ اپنے منہ کی ہوا سے اس نور اللہ کو بجھا دے مگر وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ کے وعدہ کی رو سے اس کی ساری کوشش بیکار ہو کر رہینگی۔ ہمین سخت رنج ہوا ہے کہ جب ہم دیکھتے ہین کہ اس ناخدا ترس حامد رضا بریلوی اور اس کے ہات مین ہان ملانے والے قرآنی محاورات سے بے خبر چار پانچ کٹھ ملا افغانون سے ملکر ایک طالب کے سوال کے جواب مین صفحے کے صفحے کالے کر کے اصل غرض کو دہ پردہ کرنے مین کوشش کی ہے۔ اور ناحق کی زحمت اُٹھا کر بھی سائل کو منزل مقصود تک نہین پہونچایا۔ بے چارے کی طلب کی پیاس جیسی تھی اب بھی بحال خود باقی ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو ہم اس رسالہ کے آخر مین طالب حق سائل کا جواب چند سطرون مین دیکر حیات جاودانی کے آب شیرین کے پیالہ کو اس مُنہ سے لگا دینگے جس سے کبھی وہ بار دیگر پیاسا نہوگا۔ ناخدا ترس مجیب کو چند لفظون کے سمجھنے مین سخت دہوکا لگا ہے اس لئے ہم چاہتے ہین کہ چند مقدمات مین اس کی تفہیم کر دین تاکہ آپ کے مقاصد کے سمجھنے اور ناظرین منصفین کے فیصلہ کرنے مین کوئی دقت پیش نہ آوے۔

مُقَدَّمۂ اُولیٰ

ابن مریم کے بیان مین۔

ہمارے مخالفین بھائی اس بات پر بڑا ہی زور دیتے ہین کہ جہان کہین لفظ ابن مریم آجاوے اس سے مراد عیسیٰ نبی اللہ خاتم انبیائے بنی اسرائیل ہین لاغیر انہین یادر کھنا چاہئے کہ یہہ دعوے محض بے دلیل اور سراسر تحکم ہے۔ کیا کسی عورت کا نام مریم نہین ہوتا۔ اگر اس کے بیٹے کو ابن مریم کہین تو کوئی امر ناجائز ہے عیسیٰ

موسیٰ - ابراہیم - محمد - ہزاروں مسلمانوں کے نام ہیں کیا کسی کا ذہن اس طرف منتقل ہو سکتا ہے کہ یہہ نام والے درحقیقت وہی پیغمبر ہیں جن کو ہدایت کے لئے خدا تعالے نے معبوث کیا تہا کیا انہیں بخاری کی وہ حدیث یاد نہیں رہی کہ جسمین ابوسفیان اور ہرقل بادشاہ روم کے سوال وجواب مندرج ہیں ابوسفیان جب دربار شاہی سے لوٹے تو اپنے ساتہیوں سے کہا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِی کَبْشَةَ اِنَّهُ یَخَافُهُ مَلِكُ بَنِی الاَصْفَرِ - یعنی ابن ابی کبشہ (جس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) کا کام غالب ہو گیا - بن گیا کہ اس سے بادشاہ بنی اصفر ڈرتا ہے حالانکہ آنحضرت کے والد کا نام عبداللہ تہا اور آپکے ابائے کرام میں بہی کسیکا نام ابوکبشہ نہ تہا - کہتے ہیں کہ یہہ شخص ملک عرب میں تمام کے خلاف پر توحید پر قایم تہا - ادنی مناسبت ومشابہت کی وجہ سے ابوسفیان جیسے قریشی فصیح بلیغ عرب کے سردار نے محمد بن عبداللہ کو ابن ابی کبشہ قرار دیا - اور اسی وجہ سے خدا تعالی نے بہی مسافر کو ابن السبیل کے نام سے یاد کیا ہے اور لغت عرب میں چاند کو ابن اللیل کہتے ہیں - اور ابنائے روزگار کا لفظ اتنا ہمارے بول چال میں آتا ہے - اور کبہی ان الفاظ سے معنے حقیقی مراد نہیں لی گئی - اور سورہ تحریم میں اللہ تعالی نے عام مسلمانوں کو مریم بنت عمران اور آسیہ زوج فرعون سے تشبیہہ دی ہے اور مسلمانوں کو مریم بنت عمران اور آسیہ ٹہرایا ہے اور عارف قرآن پر پوشیدہ نہیں ہے کہ بروز کا مسئلہ قرآن میں بکثرت پایا جاتا ہے - یعنے ایک شخص جب اس کے کسی گذشتہ انسان کے خو و بو سیرت وصورت میں باہم کسیقدر مشابہت ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہہ فلان گذشتہ انسان کے قدم پر آیا ہے اسی اصول پر یہہ مشہور قول ہے لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ -

اور اس ضرب المثل مقولہ سے وہ دعوے غلط نکلا کہ اسم علم میں تاویل کرنا
جائز نہیں اور اکثر اولیائے امت پر الہام و کشف سے یہہ امر ظاہر ہو گیا
ہے کہ وہ فلان نبی کے قدم پر آئے ہیں تو انہوں نے علانیہ اسکا اظہار بھی کر دیا
ہے۔ حضرت بایزید بسطامی پکار کر کہتے ہیں کہ میں ہی نوح اور میں ہی ابراہیم
میں ہی موسی میں ہی عیسی میں ہی محمد ہوں دیکھو تذکرۃ الاولیا۔ شاہ نیاز احمد
بریلوی اپنے دیوان میں لکھتے ہیں۔ ؎ احمد ہاشمی منم عیسی مریم من ام۔ من
نہ منم نہ من من ام۔ حدیث کی کتاب پڑہنے والے خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر و عثمان و علی وغیرہم صحابی کو ابراہیم و نوح جبریل و
میکائیل وغیرہم ملائکہ سے مثال دی ہے دیکھو عسل مصفی کہ اس کے مصنف نے اس
مماثلت کو بسط کے ساتہہ بیان کیا ہے۔ نظامی گنجوی بھی اپنے ضمیر کو مریم صفت
قرار دیتے ہیں ؎ ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن است۔ کہ مریم صفت بکر
آبستن است۔ اگر کوئی بلید الذہن اتنے روشن دلائل پر بھی لفظ ابن مریم
یا لفظ عیسی میں تنکیر و تعمیم کو جائز نہ رکھے اور اسم میں تاویل کو ممتنع سمجھے تو
ہم ایک روایت بخاری کو پیش کر کے سوال کرتے ہیں کہ آیا یہاں تعمیم ہے یا نہیں
اور اگر نہیں ہے تو ہم آپکے ایمان پر فاتحہ خیر پڑہ دیتے ہیں وہ حدیث یہہ ہے
کہ کوئی مولود شیطانی مس سے محفوظ نہیں رہا مگر مریم اور اس کا بیٹا۔ اگر لفظ
مریم اور ابن مریم میں تعمیم نہو اور یہہ تاویل نکیجائے کہ جو مسلمان متقی ان دو
ماں بیٹے کی صفت میں متصف ہو وہ وسوسہ شیطانی سے محفوظ رہتا ہے۔
تو ان عبادی لیس لک علیہم سلطان وغیرہ متعدد آیات کے صریح مخالفت کے باوجود
ایک سخت مشکل درپیش ہوتی ہے کہ انبیائے کرام جن میں رسول اللہ سید المعصومین
بھی داخل ہیں انمیں سے ایک بھی شیطانی مس اور اس کے وسوسہ کی زد سے

محفوظ نہین رہا اعاذنا اللہ منہ ہمارا بدن کانپ اوٹھتا ہے کہ جب ہم کسی سے یہہ سنتے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطہر مقدس قلب مین شیطان کا تسلط ہوجایا کرتا تھا
پس ہمارا ایمان بالقرآن وبالرسول یہہ فتوی دیتا ہے کہ اگر اس حدیث مین تاویل
نکیجاے اور مریم و ابن مریم سے ایک ہر متقی مراد لیجائے تو ضرور بقول علامہ زمخشری یہہ
حدیث موضوع ہونے سے زیادہ رتبہ نہین رکھی گئی مگر ہم نہ اصح الکتب بخاری کی روایۃ
کو موضوعیت کی طرف منسوب کرسکتے ہین اور نہ ہمارے پاس اور نہ کسی ذی علم کے
پاس ہمال جائز ہے اس لیے تعارض قرآنی وحدیثی کے ارتفاع کے لیے بجز اس کے
چارہ نہین کہ مریم وابن مریم کے لفظ سے تمام متقی لے لین یعنی جس مرد متقی مین مریم وابن
مریم کے اوصاف حمیدہ پائے جائین وہ شیطانی وساوس سے محفوظ و مامون رہا کرتا
ہے - ہماری اس تاویل کی صحت بخاری کی دوسری روایت سے بخوبی ہوتی ہے
جسمین لکھا ہے کہ جو مرد اپنی بی بی سے جماع کرتے وقت اس دعا کو پڑھے بسم اللہ
اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا - اور خدا تعالی
اس کو لڑکا لڑکی عنایت کرے تو وہ لڑکا لڑکی شیطان کی ضرر دہی اور وسوسہ
اندازی سے بچ جاتی ہین قابل غور ہے کہ بپایہ بحالت جماع جناب الٰہی مین دعا
کرنیوالا اور شیطان رجیم سے پناہ مانگنے والا جب وہ اور اوس کی اولاد ضرر
شیطانی سے محفوظ رہین تو جو لوگ اول درجہ کے متقی ہین اور شب و روز استغفار
پڑھا کرتے ہین کیونکر اثر شیطانی تسلط ہوسکتا ہے اور اصول فقہ کا مسلمہ
قاعدہ ہے کہ جہان معنی حقیقی متعذر ہون تو وہان معنی مجازی لینا چاہیے - جب متعدد
آیات قرآنی (جنکا ذکر ہم خاتمہ مین کرینگے) اور متعدد احادیث نبوی ابن مریم
علیہ السلام کے وفات کے بصراحت مقتضی ہین تو پھر نزول ابن مریم سے معنی حقیقی یقین
کرنا اور وفات یافتہ انسان کو آسمان سے اتارنا اور نزول بروزی جسکی صحت صدہا

آیات کتاب مجید سے پائی جاتی ہے اس کا انکار کرنا خلاف اصول دسرا
جہالت وفضول ہے - کیا مردہ دوبارہ دنیا ہین آسکتا ہے - ہمارے مخالفین بھائیون کی
عقل اس کے جواب مین جو پیش کرتی ہے وہ یہہ کہ کیا خدا ئے تعالی مین قدرت نہین
کہ مردہ کو دوبارہ زندہ کرسکے - اسکا مفصل جواب مجیب کے رد مین آئندہ لکھینگے مگر
سردست ان چند جملو نپر بس کرتے ہین کہ جب قدرت کے سامنے سارے محالات عقلیہ
ونقلیہ ممکن الوقوع ہین تو علماے اصول سے سخت غلطی ہوئی کہ معنی حقیقی کے تعذر کے
وقت مجازی معنی کے اختیار کو ضروری سمجھا - مگر جب ہم قرآن پر ایک نظر ڈالتے ہین
تو آیات قرآنی اسی اصولی قاعدہ کو مستحکم کرتی اور علماے اصول کے اس
راے کو بڑی زور سے تائید دیتی ہین سارا قرآن استعارہ ومجاز سے بھرا پڑا ہے
اور حق تو یہہ ہے کہ فصاحت وبلاغت کے اسباب سے ایک سبب یہہ بھی ہے - عجیب
حیرت انگیز واقعہ ہے کہ جب حیات ابن مریم کے قائلین دلائل قاطعہ قویہ سے لاجواب
ہوجاتے ہین تو انکا آخری عذر یہہ ہوتا ہے کہ کیا خدائے بستر ہین مردہ کے زندہ
کرنے کی قدرت نہین - ہم کہتے ہین کہ یہہ صحیح ہے مگر اسکا کیا معنی کہ زید زمین پہ
مرے اور زمین مین دفن کیا جائے اور زندہ ہوکر اٹھے تو آسمان سے آوے
ہذا اشئی عجیب وامر غریب - ہمارے مخالف بھائیون نے اگر ابوتراب کی کنیت
پر غور کیا ہوتا تو انہین ابن مریم کی کنیت مین ایسی دقتین درپیش نہوتین
کیا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے کسی لڑکے کا نام تراب تھا ہرگز نہین - رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنی مناسبت کی وجہ سے کہ ان کے بدن پر مسجد نبوی
مین لیٹنے کے سبب سے دھول لگ گئی تھی تو ارشاد فرمایا قُم یا ابا تراب
پس اگر وہی فصیح بلیغ رسول عربی فداہ ابی وامی اپنی پیشگوئی مین مناسبت
ومشابہت نامہ پائے جانے کی وجہ سے کسی اپنے غلام کا نام ابن مریم رکھدے

تو اس سے کونسا استبعاد عقلی و نقلی لازم آتا ہے جسپر شور برپا کیا گیا ہے۔ ابو ہریرہ کے لفظ پر بھی غور کرو۔ اس آسمانی مرد غلام احمد کی مشابہت ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر دیکھنی منظور ہو تو ایام الصلح اور ازالہ اوہام اور آئینہ کمالات اسلام و عسل مصفی کا مطالعہ فرمائے۔

مقدمہ ثانیہ

نزول کے بیان میں۔

ہمارے مخالفون کو اس لفظ کے استعمال مین سخت دھوکا ہوا ہے مسیح موعود کی احادیث مین جہان جہان لفظ نزل ینزل آتا ہے تو یہہ لوگ بلا تامل اس سے نزول من السما مراد لیتے ہین اور اسی سبب سے جہان کہین قرآن و حدیث مین اسکے خلاف معنے مفہوم ہوتا ہے تو وہان تاویل کیا کرتے ہین اور بلا سبب نصوص کو ظاہر معنے سے پھیرتے ہین۔ سو جاننا چاہیئے کہ اس لفظ نزول کا استعمال متعدد و مختلف معنی مین ہوا کرتا ہے کہین بمعنی پیدایش اور کہین بمعنی بعثت و خروج اور کہین بمعنی اُترنا اور ٹھہرنا اور قیام کرنے کے آتا ہے مثلاً وحی اور پانی اور ملائکہ اور کتاب سماوی مین اگر نزول و انزال کا لفظ آیا ہے تو وہان البتہ اترنے کا معنی ہی کرنا چاہیئے قال اللہ تعالی۔ وَ اَنزَلنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۔ وَ اَنزَلنَا التَّورَات ۔ اِنَّا اَنزَلنَاہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ ۔ تَنَزَّلُ المَلٰئِکَۃُ وَ الرُّوحُ ط اور اگر معنی اشیا کے ساتھہ اس لفظ کو لاوین خواہ وہ انسان ہو یا حیوان یا جمادات تو لا محالہ وہان معنی پیدایش و بعثت و خروج و قیام کا معنی ہی مراد ہوا کرتا ہے جیسا فرمایا اللہ تعالی نے وَ اَنزَلنَا الحَدِیدَ الاٰیۃ پارہ ۲۷ رکوع ۱۹۔ یعنے ہمنے

لوہا پیدا کیا اگر یہاں نزول من السماء مراد لیں تو مشاہدہ کے صریح خلاف ہے
کیا کسی نے دیکھا ہے کہ لوہا آسمان سے اترا کرتا ہے کانوں سے نہیں نکلتا
قال اللہ تعالیٰ یَا بَنِیٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ
وَرِیْشًا ط پارہ ۸ رکوع ۱۰ - کیا کپڑوں کے تھان یا کرتہ یا پائجامہ بنے بنائے
آسمان سے اترتے ہیں یا یہیں زمین میں پیدا ہوتے اور بنتے ہیں - قال اللہ تعالیٰ
وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ ط پارہ ۲۳ رکوع (۱۵)
یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جانوروں کے آٹھ جوڑے پیدا کئے - اگر یہاں
نزول سے نزول من السماء مراد لیتے ہو تو اونٹ گھوڑے گدھے خچر گائے بیل بکری
وغیرہ جانوروں کا آسمان سے اترنے کا ثبوت تمہارے ذمہ ہوگا وَھُوَ عَسِیْرٌ و
محال قطعًا - اور نزیل اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو سفر کرتا ہوا کسی مقام پر ٹھہر جاوے
اور جہاں پر ٹھہرتا ہے اس کو منزل کہتے ہیں - ہرگز یہاں نزول من السماء مراد
نہیں ہوا کرتی پس جہاں کہیں مسیح موعود کے لئے نزول کا لفظ مستعمل ہوا ہے
وہاں قطعًا بعثت و ارسال کا معنی مراد ہے اگر ہمارا بھائی اتنے دلائل پر بھی اپنے
عناد کو نہ چھوڑے اور نزول من السماء پر مصر رہے تو ہم اور چند قرآنی و حدیثی
نظائر پیش کر کے انکا مطلب حسب اصرار خود اس کے منہ سے سننا چاہتے ہیں -
فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ
یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک یاد دلانے والے رسول (محمد صلعم) کو تمہارے طرف
نازل کیا کہ وہ تمکو اللہ کے آیات پڑھکر سناتا ہے - فرماتے حضرت اگر یہاں
نزول سے مراد نزول من السماء ہے تو اسکا اثبات آپ پر واجب ہوگا کہ
رسول اللہ صلعم کسی وقت آسمان پر تشریف لے گئے ہوئے تھے اور ایک زمانہ
دراز کے قیام اور تعلیم و ہدایت کے اہتمام کے بعد خدا تعالیٰ نے انہیں آسمان سے

رسول بنا کر اتارا کیا کسی مخالف و موافق نے بچشم خود دیکھا ہے کہ رسول خدا
علیہ التحیۃ و الثنا چالیس برس سال آسمان سے نزول فرما رہے ہیں۔ پس بجز اس کے
کہ یہاں ارسال و بعثت کا معنی لین کوئی صورت بن نہیں پڑتی۔ اور اگر ہم کتب
احادیث و سیر و ادب کے عبارات نقل کریں تو یہہ مقدمہ طویل الذیل بن جائیگا
اس لئے صرف ایک دو حدیث پر اکتفا کرتے ہیں امام بخاری باب التناوب فی العلم میں عمر
سے روایت کرتے ہیں قَالَ كُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِّي مِنَ الْاَنْصَارِ فِي بَنِي اُمَيَّةَ بْنِ
زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ يَوْمًا وَاَنْزِلُ يَوْمًا فَاِذَا نَزَلْتُ
جِئْتُهٗ بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ
فَنَزَلَ صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيْدًا الحدیث
کیا حضرت عمر اور انکا پڑوسی انصاری دونوں کی آمد و رفت بار بار آسمان پر ہوا کرتی
تھی اور بار بار اپنی اپنی باری پر آسمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
نازل ہوا کرتے تھے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس التحصیب بشیء
اِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری
فتح الباری جلد (۳) صفحہ (۱۷۴) اس کا معنی کیا یہہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مقام تحصیب پر آسمان سے نزول فرماتے تھے کَانَ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا
لَمْ يَرْتَحِلْ حَتّٰى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ رواہ احمد و النسائی عن انس یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہہ تھی کہ جب سفر کرتے ہوئے کسی منزل میں
اتر جاتے تھے تو جب تک ظہر کی نماز نہ پڑھ لیں کوچ نہیں کرتے تھے اسکا ترجمہ
حسب اصرار مخالف یوں کرنا پڑے گا کہ جب منزل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آسمان سے نزول فرماتے تو کوچ نہیں کرتے تھے جب تک کہ ظہر کی نماز سے فارغ نہو لیں - اے میرے بھائی کیا اس ترجمہ سے آپکا قلب مطمئن ہو سکتا ہے اور یہہ ترجمہ مشاہدہ و بداہتہ کے خلاف نہیں ہے - ضرور ہے اکثر ہمارے مخالف بھائی یہہ سوال پیش کرتے ہیں کہ امام بخاری نے اپنی کتاب میں باب نزول عیسی بن مریم باندہا ہے - ہم کہتے ہیں کہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ امام بخاری کا منشار اس سے نزول من السمار ہے لاغیر - اور حق یہہ ہے کہ چونکہ حدیث مذکورہ ذیل میں نزل ابن مریم کا جملہ تہا اس لئے امام نے باب نزول عیسی ابن مریم سے ایک عنوان قایم کیا - ورنہ انکا مسلک تو اس کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے کتاب التفسیر میں بروایۃ ابن عباس و ارشاد نبوی وفات عیسی کا ثبوت دیا ہے پہر نزول من السمار کا عقیدہ کیسا جسطرح اسی امام جلیل الشان نے باب نزول عیسی ابن مریم باندہا ہے اسیطرح باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ عنوان قایم کرکے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ نزول ابن مریم مثل نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے - اس سے نزول من السمار سمجہنا سراسر حمق و ابلہی ہے - بعض حضرات مشکواۃ کی یہہ روایت (ینزل عیسی بن مریم الی الارض) پیش کرکے اعتراض کرتے ہیں کہ الی الارض چاہتا ہے کہ نزل کے بعد من السمار محذوف مانا جائے تو ان کے اسکات کے لئے صحیح بخاری باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ کافی ہے - اور اگر کہا جائے کہ یہاں نزول کا صلہ الی آیا ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اس سے کوئی قباحت پیش نہیں آتی - اور ہمارا مدعا ہر طرح حاصل ہے کہ عیسی سفر کرتے ہوئے کسی خاص زمین یا ملک میں فروکش ہوگا تاریخ الخلفا صفحہ (۱۵۸) میں لکہا ہے قال محمد بن فضالہ مر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز براہب فی الجزیرۃ

فَنَزَلَ الیہ الراہبُ ولم ینزِلْ لاحدٍ قبلہٗ وقال اَتدرِیْ لِمَ نزلتُ الیکَ اس عبارت میں دو مقام پر نزول کے ساتھ حرف الی کا استعمال ہوا ہے کیا کسی ذی علم ادیب کا ذہن اس طرف منتقل ہو سکتا ہے کہ وہ راہب آسمان سے اتر کر عبد اللہ بن عمر عبد العزیز سے ملاقات کی۔ اگر کوئی متعصب ملا اپنی مدعا کے فوت کے ڈر سے راہب مذکور کے لیے نزول من السماء جائز رکھے اور آسمان سے اترنے کا ترجمہ کرے تو اس کو ضرورتاً عبد اللہ کے لیے صعود الی السماء کا قائل ہونا پڑے گا غور کرو عبارت مذکورہ میں۔

طرفہ تر ماجرا یہ ہے کہ یہی لفظ نزول جس پر ہمارے مولوی صاحبان من السماء کا حاشیہ چڑھا کر اپنے دل کو خوش کرتے ہیں اور حضرت مسیح کو زندہ آسمان سے اتارتے ہیں مسیح دجال کے لیے بھی مستعمل ہوا ہے۔ امام احمد و امام مسلم و امام بخاری روایت کرتے ہیں یَاتِی الْمَسِیْحُ مِنْ قِبَلِ الشَّام وَھِمَّتُہٗ الْمَدِیْنَۃَ حَتّٰی یَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ الحدیث۔ یعنی مسیح دجال شام کی طرف سے آکر مدینہ کا قصد کریگا یہانتک کہ کوہ احد کے پیچھے اترے گا۔ اور طبرانی و احمد کی ایک روایت میں یَنْزِلُ الدَّجَّالُ بِھٰذِہِ السَّبْخَۃِ۔ آیا ہے یعنے دجال اس شور زمین میں اتریگا اور صحیحین میں لکھا ہے فَیَنْزِلُ بَعْضَ السباخ الّتی تلی المدینۃ یعنی دجال بعض شورناک زمین میں اتریگا کہ جو مدینہ کے نزدیک ہیں۔ جن صاحبونکو زیادہ روایات اس باب میں دیکھنا منظور ہو تو وہ کنز العمال کا مطالعہ فرماویں کہاں ہیں نزول سے نزول من السماء مراد لینے والے علما ذرا اس دجالی نزول کو بھی ملاحظہ فرماویں ہمیں ان کی ہٹ دھرمی اور حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ذاتی عداوت و حسد سے یقین ہے

کہ یہہ حضرات دجال کو بھی آسمان سے اتار کر چھوڑینگے اور اس کے بغیر انہین
چارہ بھی کیا ہے کیونکہ بلا تفاوت دونو (مسیح ابن مریم و مسیح دجال) کے لئے
لفظ نزول کا استعمال ہوا ہے۔ سراسر تحکم ہوگا کہ عیسیٰ کے نزول سے من السماء مراد
ہو اور دجال کے نزول سے یہہ معنی ذہن مین نہ آوے۔ یاد رہے کہ مسیح موعود کے
لئے لفظ خروج کا بھی حدیثون مین استعمال ہوا ہے اور کہیں لفظ بعثت بھی آیا
ہے اور خروج کا لفظ تو صاف ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ ہر مامور من اللہ کی بعثت
زمین ہی مین سے ہوا کرتی ہے تو پس ہا ہمی توفیق و تطبیق کے لئے سوائے اس کے
کیا علاج ہے کہ نزول کا معنی بعثت و خروج کے ہو جس سے تمام اعتراضات قرآنی
و حدیثی بھی مندفع ہو جاتے ہین ایک امر یہہ بھی یاد رکھو کہ اگر حضرت مسیح ناصری
علیہ الصلوٰۃ و السلام کا رفع بجسدہ العنصری آسمان پر ہوا ہوتا تو ضرور محاورہ عرب کی
رو سے ان کے لئے رجوع یا عود کا لفظ استعمال کیا گیا ہوتا۔ نہ نزول کا دیکھو یہ روح
انسانی چونکہ اپنے رب کی طرف سے زمین پر آئی تھی اس لئے اس کو واپس کرنے کے وقت
ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ ارشاد ہوا۔

مُقدّمہ ثالثہ

رفع کے بیان مین۔

عدم تدبر کے سبب ہمارے مخالف بھائیون کو جس قسم کا دھوکا لفظ نزول مین لگا ہوا
ہے لفظ رفع بھی ان کے زلت اقدام کے لئے کم نہیہ نہین ہے وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا
بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ مین زور دیکر یہہ کہتے ہین کہ یہان رفع سے مراد رفع جسم

الی السماء ہے یعنی عیسی علیہ السلام اپنے خاکی جسم کو جو کھانے پینے پیشاب پاخانے کا محتاج اور
تغیر تبدل کا محل ہے تمام مخلوق ارضی کے خلاف از آدم تا ابن دم کے خلاف تجارب صحیحہ
کے خلاف سارے انبیا کے خلاف مات الناس حتی الانبیا نحوی ضرب المثل کے خلاف
سید الاولین والآخرین خاتم الانبیا افضل الرسل کے رفعت شان
کے خلاف اور کلام آلٰہی - ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین
کے منشاء اور وعدہ کے خلاف وما جعلناهم جسدا لا یاکلون الطعام کی آیۃ کے
بے بدل قاعدہ کے خلاف ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا تعقلون کے
خلاف ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم
شیئا کے غیر متبدل اصول کے خلاف او ترقی فی السماء الی ان قل سبحان
ربی ہل کنت الا بشرا رسولا کے خلاف اور اعوذ بک من ارذل العمر ارشاد
نبوی کے خلاف اور آیۃ وکل فی فلک یسبحون کے رمز اور آسمان کے
الطف الطائف جسم خاکی بشری کے غیر محل ہونے کے خلاف آسمان پر لیجا کر
دو ہزار برس کے قریب الان کما کان لا یزول ولا یحول کی خصوصیت کے ساتھہ
تشریف فرما ہیں - کیا ممکن ہے اور کیا کوئی سلیم الفطرت انسان کہہ سکتا ہے
کہ خدا تعالی ایک انسان ہاں صرف ایک انسان کو فوق سماے دنیا لیجائے
اور اپنے اس قدر اقوال و افعال و وعدوں کے شکستہ ریخت کی پروا نکرے
اور اپنی پاک کتاب کو غیر اقوام کے اعتراض کا تختہ مشق بنا دے اور خود فرماوے لو کان
من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اور خود ہی تمام
اختلافات کا جامع ہو اور اجتماع ضدین کو جائز رکھے فتعالی عن ذلک
کتابہ الکریم وصاحبہ العظیم ؀ خدا کے لئے سچ تبلاؤ کیا یہہ رفع عیسی بجسدہ
العنصری اور قیام بلا اکل وشرب اور ہوش وحواس وعمر کے عدم تغیر وغیرہ کے
لئے یہہ آیات بینات مانع اور سخت مانع ہیں یا نہیں - اور وما محمد الا

رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاتِي مِنْ بَعْدِي
اِسْمُهٗ اَحْمَدُ ۔ مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۔ کیا اس رفع جسمانی
ونزول من السماء کے مخالف ومنافی نہیں ہیں ضرور ہیں پس بحضور حاضر یاد رکھو کہ
تخالف وتناقض سے اس وقت مخلصی مل سکتی ہے کہ رفع سے رفع روحانی مراد
لی جائے جو بعد موت کے ہر راستباز انسان کے لئے لازم حال پڑا ہوا ہے ۔
جس سے مراد رفع درجات ہے اور بس ۔ قبل اس کے کہ ہم اپنے دعوے پر دلائل پیش
کریں بطور لطیفہ یہہ التماس رکھتے ہیں کہ اگر ہمارے بھائی صاحبان سعدی علیہ الرحمہ کے
گلستان کو بغور ملاحظہ کیا ہوتا تو رفع کے معنے سمجھنے میں انہیں چنداں دقت پیش
نہوتی شیخ سعدی لکھتے ہیں کسے پیش نوشیروان مژدہ آورد وگفت کہ فلان دشمن
ترا خدای تعالی برداشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا خواہد گذاشت ۔ دیکھو رفع اللہ کا
ترجمہ فارسی میں خدای تعالی برداشتہ ہے دونو عبارت میں ماضی مطلق اور فاعل
خدا ہے ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک جگہہ موت کا معنی لیا جائے اور دوسری جگہہ آسمان پر
چلے جانا یہ کیا فرق ہیں بتلاؤ وَ اَیْنَ لَکُم ۔

استدلال قرآنی

فرمایا اللہ تعالی نے اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ
پارہ ۲۲ رکوع ۲ سورہ فاطر یعنی اللہ ہی کی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں اور
عمل صالح انسان کو بلند کرتا ہے اعنی مقرب الہی بنا دیتا ہے ۔ صاحبو کہیں تم نے
آپ نے دیکھا ہے کہ نیک عمل کرنے کے سبب مرد مسلم آسمان پر بہہ جسم لیکر چڑھ
جاتا ہے ۔ اگر یہہ دستور قدیم الایام سے چلا آتا ہے تو حضرت مسیح کی اس میں

کیا خصوصیت ہے۔ اس رفع مین اور مسیح کی رفع مین کیا فرق ہے۔ انصاف کرو۔
اور حق پوش نہ بنو۔ قَالَ اللہ تعالی۔ وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِدْرِیْسَ اِنَّہٗ کَانَ
صِدِّیْقًا نَّبِیًّا وَّ رَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا ط سورہ مریم رکوع ۴۔ یعنی کتاب مین
ادریس کو یاد کر اس لئے کہ وہ ایک سچا نبی تہا اور ہم نے اس کو ایک بلند مکان مین
اوٹہایا تہا یعنی اس کو جگہہ دی تہی یہان رفع درجات مراد ہے اگر رفع الی السماء مراد
لین تو ضرور ہے ان کے لئے بہی نزول من السما تسلیم کیا جائے اور یہہ قائلین حیات
مسیح کے خلاف مقصود ہے وہ کسیکو سوائے عیسی بن مریم علیہ السلام آسمان سے
اتارنا نہین چاہتے۔ اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ حضرت ادریس زندہ
آسمان پر نہین گئے بلکہ بعد مرگ ان کی روح آسمان پر صعود فرمائی ہے اور اگر کوئی
ان کو بہی فوق السموات زندہ تسلیم کرے تو جو دلائل قرانیہ و حدیثیہ و عقلیہ وفات مسیح کو
ثابت کرتے ہین انہین سے اس باطل عقیدہ کا استیصال بہی ممکن ہے خضر والیاس
و اصحاب کہف و زریت برثملا وصی عیسی و سر من دابہ کے مختفی امام صاحب الزمان
وغیرہم کو اب تک زندہ بجسدہم العنصری اعتقاد کرنے والے قرآنی و حدیثی
برہان کے آب دار تلوار سے دور ہی دور رہنا ورنہ انکا مقابلہ درحقیقت آسان
نہین ہے۔ ان کاری حربون کا ایک ہی وار مرغ بسمل بنانے کے لئے بس ہے۔
کل من علیہا فان نعرہ مار کران کا ایک ہی حملہ رگ جان کے کاٹنے مین بار ہا تجربہ
ہو چکا ہے قَالَ اللہ تعالی وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰہُ بِہَا وَلٰکِنَّہٗ اَخْلَدَ اِلَی
الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ ط پارہ (۹) رکوع ۲۲ یعنی اگر ہم چاہتے تو بلعم باعور کو ان
نشانات کی وجہ سے اس کے مدارج بلند کرتے مگر وہ تو پستی کی طرف جہکتا گیا
اور اپنی نفسانی خواہشون کی پیروی کی۔ کہان ہین انصاف پسند علماء مین
آکر اتنا سمجہا دین کہ اس آیت سے بلعم کا آسمان پر اپنی جسم کو لیکر جانا ثابت ہے اگر وہ

اخلد الی الارض نہو جاتا تو ضرور وہ بھی کسی آسمان مین جائے گزین ہوتا - دیکھو رفع اللہ
یہان بھی ہے اور وہان بھی پھر ایک سے رفع درجات مراد لینا اور دوسرے سے
رفع الی السمار کا مطلب سمجھنا کہانتک ہوا پرستی و نفس پرستی پر اصرار ہے
قال اللہ تعالیٰ فِی بُیُوتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَن تُرفَعَ - پارہ (۱۸) ع (۵)
سورہ نور - یعنی ان گھرون مین جن کی اجازت اللہ نے دی ہے کہ بلند کئے جائین
اے حضرت عیسیٰ کے مرفوع الی السمار اعتقاد رکہنے والے خدا کے لیئے ان گھرون کے
مرفوع الی السمار ہونے پر بھی غور کرو - ان گھرون کو بھی مرفوع الی السمار مان
لیجیئے تا کہ مسیح ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بود و باش کے لئے کوئی دقت
اٹھانی نہ پڑے - کدہر ہین بات بات پر قدرت آلٰہی کو پیش کرنے والے اجی حضرت
جس ذات کامل القدرت مین جسم خاکی لبشری کو بزعم شما آسمان پر لیجانا قدرتاً و اعتقاداً
جائز ہے کیا وہ قادر مطلق ان گھرون کو آسمان پر لیجانے سے عاجز ہوسکتا ہے
ہرگز نہین - یہہ الزام صرف اخبار آلہی و احکام آلہی کی تکذیب کا ثمرہ ہے -
فاعتبروا یا اولی الابصار۔ قال اللہ تعالیٰ - فِی صُحُفٍ مُکَرَّمَۃٍ مَّرْ
فُوعَۃٍ۔ سورہ عبس پارہ ۳۰ کیا آپ کا یہہ بھی اعتقاد ہے کہ جو صحیفی نازل
ہوئے تھے پھر وہ کسی وقت آسمان پر اُٹھا لئے گئے - مین بھولا باعتقاد شما یہہ
ممکن ہے اور آپ کہہ سکتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تلاوت کے
لئے خدای تعالیٰ نے صحف الہیہ کو آسمان پر لیگیا مگر آن کرمشکل یہہ پڑیگی کہ جب
سب کے سب آسمان پر اوٹھا لئے گئے تو یہہ صحیفی جواب دنیا مین نظر آتے
ہین یہہ کیا ہین - اس کا جواب آپ کی طرف سے یہہ ہوسکتا ہے کہ جو
صحیفے آسمان پر مرفوع ہوئے ہین وہ تو اصل ہین اور یہہ اس کی نقل ہے -

استدلال حدیثی

إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا يَنْزِلُ الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ الْعِلْمُ۔ الحدیث رواہ الترمذی وابن ماجہ یعنی تمہارے بعد ایسے دن بھی آنے والے ہیں کہ نادانی نازل ہوگی اور علم اٹھایا جائیگا رفع علم سے کیا مراد ہے۔ کیا یہی کہ کتب احادیث وفقہ و قرآن وتفسیر وغیرہ کسی زمانہ آئندہ میں آسمان پر مرفوع ہونے والی ہیں اور جہل بھی مثل حضرت مسیح آج نہیں تو کل ضرور حسب اعتقاد شما آسمان سے اترنے والا ہے اور یہہ بھی ضرور ہے کہ نزول جہل من السماء پہلے ہو اور نزول مسیح ابن مریم بعد میں۔ اور اس کا بھی یقین رکھنا آپ پر لازم ہوگا کہ نزول جہل کے وقت جو علم مرفوع الی السماء ہوا ہوگا حضرت مسیح تشریف لاتے وقت اس کو واپس لیتے آئینگے۔ بحدا کارساز مخبر صادق کی یہہ پیشگوئی بوضاحت تمام پوری ہوتی نظر آتی ہے کیونکہ اندنوں اس قدر دلائل عقلی ونقلی کے دیکھنے پر بھی یہہ دابۃ الارض (علمائے کور باطن مسیح بن مریم علیہ السلام کے حیات جسمانی وصعود الی السماء بجسدہ العنصری ونزول من السماء بجسدہ پر اڑے ہوئے ہیں تو علم ونور فراست کے مرفوع ہونے کے سبب انہیں جہالت کا شیوع بکثرت ہوگیا ہے۔

جَاءَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِلَی الْعَبَّاسِ يَعُودُهُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَالْعَبَّاسُ عَلٰی سَرِيرٍ لَهُ فَاَخَذَ بِيَدِ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاَقْعَدَهُ فِي مَكَانِهِ فَقَالَ لَهُ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رَفَعَكَ اللّٰهُ يَا عَمِّ۔ کنز العمال جلد (۷) صفحہ ۶۵ اگر اس حدیث میں رفع سے مراد رفع روحانی نہیں ہے بلکہ رفع عباس رضی اللہ عنہ الی السماء ہے تو معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مبارک غیر مقبول نکلی اس لئے کہ مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ

آسمان پر نہین گئے بلکہ بعد مرگ اسی زمین مین دفن ہوئے - مَنْ تواضع اللہِ رفعہ
اللہ - اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعہ - کنز العمال جلد ۲
صٓ ۲۵ یعنی جو شخص اللہ تعالی کے لیئے تواضع کرتا ہے تو اللہ اس کو بلند کرتا ہے
اور جسوقت بندہ عاجزی انکساری کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو اٹھا کر ساتوین آسمان
پر لیجاتا ہے - لیجیئے حضرت حدیث دوم سے صاف ظاہر ہے کہ ہر متواضع کا
مقام قیام فلک ہفتم ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام کے مقام سے نہایت
ارفع ہے - اب بھی کوئی خصوصیت حضرت مسیح کے مرفوع الی السماء ہونے
مین باقی ہے - اس امت مرحومہ بلکہ ادیان سابقہ مین بے شمار مسلمان متواضع اور
فروتنی کو اپنا شعار بنائے ہوئے گذرے ہین اور اس حدیث شریف کی رو
بزعم شما ساتوین آسمان تک مرفوع بھی ہوئے مگر حیرت ہے کہ کسی نے آجتک نہ دیکھا
اور نہ سنا کہ انہین سے ایک کا بھی نزول الی الارض ہوا پس حضرت مسیح کے
نزول من السماء الی الارض کی امید کس دلیل سے کی جاتی ہے - اگر آپ کہین کہ
قرآن شریف مین حضرت مسیح کے لئے رفع آیا ہے اور حدیث شریف مین
ان کیلئے نزول اور یہہ ہماری امید کی دلیل ہے - مین کہتا ہون کہ جب آپ
پر ان دو مقدمون سے رفع و نزول کی اصل حقیقت معلوم ہو گئی تو بار بار
انہین کو پیش کرنا سراسر ہٹ دھرمی اور اعراض عن الحق ہے - و نیز جب ہر
نیک مرد جن مین انبیاء و اولیاء سب داخل ہین آیت قرآنی مذکورہ بالا کی روسے
مرفوع ہوا کرتا ہے - اور قرآن و حدیث مذکور الصدر مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وغیرہ کے لیئے نزول کا لفظ مستعمل ہوا ہے تو آپ پر واجب ہوگا کہ حسب قاعدہ
مقررہ حضرت رسول اکرم صلعم و دیگر حضرات کے لیئے نزول من السماء کی امید
رکہین نہ ہی ظاہر و اور نصوص احادیث مین رفع کے ساتھہ الی السماء کے لفظ کے ہونے

پھر بھی جب طرفین کے نزدیک قطعاً رفع روحانی و رفع درجات مراد ہے
تو جہاں صرف رفع کا لفظ آیا ہے من السماء ندارد ہے تو وہاں کے رفع سے
رفع جسمانی و رفع الی السماء لینا واللہ ثم باللہ نہایت ہی تعصب و انصاف کا خون
کرنا ہے۔ اتقوا اللہ ایہا المومنون بخاری شریف کی ایک روایت میں یہ دعا مذکور ہے
اَللّٰھُمَّ ارْفَعْنِی وَلَا تَضَعْنِی اور جلسہ بین السجدتین میں اس دعا کا پڑھنا معمول ہے
اللھم ارحمنی واھدنی وارزقنی وارفعنی واجبرنی کیا رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی اس دعا کی تعلیم سے یہ مقصود تھا کہ اس کو پڑھکر آپکے امتی آسمان پر چلے
جایا کریں۔ اور کیا داعی اس دعا سے یہ نیت ہوا کرتی ہے کہ میں آسمان پر مرفوع
ہو جاؤں۔ بخدا اس دعا کی تعلیم سے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض رفع
الی السماء ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اس چودہ سو برس کے اندر کم سے کم دس ہزار خدا کے
مقبول بندے مرفوع الی السماء ہوئے ہوتے۔ بلکہ خود ہی معلم صلی اللہ علیہ وسلم
جو تمام راستبازوں کا سرتاج ہے اور اس کے خاص خاص شاگرد جیسے خلفائے
راشدین وغیرہ آسمان پر جاکر ہمارے لئے ضرور نمونہ بنے ہوتے جس سے اس دعا کے
پڑھنے کی ہمیں زیادہ رغبت ہوتی۔ جب رفع جسمانی الی السماء محال ٹھہرا اور
قرآن وحدیث کے نصوص محکم اس کے مانع ہوئے تو بجز اس کے کہ معنی رفع کا
رفع روحانی لیا جائے اور کیا چارہ ہے۔ فتدبر۔

استدلال لغوی

لسان العرب میں لکھا ہے اَلرَّفْعُ ضِدُّ الْوَضْعِ وَفِی اَسْمَاءِ اللّٰہِ الرَّافِعُ
ھُوَ الَّذِی یَرْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْاِسْعَادِ وَاَوْلِیَاءَہٗ بِالتَّقْرِیْبِ۔ قَالَ الزَّجَّاجُ
اَلْمَعْنٰی اِنَّھَا تَخْفِیْضُ اَھْلِ الْمَعَاصِیْ وَتَرْفَعُ اَھْلَ الطَّاعَۃِ وَالرَّفْعُ تَقْرِیْبُکَ

الشی بالشی وفی التنزیل وفرش مرفوعۃ ای مقربۃ لہم ومن ذلک رفعتہ الی السلطان ویقال نساء مرفوعات ای مکرمات

اور صراح مین لکہا ہے رفع نزدیک گردانیدن کسے را بکسے صلتہ بالی ومن ذلک قولہم رفعتہ الی السلطان۔ صحاح جوہری اور قاموس اور تاج العروس اور منتہی الادب اور اقرب الموارد وغیرہ کتب لغت اس باب مین متفق الکلمہ ہین۔ پس استقراء کلی سے واضح ہوتا ہے کہ جب لفظ رفع کا صلہ حرف الی آتا ہے تو سوائے معنی تقرب اور رفع درجات کے دوسرا کوئی معنی ہرگز نہین ہوتا اور اسی وجہ سے خدائے علیم وخبیر نے اپنی پاک کتاب مین اس لفظ کے ساتھہ درجات کا لفظ بڑہا کر اشارہ فرمادیا ہے کہ جہان کہین لفظ رفع آوے تو اس سے رفع روحانی اور بلندی مراتب سمجہا کرو اور بس جیسا کہ فرمایا نرفع درجات من نشاء۔ سورہ یوسف رکوع ۹ یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات۔ پارہ ۲۸ رکوع ۲ اور نیز یہہ اصولی جملہ کہ القران یفسر بعضہ بعضا اس بات کا مقتضی ہے کہ جہان کہین لفظ رفع مطلق آوے تو وہان کے لئے ان دو آیتون کو مفسر سمجہا جائے۔

مقدمۂ ثلاثہ کی تمہید کے بعد اب ہم سائل کے سوال کو بعینہ نقل کرکے مجیب کے جواب کا رد برنگ قولہ واقول ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ وباللہ التوفیق۔

استفتا مسئلہ۔ از سرساوہ ضلع سہارنپور مرسلہ یعقوب علیخان کلارک پولیس ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۱۵ قبلہ وکعبہ ام مدظلہ۔ بعد ادائے فدویانہ کے معروض خدمت کہ اس قصبہ سرساوہ مین ایک شخص جو اپنے آپ کو مسیح یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے رہتا ہے۔ پرسون اس نے ایک عبارت پیش کی کہ مضمون ذیل مین تحریر کرتا ہون۔ ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی احمد

گناہی کو بھی ہے مگر مین خدمت والا مین پیش کرتا ہون اور بہ یقین ہے کہ بہت جلد جواب
سے مشرف ہونگا اور در صورت تاخیر کے کمی مسلمانون کا ایمان جاتا رہیگا
اور وہ اپنی راہ پر نہ آویگا زیادہ حد ادب تحریر یہ ہے کہ ایک مدت سے حضرت
عیسی علیہ السلام کی وفات وحیات مین ہر جگہ گفتگو ہو رہی ہے اور اسمین دو گروہ مین
ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے
اور ان دونون فریق کی طرف سے کتابین شایع ہو چکی ہین۔ اب مین آپ کی
خدمت مین التماس کرتا ہون کہ ان دونون فریق مین سے کون حق پر ہے نص
اس بارے مین ایک آیت قطعیۃ الدلالت اور صریحۃ الدلالت یا کوئی حدیث مرفوع
متصل اس مضمون کے عنایت فرمائین کہ حضرت عیسی علیہ السلام بجسدہ
العنصری وبحیات جسمانی آسمان پر اٹھائے گئے ہین اور کسی وقت مین بعد حضرت
خاتم النبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے رجوع کرینگے
اور اس دوبارہ رجوع مین وہ نبی نہ رہینگے اور نبوت ورسالت سے خود مستعفی
ہونگے یا ان کو خداے تعالی اس عہدہ جلیلہ سے معزول کرکے امتی بناویگا
تو پہلے کوئی آیت بشرط مذکورہ بالا ہونی چاہیے اور بعد اسکے کوئی حدیث
تاکہ ہم اس حالت تذبذب سے بچین اور جو آیت ہو اس مین لفظ حیات ہو خواہ کسی
معنے کے ہو یہان کی مخالف ایسے ہین جو حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات پر
گفتگو کرتے ہین اور متوفیک وفلما توفیتنی دو آیت پیش کرتے ہین
اور ان دو آیتون کا ترجمہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وابن عباس سے
پیش کرتے ہین اور سند مین صحیح بخاری اور اجتماع بخاری موجود کرتے ہین کیا یہ
ان آیتون کے ترجمے جو کسی صحابی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہون اور
صحیح بخاری مین موجود ہون عنایت فرمائیے اور دونو طرف روایتین ہر قسم کی

موجود ہین۔ ہمکو صرف قران شریف سے ثبوت چاہیے۔ جسکے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہین ہے اور دوسرا سوال یہہ ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قران شریف مین ہے یا نہین۔ اگر ہے تو اس کے آیۃ اور نہین ہے تو وجہہ فقط

بینوا توجروا۔

ناظرین باتمکین پر سائل کے سوال سے یہہ امر متضح ہوگیا ہوگا کہ وہ بابہ بحث مین صرف یہہ چاہتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا اس جسد عنصری کو لیکر آسمان پر جانا اور پہر کسی وقت خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثناء کے بعد زمین کی طرف رجوع کرنا قران مجید کی صریح آیت جسمین حیات کا لفظ ہو بتلائین یا بخاری شریف کی حدیث مرفوع متصل سے مضمون بالا کو ثابت کرین اور بس۔

مجیب مولوی حامد رضا صاحب بریلوی نے جب دیکہا کہ یہہ ٹیڑہی کہیر ہے حسب درخواست سائل قرآن شریف و حدیث سے اس مسئلہ کا حل عقدہ مالاینحل ہے اسلئے امر حق کے در پردہ کرنے اور سائل کو ادہر ادہر کی باتون مین ٹال دینے کی غرض سے بے سود پانچ مقدمہ اور پانچ تمہیدات لکہکر ۶ ۵ صفحہ کے سفید اوراق کو کالا کرکے پیچہا چہوڑا مگر خدائے تعالی کی شان ہے کہ مجیب کے زبان و قلم سے جو جملہ پہلے نکلا وہ اس قابل ہے کہ ہم اسکے کاتب اور قائل کی زبان و قلم کو چوم لین اور جزاک اللہ کہین اور جناب الہی مین سجدہ شکر بجا لائین۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است۔ اور وہ یہہ ہے کہ قولہ الحمد للہ الذی خلق عبدہ وابن امتہ عیسی بن مریم رسول اللہ بکلمۃ منہ وجعلہ فی البلاد مبشرا برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد الخ

اقول وباللہ التوفیق۔ جب حسب اقرار مجیب خود ہی حضرت عیسی علیہ السلام نے یہہ بشارت دی ہے کہ میرے بعد ایک رسول آئیگا جسکا نام احمد ہوگا۔ اور

مجیب کے قول کی تصدیق قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ
مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ یاد کرو اس وقت کو کہ جب عیسیٰ
بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں خدا کا رسول ہوکر تمہارے پاس آیا ہوں ۔
در اسحال کہ میں توریت کا مصدق اور ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا
ہوں کہ میرے بعد آنیوالا ہے جسکا نام احمد ہے ۔ تو مجیب کو وفات مسیح کے
قائل ہونیکے سوا اور کیا چارہ ہے ۔ اور اگر حضرت مسیح ابتک زندہ ہیں تو نعوذ
باللہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت میں شبہہ پیدا ہوتا ہے
اسلئے کہ یہ آیت احمد مجتبیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رسالت کو مسیح علیہ السلام کی
فوت کے بعد ٹھہراتی ہے اور من بعدی کی لفظ سے من بعد رفعی الی السماء
مراد لینا قطعاً تحریف معنوی اور محاورہ قرآنی و حدیثی و ادبی کے بالکل خلاف
ہے آیۃ وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ اور حدیث لَوْ کَانَ نَبِیًّا بَعْدِیْ لَکَانَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ و حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ و حدیث فَقَالَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا
بَعْدَکَ ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ ھٰؤُلَآءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ
بَعْدِیْ وَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ مِنْ بَعْدِیْ
وَاقْتَدُوْا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وغیرہ آیات کثیرہ و احادیث
متعددہ منصف طبع انسانوں کو اس اقرار پر مجبور کرتی ہیں کہ ان بعدیات اور
مسیح ابن مریم کے بعدی میں کچھ فرق نہیں ہے تمام بعدیات سے بعد الموت
مراد ہے ورنہ حضرت موسیٰ و حضرت محمد مصطفیٰ علیہما الصلوۃ والسلام کے لئے بھی رفعہما
الی السماء بجسدھما العنصری تسلیم کرنا ضرور پڑے گا اَللَّازِمُ بَاطِلٌ فَکَذَا الْمَلْزُوْمُ
الحمد للہ علی ذلک ۔ قولہ صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۱۴ تک میں یہ بیان ہے کہ قرآن مجید کی

آیتہ اگر مجمل ہو تو حدیث مین اس کی تشریح طلب کرو ورنہ ائمہ کے کلام پر تمسک کرو
اقول اس مسئلہ وفات مسیح مین جب قرانی آیات مجمل نہین اور بصراحتہ وکنایتہ
واشارت وفات مسیح کے مثبت ہین تو رجوع الی الحدیث کی ضرورت باقی نہین
رہی اسی لفظ توفی کو دیکھو کہ کتاب مجید مین پچیس مقام مین بمعنی موت ذکر کرکے اپنا
محاورہ بتلا دیا ہے کہ اس کتاب مجید مین توفی کا معنی بجز موت وقبض روح کے تام
ہو یا ناقص دوسرا کوئی اور معنی ہرگز نہین ہے۔ علاوہ ازین کتاب اللہ کے بعد جو کتاب
صحیح تر مانی گئی ہے یعنی صحیح بخاری یعنی ترجمان قران حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
اور حضرت رسالت پناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توفی کا معنی موت ہی کر دیے
پس قران شریف اور بخاری شریف کے فیصلے سے ناراضی ظاہر کرنا ضلالت کے جنگل میدان
مین بے ادب و نادان تڑپ تڑپ کر نقد جان و نقد ایمان کو برباد دینا نہین ہے تو پھر اور
کیا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو اس بحث کو خاتمہ مین سائل کے جواب مین مفصل لکھینگے۔
قولہ کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا مین اسکی تشریف آوری کو محال نہین کر سکتا۔
اقول جاننا چاہیئے کہ خدا تعالی و تقدس کی قدیم سنت ہے کہ جسکی روح کو قبض کرتا اور مارتا
ہے تو پھر اسکو دوبارہ دنیا مین نہین لاتا جب سے دنیا قایم ہوئی ہے کبھی اس قانون الہی مین
رد و بدل نہین ہوا اور شب و روز بھی مشاہدہ بھی اس پر شاہد ہے۔ اسکے ساتھ ہمارا
یہ عقیدہ ہے کہ جس قادر مطلق مین مردون قبل قیامت مردونکو زندہ کرنیکی قدرت ہے اگر وہ
کسی مردے کو قبل قیامت زندہ کر دے تو اسکی شان ارفع سے کوئی عجیب اور کوئی
بعید نہین مگر جب خود ہی اسی نے اپنی قدیم کتاب مین مردہ کی دوبارہ مرجعت الی الدنیا
کو ممنوع فرما دیا تو اب ہم مجبور ہین کہ رجوع موتی الی الدنیا کے اعتقاد کو دلہین جگہہ نہ دین
کیونکہ اس مین اخبار الہی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور وہ صریح ایمانی پر دو جلا شکست
بنیاد ہے ہین۔ وَحَرَامٌ عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ

پارہ ۱۷ رکوع ۷ یعنی جس قریہ کے لوگون کو ہم ہلاک کر دیتے ہین تو پھر انکا لوٹنا ہمنے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ (۲) اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿ پارہ ۲۳ رکوع اول کیا ان لوگون نے نہین دیکھا کہ ہمنے ان سے پہلے کے بہت سے لوگون کو مار ڈالا اور وہ لوگ ان کے پاس نہین لوٹے یا نہین لوٹین گے۔ (۳) فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّلَآ اِلٰٓی اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ پارہ ۲۳ رکوع ۲ یعنی جن کو ہم ہلاک کرتے ہین تو وہ وصیت کی بھی توفیق نہین پاتے اور وہ بعد مرگ اپنے اہل کے پاس واپس سکتے ہین (۴) ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ ﴿ ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿ پارہ ۱۸ رکوع اول یعنی تم اس کے بعد مر جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن زندہ کیے جاؤ گے یہہ وعدہ الٰہی ہے اسمین کبھی تخلف واقع نہوگا ان اللہ لا یخلف المیعاد اور یہہ ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد بندہ آرام کے مقام مین رہتا ہے یا تکلیف کی جگہہ مین جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یعنی ای نفس آرام مجتمعہ یافتہ اپنے رب کی طرف خوشی بخوشی لوٹ اور میرے بندون مین شامل ہو اور میری جنت مین داخل ہو۔ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ یہہ ایک بندہ نیک کا واقعہ ہے کہ بعد مرگ جب اسکو بہشت مین دخول کا حکم ہوا تو اس نے کہا کاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا کہ میرے پروردگار نے کس طرح سے مجھے بخش دیا اور کسطرح مجکو برگزیدہ کیا اور بعد دخول جنت پھر بندہ اس سے خارج نہین ہوتا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے (۵) لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ﴿ سورہ حجر رکوع ۴ یعنی بعد دخول جنت نہ جنتیون کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے اور نہ وہ کبھی اس سے نکلین گے۔ جب حضرت مسیح

بعد مرگ جنت مین داخل ہو چکے تو اب وہ کسیطرح اس سے نکالے نہین جا سکتے
غور کرو ان ہر ستہ آیتہ مین (۶) یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَاهُمْ
بِخَارِجِیْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۔ پارہ ۶ رکوع ۱۰ کفار ارادہ کرینگے کہ دوزخ
سے نکل جائین مگر وہ کبھی اس سے نکلنے والے نہین ہین اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے
(۷) فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی ۔ پارہ ۲۴ رکوع ۲
یعنی خدائے تعالی اس روح کو روک رکھتا ہے جس پر حقیقی موت کا حکم صادر فرمایا ہے اور
دوسرے روح جس پر مجازی موت (نیند) کا حکم صادر کیا ہے اس کو چھوڑ
دیتا ہے جیسے حضرت مسیح فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اور وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ
الْخُلْدَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وغیرہ نصوص قرآنی کی
رو سے حقیقی موت پا چکے ہین تو اب وہ کسیطرح دنیا مین واپس ہو نہین سکتے ۔ یہہ
سات آیات کریمہ جو بطور نمونہ کے پیش ہوئے ہین مختلف پیرایہ اور مختلف
الفاظ مین بطور عبارت النص رجوع موتے الی الدنیا کے مانع ہین جس سے گریز کی
راہ ہر چہار طرف سے بند ہے ۔ مگر ہان ایک سوال یہہ پیش ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید
مین چار جگہہ احیائے موتے فی الدنیا کا بھی ذکر آیا ہے ۔ تو جہت ترجیح بتلائی جانے ۔
اما الجواب ۔ جاننا چاہیے کہ خدائے تبارک و تعالی نے موتے کے عدم رجوع
الی الدنیا کو مختلف جملون اور مختلف الفاظ مین بیان فرماکر اس کو موکد کیا ہے بخلاف
ان چار مقامون کے کہ ہر چہار مقام پر ایک ہی لفظ موت کا آیا ہے ۔ اور ظاہر ہے
کہ موت کا لفظ قرآن شریف مین متعدد معنی کے لئے آیا ہے اور مختلف معنی مین مستعمل
ہوا ہے ۔ کہین قوت نامیہ کے فقدان پر جیسا کہ فرمایا یحیی الارض بعد موتہا
یعنی اللہ تعالی زمین کو اسکی موت (افتادگی) کے بعد زندہ کرتا ہے ۔ اور کہین
بے ایمانی و کفر پر جیسا کہ فرمایا انک لا تسمع الموتی ۔ اے پیغمبر تم ان کافرون کو نہین

سنا سکوگے یعنی ان کی قساوت قلبی تمہاری ہدایت کو قبول نہیں کریگی - اور موت کبھی نیند کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا - اور موت حزن خوف کا بھی معنی دیتی ہے جیسے یاتیہ الموت من کل مکان - اسے ہر جگہ سے ان کو خوف ورنج طاری ہوتا ہے اور جس کسی کو اسکی تفصیل منظور ہو تو لسان العرب ومجمع البحار وغیرہ لغات عرب کا مطالعہ کرے اور اگر ان چار مقاموں میں احیاء موتی حقیقی طور پر لیا جائے تو آیات مذکورالصدر جو مردوں کے دوبارہ عدم رجوع کے لئے نصوص قطعی ہیں ان کے ساتھ تعارض واختلاف لازم آیگا جواب دوم احادیث نبویہ بہ تمامہا آیات مذکورہ بالا کے مؤید اور میتوں کے دوبارہ دنیا میں آنے کی سخت مخالف ہیں - امام احمد وعبد بن حمید وابو یعلی وشاشی وطبرانی وسعید بن منصور جابر بن عبد اللہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا جابر اما علمت ان اللہ تعالیٰ احیا اباک فقال لہ تمن علی ما احببت فقال ارد الی الدنیا فاقتل مرۃ اخری فقال انی قضیت انہم لا یرجعون ترجمہ اسے جابر کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے تیرے باپ کو (بعد شہادت کے) زندہ کیا اور فرمایا کہ جو تیری آرزو و محبوب ہو اس کو پیش کر عرض کی یارب مجھکو پھر دنیا میں بھیج تاکہ بار دیگر تیری راہ میں قتل کیا جاؤں فرمایا کہ یہہ تو نہیں ہو سکتا اس لئے کہ میں نے پہلے ہی سے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ مردے دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹیں گے - دیکھو کنز العمال جلد (۲) صفحہ ۲۸۱ امام ترمذی نے اپنے جامع صحیح میں ثابتہ کی ہے عن جابر قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا جابر مالی اراک منکسرا قلت استشہد ابی وترک عیالا ودینا قال افلا ابشرک بما لقی اللہ بہ اباک قلت بلی یا رسول اللہ قال ما کلم اللہ احدا

فقط الامن وراء حجاب واحی اباك فكلم كفاحًا قال یاعبدی تمن علی اعطك قال تحیینی فاقتل ثانیة قال الرب تبارك وتعالی انه قد سبق القول منی انهم لا یرجعون ؎ حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے اور فرمایا کہ ای جابر کیا سبب ہے کہ مین تجھکو غمگین دیکھتا ہون مین نے عرض کی میرا باپ شہید ہو گیا اور زن و فرزند اور قرض چھوڑ گیا فرمایا مین کہا تجھے بشارت ندون جسطرح سے خدا ے تعالی نے تیرے باپ سے ملاقات اور سلوک کیا مین نے عرض کی ہان رسول اللہ ضرور بشارت دیجئے۔ فرمایا اللہ تعالی نے کبھی کسی بندہ سے بلاحجاب کلام نہین کیا مگر جب تیرے باپ کو زندہ کیا تو بالمشافہہ کلام سے شرف بخشا اور ارشاد فرمایا ای میرے بندے اپنی خواہش مجھپر ظاہر کرتا کہ مین اسکو تجھے عنایت کرون تیرے باپ نے یہہ آرزو پیش کی کہ مجھے دنیا کی زندگی عطا کر کہ دوسری بار تیری راہ مین قتل کیا جاؤن تب اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا فرمان پہلے سے جاری ہو چکا ہے کہ مردے دوبارہ دنیا مین لوٹائے نہین جائینگے۔ اس حدیث سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ مرنے کے ساتھہ ہی ہر انسان کو زندہ کرکے رب العزت کی درگاہ مین سوال وجواب کے لئے پیش کیا کرتے ہین۔ من مات فقد قامت قیامته۔

جواب سوم۔ اگر علم آلہی مین ان چار مقامون مین حقیقی احیار موتی مراد ہوتا تو خدا ے علیم اموات کے ترکے کے تقسیم کے احکام تفصیلاً نازل نہ فرماتا اور عورتون کو ان کے شوہر کے مرنے پر عدت اور خانہ نشینی کی ہدایتہ ندیتا۔ بلکہ نکاح ثانی کا حکم نہ بھیجتا۔ بلکہ ان کے خلاف یون احکام صادر فرماتا کہ خبردار میت کے مال کی طرف ہاتھہ نہ بڑھانا ہم اس کو قریب مین واپس کرنے والے ہین اور عورتون کو تاکیدی ارشاد ہوتا کہ زنہار غیر سے نکاح نہ کر لینا عنقریب ہم تمہارے خاوندون کو تمہاری طرف لوٹانے والے ہین اور خاوندون کو یہہ تسلی دیجاتی کہ گھبراؤ مت ہم بہت جلد

تمہارے جوڑے کو تم سے ملانے والے ہین اوس وقت اگر مرد اور عورت یہ عذر
پیش کرتے تو ہرگز بیجا نہوتا کہ اے ہمارے مالک جب تجھے ہمارے مردون اور ہماری
بی بیون کو دوبارہ لوٹانا تھا تو پھر کس لیے تو نے ہم سے ان کو جدا کیا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ
نے اس مضمون کو کیا عمدہ پیرایہ مین ادا کیا ہے ؎ وہ کہ گر مردہ باز گردیدے ۔ میان
قبیلہ و پیوند ۔ ردِ میراث سخت تر بودے ۔ وارثان را ز مرگ خویشاوند ۔ پس اللہ
تعالی کا ان احکام کا نازل کرنا اس بات کو تقاضا کرتا ہے کہ ان چار مقامون مین احیا
موتی کے اور معنی لیے جائین تاکہ معترض مخالف اسلام کو اعتراض و نکتہ چینی کا موقعہ
نملے اور عدم رجوع اموات کے نصوص قطعیہ یقینیہ جو قرآن وحدیث مین موجود
ہین اور جن کا ذکر مختصراً ابھی گذرا ہے وہ بھی مخالفت کے لیے کھڑے نہو جائین ۔
جواب چہارم قرآن کریم پر نظر غور ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدای تعالی
نے بیسون مقام مین عدم رجوع موتے کو مختلف پیرایہ اور مختلف الفاظ مین بیان
فرمایا ہے اگر بعض اموات کا ارجاع اسے مقصود ہوتا تو ضرور حرف استثنا لا کر
اس کا تدارک کیا ہوتا ۔ اور مہبط وحی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان آیتون کے
تلاوت و تعلیم کے وقت باعلام الہی حضرت عیسی جیسے اور لوگون کو مستثنی و منتخب
نفرمایا ۔ بلکہ جس قدر ارشاد فرمایا عدم رجوع موتی الی الدنیا کی تائید مین فرمایا دیکھو
احادیث مذکورہ بالا اور عدت موت اور تقسیم ترکہ و نکاح ایامی وغیرہ کو بھی حدیثون
کی کتابون مین ۔ پس انصافاً فرمائیے کہ ہم اور آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ خلاف
قرآن وحدیث و خلاف مرضی خدا و رسول بعد مرگ کسی کے زندہ ہو کر دنیا مین
لوٹنے پر زور دین ۔

جواب پنجم ۔ قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدای تعالی ہر انسان کے لیے
ایک ہی بار موت کو مقدر کیا ہے ۔ جیسا کہ فرمایا لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا

اَلْمَوْتَةَ الْاُوْلیٰ الآیہ سورۂ دخان۔ یعنی وہ لوگ وہان پہلے موت کے سوا دوسری موت کا مزہ نہ چکھین گے۔ فرمایا اللہ تعالی نے اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلیٰ سورۂ صافات یعنی پہلی موت کے سوا ہمارے لئے دوسری موت نہین ہے۔ انہین آیات پر استدلال کرکے حضرت ابوبکر صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے روز پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر فرمایا لَا یَجْمَعُ اللّٰہُ عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ اَمَّا الْمَوْتَۃُ الَّتِیْ کُتِبَتْ عَلَیْکَ فَقَدْ مُتَّھَا۔ اللہ تعالی آپ پر دو موتون کو جمع نکرے گا لیکن جو موت کہ آپ کے لئے مقدر تھی وہ تو ہو چکی دیکھو بخاری ابواب الجنائز۔ پس ہم پوچھتے ہین کہ یہہ حدیث اور یہہ آیتہ صریحتہ الدلالت کسکی تائید کرتی ہین کیا انسے کسی طرح مُردون کے دوبارہ آنے کا جواز نکل سکتا ہے جسکے لئے دو موت لازم پڑے ہوئے ہین یا اُن آیات و احادیث کے مظاہرۃ و تقویتہ کے لئے کمربستہ ہین جن مین عدم ارجاع موتی کا ذکر بصراحت موجود ہے۔ حالانکہ ان کی تکلیف ایسی بری بلا اور کٹھن ہے کہ العیاذ باللہ جس پر سید المعصومین خاتم المرسلین کے روز وفات کے واقعات کے اطلاع رکھنے والے علما اس کی شہادت دیسکتے ہین اور ایک روایتہ مین آیا ہے کہ ایک جان کندن ستر بار کے بار بار کے قتل کی تکلیف سے کہین بڑھکر ہے پس مسیح بن مریم رسول اللہ کا بعد مرگ دوبارہ دنیا مین تشریف لانا سارے عالم کے خلاف دو مرگ دو دو بار کندن اس کے لئے لازم و ضروری ہے ہمین بتلاؤ کہ اس برگزیدہ معصوم نبیؑ سے کونسی ایسی گستاخی جناب الٰہی مین سرزد ہوئی ہے کہ تمام مخلوق کے برعکس جسمین کفار و فساق بھی داخل ہین ان کے لئے دو دو موت اور دو دو بار سکرات موت بھی تجویز کی گئی۔ ہم پہلے ثابت کر آئے ہین کہ مرد متقی مرتے ہی جنت و آرام کے مقام مین داخل ہو جاتا ہے اور کبھی اس سے خارج نہین کیا جاتا۔ پس یہہ قطعی جنتی اس عام حکم سے کیون باہر سمجھا جاتا ہے کیا جنت اور

قربت آلہی کے مقام سے نکال کر تا نیا اس دار المحن مین لانا اس کی لئے توہین نہین ہے
اے نادان ملاؤ خدا کے لئے دوستی کی آڑ مین مقربان آلہی کی اہانت کے روادار
مت ہو اور بلاوجہ ان کے دو موت کے اعتقاد سے جس کو دو بار جان کندن و
تکلیف مرگ لازم پڑی ہوئی ہے اور جس کو قرآنی آیتہ و حدیث رسول برحق ناجائز
ٹھہراتی ہین۔ اپنے ایمان کو شیطان کے حوالہ مت کرو۔ کہان مین بریلی کے مفتی حامد رضا صاحب
ذرا ان دلائل مصرحہ قویہ کے سامنے اپنے اس قول (کسی نبی کا انتقال دوبارہ
دنیا مین اس کی تشریف آوری کو محال نہین کر سکتا) کو رکھکر مقابلہ و موازنہ
کرین اور پھر فتوی دین اب اگر خوف خدا اور تعظیم لامر اللہ و عظمت انبیاء اللہ
ان کے دل مین ہے تو ضرور اپنی سابق رائے کو بدلکر یہہ لکھین گے کہ بلا شک
کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا مین اس کی تشریف آوری کو ممتنع و محال قرار دیتا ہی
اور یہہ بھی یاد رہے کہ جس خدای تعالی مین مردون کو دوبارہ دنیا مین لانے کی قدرت
ہے اسیطرح مردون کا نہ لوٹانا بھی اس کی قدرت کاملہ کے احاطہ سے باہر نہین۔
پس اب ہمین یہہ دیکھنا چاہئے کہ ان دو متضاد امر مین خداوند قدیر حکیم نے کس کو
پسند فرمایا اور کس کو مصلحتًا ناجایز ٹھہرایا۔ اگر کوئی ادنی عقل کا انسان بھی ہماری
تحریر بالا پر ایک سرسری نظر ڈالے گا تو اس پر واضح ہو جائے گا کہ اس کی حکیمانہ
شان اس بات کی مقتضی ہے کہ مردے دوبارہ دنیا مین نہ لوٹا کرین اگر یہان عمیق نگاہ
سے دیکھا جاوے تو ان لوگون کا قیاس بھی قیاس مع الفارق نظر آتا ہے اس لئے
کہ یہہ چار واقع جو قرآن مجید مین مذکور ہین زمینی ہین نہ آسمانی یعنی بزعم خصم چار
مردون کو خدا تعالی نے پھر اسی زمین سے پیدا کیا تو قیاس یہہ چاہتا ہے کہ حضرت
مسیح بھی بعد مرگ اسی زمین سے پیدا ہو جاوین حیرت کی بات ہے کہ زمین پر
مرکر اسی زمین مین دفن ہون اور جب زندہ ہو کر آوین تو آسمان سے۔ کیا یہہ امر

ممکن الوقوع ہے کہ کئی ہزار برس تک یہہ جسم خاکی خاک مین مدفون رہے اور جب
روح کی نفخ کا وقت آوے تو اوپر اڑ جائے اور کئی آسمانون کو چیرتا ہوا روح
اللہ کی روح سے جا ملے اور پہر دونو ملکر عیش دائمی اور مقام آسایش وجنت الخلد کو
چہوڑ کر دار المحن و دار الابتلا کی طرف رخ کرین جب آپکے نزدیک کسی نبی کا
انتقال دوبارہ دنیا مین اس کی تشریف آوری کو محال نہین کرسکتا تو ہم پوچہتے ہین کہ
انتقال کے ساتہہ ہی حضرت عیسی علیہ السلام کی روح مبارک آسمان پر گئی اور جسد
شریف کسی زمین مین دفن ہوا تو اب بتلاؤ کہ دوبارہ دنیا مین تشریف لاتے وقت
روح آسمانی وجسد زمینی کیونکر ملینگے اگر کہو کہ پہلے روح آسمان سے اتر کر حضرت
مسیح کی قبر شریف مین گہسکر جسد سے ملاقی ہوگی تو یہہ بالبداہت غلط ہے اس لئے کہ
کہ روح کی حرکت بدون جسم کے ہو نہین سکتی کما لایخفی اور اگر کہو کہ جسم شریف خاک
سے نکل کر آسمانون کو چیرتا ہوا روح سے جا ملیگا تو ہم پوچہتے ہین کہ یہہ جسم بغیر روح
کے کیونکر صعود کیا کیا اس کو دوسری روح دی جائیگی جس سے دونو ملکر آسمان پر چلے
جائین اگر اس کو تسلیم کرتے ہو تو تناسخ کے ناپاک اعتقاد کے ساتہہ آپ کو یہہ ماننا
پڑے گا کہ حضرت عیسی کے ایک جسد کو دو روح کی ضرورت ہے - پہر ہم پوچہتے
ہین کہ جب دوسری روح جسد عیسوی مین آچکی تہی تو پہر اس کے آسمان پر جاکر زمین
کی طرف مراجعت کی کیا ضرورت باقی رہی تہی کیا یہہ تحصیل حاصل نہین ہے اب
بالطبع یہہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ جب عقلاً و نقلاً مردے کا دوبارہ دنیا مین آنا
ممتنع ٹہیرا تو وہ چار آیتین جن مین احیاء موتی کا ذکر ہے ان کے کیا معنے اور ان
کیا مراد ہے سوال کے جواب مین ہمکو یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہان عین مصنفی کی
ایسی عبارت نقل کردین جس سے ناظرین کو پوری تسلی وکامل تشفی حاصل ہو اور
کوئی شک وشبہ باقی نرہے وہی ہذہ

اب ہم اس بناپر آیات زیر بحث پر گفتگو کرتے ہین اور دکھلاتے ہین کہ یہان موت بمعنی مرگ ثابت نہین ہوتی بلکہ ان کے اور معنے ثابت ہوتے ہین لہذا ہم ایک ایک آیت پر الگ الگ بحث کرتے ہین آیت اول یہ ہے۔ واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتے قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی۔ قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزء ثم ادعھن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم ۵ ترجمہ اس کا یون ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردون کو زندہ کریگا۔ اللہ تعالے نے بجواب کہا کہ کیا تو ایمان نہین رکھتا۔ کہا ہان ایمان تو رکھتا ہون۔ لیکن مین دلکا اطمینان چاہتا ہون۔ اس پر اللہ تعالی نے فرمایا کہ اچھا چار پرندے لو۔ اور ان کو اپنے ساتھ ہلالو پھر جب ہل جائین تو ہر ایک کو ان مین سے ایک ایک پہاڑ پر بیٹھاؤ۔ پھر تم ان کو بلاؤ وہ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے آئینگے۔ اور پھر اس وقت جان لیجیو کہ اللہ عزیز ہے یعنے سب پر اپنی ربوبیت عامہ کی وجہ سے غالب اور ممتاز ہے۔ اور وہ حکمت والا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم جو ایک عظیم الشان نبی ہین وہ عالم ارواح کے متعلق سوال کرکے اپنا اطمینان چاہتے ہین۔ اور خود عالم کون وفساد مین ہین اگر اس کے معنے یہہ لیے جائین کہ مردون کو اپنی آنکھون سے زندہ ہوتا دیکھنا چاہتے تھے تو یہہ امر تو قرین قیاس نہین کیونکہ نبی کی شان سے جو نہایت ہی باریک اور دور بین عقل رکھتے تھے ایسا سوال کرنا بعید ہے۔ ہان اللہ تعالی سے کسی صورت مین اپنی تسلی چاہتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالی نے ان کو حکم دیا کہ اے ابراہیم تو چار پرندونکو لیکر ان کو دانہ روٹی وغیرہ کھلا کے اوپر ہلا۔ جیسے لوگ پرندون کو ہلاتے ہین۔ اور جب وہ ہل جائین تو ہر ایک کو الگ الگ بٹھا کر آواز دے وہ سب تیری طرف دوڑتے ہوئے چلے آئینگے اس مثال سے یہہ سمجھانا مراد تھا کہ دیکھہ اے ابراہیم دانہ کا تو

تو خالق نہین - اور نہ پرندون کا خالق ہے - وہ تو چیزین میری ہی مخلوق ہین - مگر تو ان کو میری ہی چیزون سے کھلا کر ایسا احسان کا گرویدہ بنا لیا کہ جب تو چاہے بلا لے وہ تیری آواز سنکر تیری طرف دوڑے چلے آتے ہین - اور مین جو رب العالمین ہون اور ہر ایک کے ذرہ ذرہ کو مین نے پیدا کیا ہے اور ہر ایک چیز کے ذرہ ذرہ پر میرا تصرف و احسان ہے تو پھر جب مین بلاؤنگا تو وہ کیونکر میرے پاس نہ آئینگے جب تیرے عارضی احسان سے تیری نافرمانی نہین کرتے - تو میرے ابدی اور لازوال احسان سے کیونکر روگردانی کر سکتے ہین - اس مثال سے حشر اجساد کا ثبوت حضرت ابراہیم کو دیا گیا -

دوم اب ہم دوسری آیت کے معنے کرتے ہین - وہ آیت یہ ہے وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ترجمہ اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم تم پر ایمان نہین لائینگے - جب تک کہ ہم اللہ تعالی کو برملا نہ دیکھہ لین - تو پھر تم پر بجلی پڑی اور تم دیکھتے کے دیکھتے رہگئے - پھر تمہین اللہ تعالی غشی سے ہوش مین لایا تو کہ تم شکر گذار بن جاؤ - اس آیت سے یہہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نے قوم موسیٰ پر بجلی نازل کی - اور بجلی کا خاصہ ہے کہ جس انسان پر پڑتی ہے - وہ بیہوش ہو جاتا ہے - اور مصروع کی سی حالت ہو جاتی ہے - اور اگر اُن کی خبرگیری کی جائے تو بہت جلد ہوش مین آجاتے ہین - آجکل کی تحقیقات سے بھی جو نہایت ہی پختہ اور قابل وثوق ہے - یہہ ثابت ہوا ہے کہ بجلی کا مارا ہوا دو گھنٹہ بعد اچھا ہو سکتا ہے - لہذا اس آیت مین حقیقی موت یعنی بجز تکلم اور کچھہ متصور نہین - اور ساتھہ ہی وہ لوگ جو ایسے معنے کرتے ہین - وہ قرآن شریف کی اُن آیات کی مخالفت کرتے ہین جن مین احیاء موتی کی نفی ہے

اور گویا وہ قرآن شریف کو اختلافات کا مجموعہ ثابت کرتے ہین جو آیت وَلَوْ
كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ کے خلاف ہے
لہذا اس کے بھی تحقیقی معنے ہین کہ اُن پر تجلی کی وجہ سے غشی طاری ہوگئی تھی۔ جو ایک
قسم کی موت ہے۔ اور لغت عرب مین بھی یہہ معنے ثابت ہین۔ تو پہر کیونکر اس سے
روگردانی کی جاتی ہے۔
سوم تیسری آیت جس مین احیاء موت حقیقی سمجھی جاتی ہے۔ وہ یہہ ہے اَوْ كَالَّذِيْ
مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيِيْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ
مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۔ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ
يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ
وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا
ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
سورۃ البقرۃ ع ۳۵۔ ترجمہ مثل اس شخص کے جو اجڑے ہوئے گانو کے پاس سے گذرا اور حیرت
تھا کہ اس تباہ اور برباد شدہ گانو کو اللہ کب آباد کرے گا۔ اس پر اللہ تعالی نے سو برس
کی نیند اُس پر طاری کی۔ پہر اس کو اٹھایا اور پوچھا کہ بتاؤ کب تک تم اُس حالت مین
رہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ایسی حالت مین رہا۔ اللہ تعالی نے
فرمایا تو تو سو سال تک اس حالت مین رہا۔ پہر فرمایا اپنے کھانے اور پینے کی طرف دیکھ
اُس پر برس نہیں گذرے۔ اور گدہے کو بھی دیکھہ۔ اور ہم تیرے لئے لوگون کی نظر
مین ایک نشان قایم کرنا چاہتے ہین۔ اور ان ہڈیون کی طرف نگاہ کر کہ ہم کس طرح اُن کے
اوپر گوشت چڑہاتے ہین۔ جب اللہ تعالی نے خواب ظاہر کرکے اس کو بتلا دیا تو
اُس نے کہا اے اللہ مین جانتا ہون کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اکثر تفاسیر مین فاماتہ اللہ
کے معنی بھی لکھے ہین فانامہ اللہ یعنے اللہ نے اس کو سلا دیا دیکھو معالم وغیرہ۔ اور

لغت عرب میں بھی موت کے معنے لازم کے ہیں۔ تو پھر کیوں اور معنے لئے جاتے ہیں حالانکہ آیت کا سباق سیاق ظاہر کرتا ہے کہ یہہ ایک خواب تھی جو اللہ تعالی نے اپنے نبی کو دکھلائی۔ جس کی تائید توریت شریف میں کتاب حزقیل نبی سے ہوتی ہے۔ چنانچہ کتاب حزقیل باب ۳۷ آئت ۱۔ میں لکھا ہے۔ خداوند کا ہاتھہ مجھپر تھا اور اوس نے مجھے خداوند کی روح میں اُٹھا لیا اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی مجھے اُتار دیا۔ اور باب ۱۱۔ آیت ۲۴ سے اس کی اور بھی وضاحت ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ انجام کار روح نے مجھے اٹھایا۔ اور خدا کی روح نے رویا میں مجھے پھر کسدیوں کے ملک میں اسیروں پاس پہنچادیا۔ سو وہ رویا جو میں نے دیکھی مجھہ سے اوپر اُٹھ گئی۔ پس جب یہہ خواب ثابت ہوئی تو آپ ان آیات کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ خوب غور سے سنو۔ اصل حقیقت یہہ ہے کہ اس آیت میں جس شخص کے گذرنے کا ذکر ہے۔ وہ حزقیل نبی تھے جو ایک غیر آباد قریہ کے پاس گذرے۔ اور اُس کے آس پاس بہت سی ہڈیاں پڑی ہوئی دیکھیں۔ تو ان کے دلمیں خیال پیدا ہوا۔ کہ ان کو اللہ کیونکر زندہ کرسکتا ہے تب اللہ تعالی نے اُن کی تسلی کے لئے اُن پر خواب طاری کی۔ اور خواب میں اُن ہڈیوں وغیرہ اور غیر آباد زمین کو سو سال کے اندر آباد ہوتے ہوا دیکھا یا پھر جب وہ خواب سے بیدا ہوئے۔ تو اللہ تعالی نے اپنے نبی سے پوچھا کہ تم اس حالت میں کتنی دیر تک رہے۔ انہوں نے بظاہر عالم کون وفساد کا سوال سمجھکر جواب دیا کہ ایک دن یا اس کا کچھہ حصہ اُس حالت میں رہا۔ اللہ تعالی نے کہا کہ تو تو سو سال تک اُس نظارہ کو دیکھتا رہا۔ اور یہہ بات عالم مثال کے متعلق تھی۔ پھر جب حزقیل نبی کو تردد پیدا ہوا کہ کیا میں سو سال تک سوتا رہا تب اللہ تعالی نے اُن کے رفع شک کے لئے فرمایا کہ وہ بات تو خواب کی

یعنے عالم مثال کے سو سال تھے اس دنیا کے سال نہین تھے کیونکہ تم اپنے کہانے اور پینے کی چیز کو دیکھو۔ اس پر کوئی سال نہین گذرے اپنے گدہے کو دیکھو وہ صحیح تندرست کھڑا ہے۔ وہ مرا نہین اور نہ دبلا ہوا۔ ہم نے تو تمہارے لئے لوگون مین ایک نشان دکھانا چاہا ہے۔ وہ نشان یہ ہے۔ کہ تو ان ہڈیون کی طرف دیکھ ان پر ہم کیسے گوشت پوست چڑہاتے ہین جب اللہ تعالےٰ نے اس امر کو اپنے نبی کو خوب ہی ذہن نشین کرا دیا تو بے اختیار بول اُٹھے مین جانتا ہون کہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے یعنے اب مجھ پر خوب واضح ہو گیا کہ اسطرح غیر آباد ملک کو آباد اور سرسبز کر دیتا ہے غرض یہ اس نبی کی طرف سے ایک پیش گوئی کرائی گئی۔ کہ یروشلم ایک سو سال کے اندر آباد ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کی پیش گوئی کرنے کی صداقت حزقیل کی کتاب باب ۳۷ ورس ۱۲ سے ہوتی ہے۔ جس مین لکھا ہے اس لئے تو نبوت کر یعنے پیش گوئی سنا دے اور اون سے کہو کہ خداوند یہوواہ یون کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے لوگو مین تمہاری قبرون کو کہولونگا۔ اور تمہین تمہاری قبرون سے باہر نکالونگا اور اسرائیل کی سرزمین مین لاؤنگا۔ اس پیش گوئی کا ظہور قبل مسیح ۵۴۶ مین کورس کیقباد جس کو قرآن شریف مین ذوالقرنین کے لقب سے ملقب فرمایا گیا ہے دیکھو کتاب یرمیاہ نبی باب ۱۲۔ ورس ۲۵۔ اس کا مفصل حال تلخیص التواریخ مصنفہ مولوی محمد حسن صاحب امروہی مین لکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ بخت نصر نے یروشلم کو تباہ کر دیا تہا۔ اور قوم بنی اسرائیل جنگلون اور بیابانون مین ماری ماری پھرتی رہتی جس کی وجہ سے وہ بالکل تباہ ہو گئی تھی۔ اور قرآن شریف مین ان کو ہڈیون سے نامزد کیا گیا ہے۔ یعنے ان کے گوشت و پوست بالکل نہین رہے۔ اور صرف ہڈیان رہ گئی تہین یعنے وہ شریعت حقہ سے سراسر محروم اور تمدنی زندگی سے بالکل عاری تہے۔ آخر کیقباد شاہ

معنے یروشلم کو از سر نو آباد کیا اور ان کو انسان بنایا چوتھی آیت یہ ہے۔
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا
ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ
ترجمہ۔ کیا تو نے ان لوگون کو نہین دیکہا جو اپنے گہرون سے ہزارون ہزار
موت کے خوف سے نکلے۔ تو اللہ تعالے نے ان کو کہدیا کہ جاؤ تم جہالت
کی موت مر جاؤ۔ پہر ان کو زندہ کیا۔ یعنے ان کو شریعت سکہلائی اور وہ اس
لئے کہ اللہ تعالیٰ لوگون پر فضل ہی کرنے والا ہے۔ لیکن بہت لوگ ناشکری
کرتے ہین۔ تم لغت عرب مین دیکہہ چکے ہو کہ موت کے معنے جہالت کے
بھی ہین۔ یہان اس آیت مین وہی معنے ہین۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت
بنی اسرائیل کی نسبت ہے اور جن کو حضرت موسے علیہ السلام نے ایک
قوم کے مقابل مین لڑائی کے لئے حکم دیا تہا۔ تو اونہون نے انکار کر دیا تہا۔
جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے حق مین بد دعا کی تھی جس کی وجہ
سے خداوند تعالے نے انکو جنگلون مین نکال دیا تہا اور وہ مدتون تک حیران
اور سرگردان رہے۔ وہ ایک موت سے بہاگے تھے۔ مگر جہالت کی موت
مین جا پڑے کیونکہ شریعت سے وہ ناواقف ہو گئے۔ جنگلون مین کہان
علم اور کون ان کو سنانے والا تہا۔ اس کا مفصل حال سورہ مائدہ رکوع
۳ مین ہے لہذا ہم اس رکوع کو یہان لکہتے ہین۔ تاکہ خوب واضح ہو جائے
اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ط يٰقَوْمِ ادْ
خُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا
خٰسِرِيْنَ ط قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ق وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا

فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ قَالُوْا یٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۝ ترجمہ اور جب موسی نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم تم ان نعمتون کو یاد کرو جو اللہ تعالی نے تمہارے حال پر کی ہین کہ یہ تھوڑی نعمت ہے کہ تم مین نبی بنائے گئے اور تم مین بادشاہ کھڑے کیئے گئے۔ اور تم کو وہ کچھہ دیا گیا کہ آجتک جہان مین کسی کو نہین دیا گیا۔ اے میری قوم اب تم ارض مقدسہ یعنے شام مین چلو جس کے دینے کا اللہ تعالے نے تم سے وعدہ کیا ہے اور تم اس امر کے بجالانے سے پیٹھہ نہ دکھاؤ۔ ورنہ تم ٹوٹا پاؤگے۔ انہونے جواب دیا کہ اے موسی وہان تو ایک ظالم قوم رہتی ہے جب تک وہ وہان سے نکل نہ جائین ہم نہین جائینگے۔ اگر وہ نکل جائین تو بے شک ہم داخل ہونگے ان خائفین مین سے دو آدمیون نے جن پر اللہ تعالے کا انعام تھا۔ کہا کہ اے لوگو تم دروازہ مین داخل ہوجاؤ اور جب تم داخل ہوجاؤگے تو تم ہی غالب ہوجاؤگے اور جب تم ایماندار ہو تو اللہ تعالی پر توکل کرو۔ انہونے صاف صاف کہدیا کہ اے موسی کہ جب تک وہ لوگ اس مین ہین ہم تو کبھی کبھی نہین جائینگے۔ تو اور تیرا رب ہی جائے۔ اور لڑائی کرتا پھرے ہم تو یہین بیٹھے ہین۔ تب موسے نے کہا کہ اے میرے رب مین اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کسی کا مالک نہین۔ اس فاسق قوم اور ہم مین جدائی ڈالدے

تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اب اس قوم پر چالیس سال تک اس مقدس زمین کو حرام کر دیا گیا ہے یہ مارے مارے پھرینگے۔ اور تو اس فاسق قوم سے ناامید مت ہو۔ ان آیات سے صاف واضح ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اپنے پیغمبر کی عدول حکمی سے وہ مقہور ہوئے۔ اور اُن کو چالیس سال کے لئے جلاوطنی کی گئی۔ اور وہ مارے مارے جنگلوں اور بیابانوں میں پھرتے رہے ان میں نہ علم رہا اور نہ دینی معلومات رہیں ایک وحشیانہ اور جاہلانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اس زندگی کو جس میں وہ اس حالت میں رہے اللہ تعالیٰ نے لفظ موت سے تعبیر کیا ہے۔ چالیس برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور یوشع بن نون کو انمیں رسول مقرر کرکے اُن کو اس گندی اور وحشیانہ زندگی سے نکالا اور شریعت کے احکام سکھلا کر انکو زندہ کیا۔ دیکھو توریت کتاب یشوع نبی باب اول لغائت ہ۔ یہ کوئی انوکھی بات نہیں تمام انبیا حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مومنوں کو جو جہالت اور کفر کی ظلمت میں گرفتار تھے۔ نور شریعت سے منور کرکے ایک نئی پاک اور مطہر زندگی عطا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ۔ یعنی اے ایماندارو اللہ اور اس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہیں تمہارے زندہ کرنے کے لئے طلب کریں۔ مان لیا کرو۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا وہ مومن مرے ہوئے تھے جن کو بلا کر زندہ کیا جاتا تھا۔ نہیں نہیں اُن کا جسم تو نہیں مرا ہوا تھا۔ بلکہ اُن کی روح شریعت حقہ کی عدم موجودگی سے مرچکی ہوئی تھی۔ اور صرف شریعت کے احکام کو سننا اور اُن پر عملدرآمد کرنا اُن کی روح کی زندگی کا موجب تھا۔ قرآن شریف کی آیت زیر بحث میں بھی اس قسم کی موت اور اسی قسم کی حیات کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ وہ قوم خدا تعالیٰ کے قہر میں آگئی تھی

اور ان کو ایک بہت دور دراز عرصہ تک آبادی سے دور رکھا گیا تھا۔ اور وہ اخلاقی زندگی سے بالکل محروم ہو چکے اور بے نصیب تھے۔ جس ان کی روح پر موت واقع ہو گئی تھی۔ بالآخر یوشع بن نون کے ذریعہ ہدایت پاکر از سر نو زندگی میں داخل ہوئے۔ انتہی۔

مجیب نے حزقیل نبی اور ابراہیم خلیل اللہ کے دو واقعہ کو احیاء موتی میں پیش کیا ہے اس کا شافی جواب مع ترجمہ ہر چار آیتہ ابھی گذر چکا ہے۔ لیکن ترجمہ آیتہ میں جن جن باتوں کو اپنی طرف سے بڑھایا ہے ان کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

قولہ۔ اب دیکھہ اپنے کھانے کو جو دو روز میں بگڑ جانے کی چیز ہے وہ ابتک نہ بگڑی۔

اقول ہمارے ترجمہ کو اس سے مقابلہ کرکے دیکھو۔ اور انصاف کرو۔

قولہ۔ اور دیکھہ اپنے گدھے کو جس کے ہڈیاں تک گل گئیں۔

اقول۔ آیتہ قرآنی میں صرف انظر الی حمارک ارشاد ہوا ہے آپ نے کہاں سے ترجمہ میں یہہ جملہ (جس کی ہڈیاں تک گل گئیں) پیدا کیا اور انظر الی العظام سے عظام حمار [illegible] غور کرو ترجمہ مذکورہ سابق [illegible]

قولہ۔ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ چار پرند اپنے اوپر ہلالے پھر ان کو جمع کرکے متفرق پہاڑوں پر ان کے اجزاء رکھدے۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسا کیا ان کے پر اور خون اور گوشت قیمہ قیمہ کرکے خلط ملط کئے اور مجموع مخلوط کے حصے کرکے متفرق پہاڑوں پر رکھے حکم ہوا اب انہیں بلا تیرے پاس دوڑتے چلے آئینگے۔ سیدنا ابراہیم علیہ والتسلیم نے بیچ میں کھڑے ہوکر آواز دی۔ ملاحظہ فرمایا کہ کیسا ہوا گو

گوشت پوست پرون کا ریزہ ریزہ ہر جہاں سے اڑکر جو اہین باہم ملتا اور پورا پرند بنکر
زندہ ہوکر ان کے پاس دوڑتا آرہا ہے ۔

اقول اے حضرت کیا غضب ہے قرآن مین صرف فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ وارد ہوا ہے
جس کا ترجمہ آپ نے بھی ہلا لینے کے ہی کیا ہے تو پھر آپ نے ذبح کرنا کہان سے
نکالا اور یہہ کس لفظ کا ترجمہ ہے ۔ اور بقیہ آیت یہہ ہے ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا
ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا آیا ہے جسکا صاف یہہ ترجمہ ہے کہ بعد ہلا لینے کے ایک ایک
کو ایک ایک پہاڑ پر بٹھلا دے اور پھر ان کو بلا وہ اوڑتے ہوئے تیرے پاس آجاینگے
چار پرندون کو قیمہ قیمہ کرکے مخلوط کرنا کس لفظ کا ترجمہ ہے جب حکم حضرت باری
یہہ تہا کہ چار جانورون کو ہلا کے ہر ایک کو ایک ایک پہاڑ پر بٹھلا دو تو پھر کیا وجہ
تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خلاف مرضی الٰہی ان کو قیمہ قیمہ ریزے ریزے
کیے ۔ نافرمانی کا الزام انبیائے کرام پر مت لگاؤ توبہ کرو اگر کہو کہ لفظ جزءًا اس پر
دلالت کرتا ہے مین کہتا ہون یہہ بالکل بے نہی ہے کیا چار کا جزو ایک نہین ہوتا
خدائے حکیم کا مستمرہ قانون ہے کہ جبتک سارے اجزا مکمل و مرتب نہو لین تو نفخ
روح نہین فرماتا ۔ تم دیکھتے ہو کہ پیٹ مین بچہ جب تک اس کی خلقت پوری نہین
ہوتی جان نہین پڑتی اور اس کی حرکت غیر محسوس رہتی ہے اور ہم یہ بھی رات
دن دیکھتے ہین کہ جب قصاب جانورون کے اجزا جدا جدا کر دیتا ہے تو ان مین
کسی قسم کی حرکت باقی نہین رہتی اور نہ ایک جزو دوسرے جزو سے ملنے کے
لئے خواہش ظاہر کرتا ہے اس لئے کہ قوت حس و حرکت معدوم ہے پس ہم پوچھتے
ہین کہ وہ چار پرندون کے اجزا مین جو لاکھون جزو سے کم نہون گے بغیر ترکیب
و ترتیب کے کیونکر نفخ روح ہوا اور بغیر نفخ روح کے کیونکر حرکت پرواز نہین پیدا
ہوئی اور دوسرے اجزا سے ملنے کی ضرورت تہا نہین کیونکہ حس ہوئی

اگر کہو کہ خلاف قانون آلہی ان بسیط اجزا مین روح کا نفخ ہو چکا تہا تو تبلاؤ دوسرے اجزا سے ملنے کے انہین کیا حاجت باقی رہی تھی۔ اور جس جزو کی طرف اس جزو روح افتادہ کی پرواز ہوئی اسمین جان آ گئی تھی یا نہین اگر نہین آئی تو کونسی شئی اس کے لئے مانع ہوئی اور کیونکر وہ پہاڑ سے اس روح افتادہ جزو سے ملنے کو آ گیا اگر اسمین بھی نفخ روح ہو چکا تہا تو دو جسم روحدار کیونکر ایک ہو سکتے ہین اور یہہ بھی تبلاؤ کہ یہہ پروازی اجزا سے مخلوط جو بدون نفخ روح کے محال ہے لاکھون جسم اور لاکھون پرند کے ضرورۃ کو مقتضی ہے یا نہین۔ ضرور ہے حالانکہ آیتہ قرآنی مذکورہ بالا صرف چارون پرند سے ملے ہوؤن کے اوڑ کر آنے کی خبر دیتی ہے۔ اور بس اے نادان مولویو خدا کے اقوال و افعال مین تناقض و تخالف کو اپنی کم فہمی سے کیون جائز رکہتے ہو اور کتاب مجید مین اپنی رائے کو دخل دیکر اسلام کی جگ ہنسائی کیون کیا کرتے ہو۔

قولہ مسئلہ اولے یہہ کہ نہ وہ (عیسی علیہ السلام) قتل کئے گئے نہ سولی دئے گئے بلکہ ان کے رب جل و علا نے انہین کو یہود عنود سے صاف سلامت بچا کر آسمان پر اوٹھا لیا اور ان کی صورت دوسرے پر ڈال دی کہ یہود ملاعنہ نے ان کے دہوکے مین اوسے سولی دیا یہہ ہم مسلمانون کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ضروریات دین سے ہے جسکا منکر یقیناً کافر اس کی دلیل قطعی رب العزۃ جل جلالہ کا ارشاد ہے۔ الی آخر آیتہ وان من اہل الکتاب اِلّا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔

اقول ہم بھی کہتے ہین کہ عیسی علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ صلیب پر مرے بلکہ اللہ تعالی نے طبعی موت دیکر ان کے مدارج کو بلند کیا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرماتا ہے یا عیسی اِنّی متوفّیک ورافعک الیّ۔ اس آیتہ مین رفع درجات کا وعدہ ہے اور آیتہ بل رّفعہ اللّٰہ الیہ مین اسکا ایفا جسطرح توفیک مین وعدہ ہے اور

قلما توفیتنی مین ایفائے وعدہ۔ دفعہٗ الیہ سے رفع الی السماء سمجھنا سراسر جہالت ہے مجیب کو چاہئے کہ ہمارے مقدمہ ثالثہ باب رفع کو بغور ملاحظہ کرے۔ کیا خدا تعالی دوسرے یا چوتھے آسمان پر مستقر ہے جہان حضرت عیسی کا رفع ہوا ہے اس سے خدائے تعالی کے لئے جہت و مکان لازم آتا ہے جس کو آپ بھی جائز نہین رکھتے ہین۔ ایک مقام پر خدائے تبارک و تعالی فرماتا ہے ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ اور میرے بندونمین شامل ہو اور میری جنت مین جا داخل ہو۔ رفع الی اللہ و رجوع الی اللہ مترادف المعنی ہین دونو نمین کوئی فرق نہین۔ پھر کیا وجہ ہے کہ رجوع الی اللہ سے قربت و مدارج کا معنی لیا جائے اور رفع الی اللہ سے آسمان پر چڑھنا۔ دیکھو اس آیۃ کریمہ کے آخر مین خدا تعالی کا فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی فرمانا اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ رجوع الی اللہ سے یہہ مراد نہین ہے کہ کوئی بندہ ہمارے عرش عزت کے نزدیک آجاتا ہے۔ نہین۔ بلکہ اس بندہ کو ہمارے مقرب بندونمین شرکت اور ہماری جنت مین دخول کی عزت نصیب ہوجاتی ہے۔ پس رفع الی اللہ جو رجوع الی اللہ کا ہم معنی ہے اس کے لئے بھی یہی تفہیم ہے۔ فتدبر۔ اور اس آیۃ مین مقام رضا کی بھی تصریح کردی گئی کہ وہ اس کی خاص بندون مین شمولیت اور اس کی جنت مین دخول کا نام ہے فتذکر۔ عبرت کا مقام ہے کہ افضل الانبیا کو جب خدا تعالی نے دشمنون کے ہاتھہ سے بچایا تو اس طرح کہ پیادہ پا مکان سے نکال کر ایک تنگ تاریک غار (ثور) مین جگہہ دی اور ایک مفضول نبی کو دشمن یہود کے ہاتھہ سے بچایا تو اس طرح کہ انھین یکبار فرشتون کے کندھون پہ سوار کرکے سیدھا فلک دوم یا فلک چہارم مین جا بٹھا یا اور

اور تمام حوائج بشری سے آزاد و بے تعلق کر کے الآن کما کان جو اسکی ذاتی صفت تھی اس میں بھی شریک کر دیا فتعالی اللہ عن ذلک اے حامد رضا صاحب جب آپکے اعتقاد کی رو سے ایک عیسیٰ نبیؐ تو کیا تمام انبیائے کرام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہین - دیکھو تحریر مجیب صث تو آپ کا ایمان کیونکر جائز و پسند کرتا ہے کہ برگزیدہ نبیؐ خاتم الانبیا محمد مصطفی تو ایسی تکلیف اٹھا کر دشمنون کے ہاتھہ سے نجات پائین اور عیسیٰ جیسے ایک امتی پر جب کفار حملہ کرین تو وہ بلا مزاحمت اعدے آسمان چہارم پر صعود کر کے عزت کے مسند پر جا بیٹھے - کیا آپ کے عقیدہ مین خدا کے پاس امتی کا رتبہ اس کے پیشوا ہادی سے بڑھکر ہے - خدا کے لئے سچ سچ کہو کہ اُستوقت کسکا رتبہ بڑھکر ہے کیا وہ شخص افضل ہوگا جو دو ہزار برس سے کھانے پینے پیشاب پیخانے اور دیگر تعلقات بشری سے بکلیہ منزہ ہوکر آسمان چہارم پر عزت کے مسند پر جلوہ فرما ہو یا وہ شخص ہو سکتا ہے کہ اپنے تمام علاتی بھائیون کے مانند کھاتا پیتا بھی تھا اور کبھی کوئی تعلق بشری اس سے منفک نہین ہوے اور ساٹھہ ترسٹھہ سالکی عمر پاکر رحلت پائی اور اسی زمین مین دفن ہوا -

ثانیاً ہم سوال کرتے ہین کہ جب یہہ امر مسلم فریقین ہے کہ دنیا مین جتنے مامورمن اللہ آئے کوئی بھی ابتدائے قوم کی اذیت سے مامون نہین رہا اور آخرالامر خدا کی نصرت اسی زمین مین اپنی فرستادہ کے شامل حال رہی اور وہ منصور و فتح یاب ہوگیا تو کیا سبب ہے کہ تمام انبیائے مامورین کے برخلاف حضرت مسیح کے ساتھہ یہہ سلوک کیا گیا کیا اتنی بڑی وسیع زمین حضرت عیسیٰ کے بچالنے کے لئے بس نہین تھی - کیا معاذ اللہ یہودیون کا ڈر خدائے قادر توانا پر سقدر غالب ہوگیا تھا کہ کسی زمینی غار اور ارضی حجاب مین ان کے پوشیدہ کرنیکی

غیر مناسب سمجھا اور رجوع الی السمار کے سوا چارہ نہ پڑا۔ بھلا اوس وقت تو یہودیوں کی کچھہ چلتی بھی تھی اب اس زمانہ مین تو یہہ قوم ذلت و مسکنت کا نشانہ بن رہی ہے اب کس یہود عنود کا خوف خدا کو لگا ہے۔ طرفہ تر یہہ ہے کہ ایک شخص اس وقت ان کے وفات کا ثبوت دیکر آپ مسیح موعود بن بیٹھا ہے پس حسب اعتقاد شما جس خدائے ذو الجلال نے ان کو اتنی بڑی عزت دی رکھی ہے اور با عتقاد شما اپنے خدائے خاص جیسے خلق و شفا و غیب دانی و احیائے موتی وغیرہ وغیرہ مین ان کی شرکت کو جائز رکھا ہے۔ تو اس کی غیرت و جلال کو جو شرک کی لزوماً یہہ کرتا چاہیے تھا کہ مدعی کو نیست و نابود و خاک مذلت مین پچھاڑ کر اپنے ساجھی کو بڑی تجمل و شان کے ساتھہ فرشتون کے کندھون پر ہاتھہ رکھوا کر آسمان سے نازل کرتا۔ ایک قرن سے ہم دیکھہ رہے ہین کہ نہ کوئی آتا نہ جاتا تو ہمارا اعتقاد اور ہمارا ایمان زیادہ پختہ ہو جاتا ہے کہ عیسیٰ کے متعلق جتنے باتین مشہور کی گئی ہین انمین سے ایک بھی صحیح نہین سراسر غلط و بوہج ہین اور خدائے حکیم کی شان ان بیہودہ باتون سے بالکلیہ مبرا و منزہ ہے۔ اور اگر اپنی خواص ذاتیہ مین سے کسیکو کچھہ دیتا اس کا ازلی و ابدی علم جائز رکھتا تو محمد مصطفی حبیب الہ کے سوا کون زیادہ مقرب بندہ تھا کہ اس کے طرف ذہن عقل کا انتقال ہو سکے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مسیح ناصری نبی کے ساتھہ یہہ عقیدہ رکھنا کہ وہ خالق طیور تھا اور مردون کو زندگی حقیقی بخشتا تھا اور غیب کی خبر رکھتا تھا اور اندھے مادر زاد کو سوجھا کرتا تھا اور اب دو ہزار برس سے آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری موجود ہے۔ کھانے پینے پیشاب پاخانے وغیرہ جملہ تعلقات بشری سے آزاد و پاک ہے اور اس کے جسم اور قوی جسمانی اور عمر مین کوئی تغیر و تبدل عائد حال نہین ہے الآن کما کان

اسکی صفت ہے وغیرہ وغیرہ امور بخدائے لایزال صریح کفر اور قطعی شرک مجسم ہے۔

ثالثاً ہم پوچھتے ہین کہ جب بقول شما حضرت عیسی آسمان پر چلے گئے اور یہود کے ظلم سے بچ گئے تو پھر اس کی کیا ضرورت پڑی تھی کہ خدا تعالی نے ان کی رنگ و روپ کو دوسرے ایک ناکردہ گناہ مین ڈالکر یہودیون کے ہاتھ سے اس کو سولی دلادی۔ یہہ دو حال سے خالی نہین کہ معاذ اللہ استغفر اللہ خدائے قدیر کو یہود بے بہبود کی دلجوئی بھی منظور تھی۔ یا خدائے جلیل و غالب کو یہہ خیال آیا کہ اگر بشکل عیسی ایک کو پھانسی نہ کردون تو یہہ ذہن سے پکے یہودی علماء زمین کو وجود عیسی سے خالی پاکر آسمان کی خبر نہ لین اور ملاء اعلی پر چڑھائی نہ کر بیٹھین۔

تناسخ ارواح و حلول ارواح کا ناپاک مسئلہ غیر قوم سے سننے مین آیا تھا آہ صد آہ شومی طالع کے سبب آج اپنے گھر کے اندر حلول الوان و اشکال کا ناکارہ و ناپاک قصہ دیکھنے مین آیا۔ اے مولوی صاحب آپنے کس لفظ سے یہہ بیہودہ نکتہ استنباط کیا ہے۔ کیا وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَہُمْ سے اس معنے کو نکالا ہے۔ اے غافل شبہ کے ضمیر کا مرجع سوائے عیسی کے اور کون ہو سکتا ہے کیا ماقبل مین شبیہ عیسی کا لفظ مذکور ہے جسکی طرف یہہ ضمیر لوٹتی ہے اس آیت کا ترجمہ صاف یہہ ہے کہ یہودیون نے عیسی کو نہ قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مرا لیکن وہ بالضرور مشابہ بالمقتول و بالمصلوب ہو گیا تھا۔ ہمین اچھی طرح یاد ہے کہ کلکتہ مین جب مولوی کریم بخش صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ سے اس باب مین بحث ہوئی تھی اور مولوی صاحب بھی چونکہ مولوی حامد رضا بریلوی کے ہم خیال ہین بار بار شبہ علیہ پر زور دیتے تھے تب عاجز نے عرض کی کہ مولوی صاحب شُبِّہَ کی ضمیر کا [illegible]

کیا کوئی شبیہ عیسی سابق مین مذکور ہے تو گہبرا کر فرمانے لگے کہ نہین بھی لفظ ہم
اسکا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے ناظرین غور فرماوین کہ اگر اس عذر کو مان بھی لیا
جائے تو پہلی قباحت سے بڑھکر قباحت لازم آتی ہے اس لئے کہ پہلی صورت
مین ایک شخص شبیہ عیسی قرار پاتا ہے اور اب اس صورت مین سارے یہود و
حضار مجلس شبیہ عیسی ٹھیر جاتے ہین - ہمارے مولوی صاحب قطرہ سے بہاگ پرنالے
کے نیچے جا گہرے ہوئے -

سوا اسکے ہم پوچھتے ہین کہ جب ناکردہ گناہ شبیہ عیسی سولی پر لٹکنے لگا تو کیا
عقل سلیم کسیطرح باور کر سکتی ہے کہ ایک بے جرم شخص کو سزا دینے لگین اور وہ
چپکا رہے اور اس کے منہ سے اتنا بھی نہ نکلے کہ بھائی مین بے گناہ ہون عیسی
نہین ہون فلان شخص ہون میرا باپ فلان شخص ہے میرا مکان فلان محلہ
مین ہے - اور اس کے ماں باپ اور رشتہ کے لوگ بھی کیا ہی سنگدل
نکلے کہ اپنے عزیز کو ناحق دیکھتے دیکھتے سولی دلوا دی اور اف تک نہ کیا اور
عدالت و پولیس مین یہودی مولویون کے نام پر نالش نہین کی چپکے ہو رہے
ہمارے سادہ لوح علما یہہ بھی کہتے ہین کہ وہ شبیہ حضرت مسیح کا خاص شاگرد
اور خاص حواری تہا کہتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے حواریون کو جمع
کرکے کہا کہ کون ہے کہ میرے بدلہ سولی پر چڑہے اور کل کے روز میرے
ساتہہ جنت مین میرا ہمنشین ہووے ایک حواری کہڑا ہوا اور کہا کہ
مین ہون حضرت مسیح نے کہا کہ بیٹھ جا پہر مسیح نے اپنے سابق کلام کو
دہرایا ایک دوسرا حواری کہڑا ہوا اور کہا کہ مین ہون - فرمایا بیٹھ جا
پہر تیسرے بار اپنے کلام کا اعادہ کیا اس وقت ایک حواری اٹھا اور
کہا کہ مین آپ کے بدلے سولی پر لٹکونگا - حضرت مسیح نے فرمایا ہان تو ہی

اس کام کے لایق ہے وہ شخص عیسی نبی کی شکل میں آگیا اور حضرت عیسیٰ ایک روزن کے راستے سے آسمان پر چلے گئے۔ انتہی کلامہ میں کہتا ہون کہ عذر گناہ بدتر از گناہ۔ حضرت مسیح ناصری کی شان سے بالکل بعید ہے کہ ایک بے گناہ بندے کو سولی پر لٹکا کر اوسکا خون اپنی گردن پر لین۔ توریت شریف کا مشہور مسئلہ ہے کہ جو لکڑی پر لٹکی وہ ملعون ہے اور جسکو صلیبت دے یا جائے وہ رحمت الٰہی سے دور اور شیطان سے نزدیک ہو جاتا ہے پس حضرت مسیح توریت کے عالم ہو کر کیونکر ایک مومن مرد کو سولی پر لٹکنے کی ترغیب دے سکتے ہین۔ اور جان بوجھکر لعنتی موت کو گوارا کر سکتے ہین۔ آپ تو لعنتی موت سے گھبرائین اور رات بھر جناب الٰہی مین ایلی ایلی لما سبقتنالی کی دعا مانگتے رہین جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ اے میرے رب کیون تو نے مجھکو چھوڑ دیا۔ تو کیونکر ہمارا ایمان اور کیونکر ہماری عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہین کہ وہی نبی اپنی جان امتی کو لعنتی موت کے اختیار کرنے پر خوش ہو گیا۔ کوئی صلیب پر مر کر شیطان کا رفیق بن کر جنت مین رفیق مسیح بھی بن سکتا ہے ع این خیالست و محالست و جنون۔ اگر ان روایات کو موضوع قرار نہ دین تو یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضرت عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان بچانے کے لئے ایک بندہ خدا کو دہوکا دیا۔ اور ناحق اسے ملعون بنایا۔ اس ناپاک بے بنیاد اعتقاد پر نازان ہو کر مجیب صاحب فرماتے ہین کہ یہ ہم مسلمانون کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ضروریات دین سے ہے کہ جسکا منکر یقیناً کافر ہے۔ اور اسکی دلیل قطعی یقینی صرف وقولہم انا قتلنا المسیح بن مریم رسول اللہ سے آخر تک ہے جسمین نہ شبیہ کا ذکر اور نہ صعود الی السماء کا بیان اور نہ نزول من السماء کا پتہ اور نہ لفظ حیات کا اشارہ قولہٗ اور یہ اور قبل موتہ کے ضمیر حضرت مسیح کی طرف راجع کر کے یہہ ترجمہ کیا ہے۔ اور نہین اہل کتاب سے کوئی مگر یہ کہ ضرور ایمان لانے والا ہے عیسی پر اسکی موت سے پہلے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان پر گواہی دیگا"

اقول وعلیہ التوکل مجیب کے اس ترجمہ مین کئی اعتراض وارد ہوتے ہین۔

اعتراض اول۔ آیۃ کی تعمیم علی الدوام سے کہتے ہین کہ مسیح کے نزول کے وقت تمام اہل کتاب

سابقین جنکو مرکر کبھی ہزار برس سا گذر چکے ہوتے مسیح پر ایمان لانیکے لئے قبرون سے اوٹھنینگے وھو قطعا محال ہے۔ مدہا آیات قرانی اس عقیدہ کو مخالف ہین ان مین سے ایک آیتہ یہہ ہے ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون اور بہتیرہ آیات بہی اسکے خلاف پڑین جنمین دو موت کے امتناع کا ذکر ہے۔ اور اگر بلا وجہ آیتہ کو مخصوص منا البعض قرار دیتے تو اس صورت مین بھی یہہ اعتراض دوم وارد ہوتا ہے اعتراض دوم تمام اہل کتاب یہود و نصاری کا حضرت مسیح کے وقت مین ملتہ واحدہ پر ہوجانا اور باہمی مذہبی جھگڑے کا تصفیہ اور باہمی بغض کا ارتفاع ممتنع ہے خدائی کی سچی کتاب سکے خلاف یہ خبر دیتی ہے فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یعنے یہود و نصاری کے درمیان عداوت و بغض کو قیامت کے دن تک ڈال دیا ہے۔ اعتراض سوم وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ یعنی خدای تعالی فرماتا ہے ای مسیح بن مریم مین تیرے متبعین کو قیامت تک تیرے منکرین (یہود) پر فوقیت دونگا۔ خدائی تعالی نے اس آیتہ مین اپنے ارادہ کا اظہار فرمایا ہے اور حتمی وعدہ دیچکا ہے کہ یہود کفر کے حالت مین قیامت تک ذلیل و خوار و ماتحت رہینگے۔ جب قیام قیامت تک انکے کفر کا سلسلہ غیر منقطع ہے تو تمام اہل کتاب اولین و اخرین مسیح کے نزول کرنا نہ کے موجود ین کیونکر سب کے سب مسیح کو مان سکتے ہین۔ اعتراض چہارم مجیب نے اپنی اس سالہ کے متعدد مقام مین یہ لکہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ نبی کے ہوتی امتی پر ایمان لانا خدائی تعالی نے کیونکر پسند فرمایا۔ اور امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ کی آیتہ مین کہین یہہ ذکر نہین فرمایا کہ امتی پر ایمان بھی

لانا کافی ہے۔ ایک جای تو کیا سارا قرآن اس ذکر سے خالی ہے اگر اپنے قول اول سے رجوع کر کے یہ کہو کہ نہیں وہ تو نبی ہیں تو اسوقت یہ اعتراض ہوگا۔ اعتراض پنجم۔ جب ساری ادیان ماسبق خاتم الانبیا کے بعثت پر منسوخ ہو گئی اور ان الدین عند اللّٰہ الاسلام اور من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وغیرہ آیات کثیرہ اسپر دلیل محکم ہیں تو صرف عیسی نبی پر ایمان لانا یہود و نصاری کو کیونکر مفید ہوگا۔ بعض سادہ لوح ملا یہ کہتے ہیں کہ ایک نبی کا مان لینا ساری نبیون کی مان لینے کے برابر ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ دعوی محض بے دلیل ہے تم نہیں دیکھتے ہو کہ یہود حضرت موسی صاحب تورات کو نبی برحق مانتے ہیں اور حضرت عیسی و محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انکاری ہیں کیا انکا ایمان عند اللہ مقبول ہو سکتا ہے اور نصاری حضرت عیسی کو نبی برحق مانتے ہیں تو کیا یہ انکے لیے مفید ثابت ہوگا۔ ہان البتہ خاتم الانبیا و خاتم الکتب پر ایمان و انکی تصدیق سارے انبیائے سابقین پر ایمان لانیکے برابر ہے۔ اعتراض ششم۔ مجیب نے اس آیت سے اشارۃً نزول مسیح بن مریم صلعم کا ثبوت دیا تھا جسپر اعتراضات بالا وارد ہونیکے قطع نظر آیات ذیل جو صراحتاً وفات مسیح پر دلالت کرتے ہیں اس ترجمہ کے سخت مخالف ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الایۃ یعنی محمد تو صرف ایک رسول ہیں انکے پہلے کے تمام رسول مرگئے ہیں اگر یہ محمد مر جائیں یا قتل کردیئے جائیں تو کیا تم اسلام کو چھوڑ دوگے۔ جب حضرت عیسی رسولوں میں شامل ہیں اور قطعاً ہیں اور یہ آیت تمام ماقبل کے رسولونکی موت کی خبر دیتی ہے تو اب مسیح رسول اللہ کے موت میں تردد کرنا خدای علیم و خبیر کی اطلاع دہی کی صریح تکذیب ہے قد خلت بمعنی قد ماتت کے ہے جسپر افان مات او قتل کا جملہ قرینہ صارفہ ہے۔ (۲) وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد الایۃ یعنی ای محمد صلعم ہمنے تمہارے

پہلے کسی بشر کو زندہ قایم نہیں رکھا سب مر چکے ہیں۔ جب جناب مسیح بشر ہیں اور مخاطب صلے اللہ علیہ وسلم کو پہلے کے بشر ہیں تو اب انکی موت میں کیا شک ہے۔ یقیناً اس آتیہ کو حکم سے کے نیز اثر ہیں (۳) ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین یہ آیت سلسلہ نبوت کو محمد رسول اللہ پر ختم کرتی ہے اور تمام رسالت تشریعی کے انزال کو روکتی ہے پس جب مسیح رسول و نبی ہیں اور نزول وحی رسالت رسول کیلئے لازم غیر منفک ہے تو کیونکر خاتم الانبیا کے بعد اپنی نبوت کو لیکر نازل ہو سکتے ہیں یہ آیتہ اور حدیث لا نبی بعدی نزول مسیح بن مریم کو اشد مخالف اور انکی وفات کی مجوز ہیں۔ خلاصہ کلام یہہ نکلا کہ مجیب کے ترجمہ آیتہ کو صحیح مان لیں تو اعتراضات مذکور الصدر کے علاوہ قرآن مجید کی ان متعدد آیات سے جو بالصراحت وفات مسیح پر دلالت کرتی ہیں صریح اختلاف لازم آتا ہے پس جبتک مجیب کے ترجمہ کی اصلاح نکریں تو کسی طرح اختلاف بین الایات مرتفع نہیں ہوتا اور اعتراضات بالاکسی طرح سوا وہ نہیں سکتے مولوی محمد بشیر بہوپالی الحق الصریح میں اسی ترجمہ پر زور دیا ہے اور حیات مسیح کیلئے اس آیتہ کو قطعیۃ الدلالت ٹہرا انہیں یہ خبر نہیں تھی کہ انکا ترجمہ بھی بڑے بڑے اعتراضات و لنظار کا مورد ہے اور ان قیاحتوں کا وقوع لیومنن بہ میں لام تاکید اور نون ثقیلہ کو زمانہ مستقبل کیلئے مخصوص تسلیم کرنیکے بعد ہے۔ ورنہ انکی نون ثقیلہ کی بحث کو تو حضرت امام الزمان اور مولوی محمد احسن صاحب نے بالکل خفیفہ کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ ضمیر بہ اور قبل موتہ کے مرجع میں مفسرین کا بڑا اختلاف ہے کوئی تو بہ کی ضمیر کو قرآن کی طرف لوٹاتا ہے اور کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور کوئی اللہ تعالے کی طرف اور قبل موتہ کے ضمیر کو بعض مفسرین کتابی کی طرف لوٹاتے ہیں اور بعض حضرت مسیح کی طرف اور اصول کا مشہور مسئلہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال یعنی جب کسی آیتہ و حدیث میں کئی احتمال پیدا ہو جائیں تو استدلال باطل ہے کسی طرح قطعیت اس سے حاصل ہو نہیں سکتی مجیب کے ہٹ دہرمی

اور حق پوشی کو دیکھو کہ اسقدر احتمالات کے ہوتے ہوئے قطعی یقینی کا قائل ہو کر منکر نزول مسیح کو کافر قرار دیتا ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب اس قدر درشت دلائل پر اگر کوئی باطن کسی صحابی یا تابعی کی رائے پیش کرے تو اسے ہم ابو الحمقا کے خطاب سے یاد کرینگے۔ ہمیں چنداں ضرورت نہین کہ ایسی قوی بینہ کے ہوتے یہ بھی کہیں کہ اصول کی کتابوں مین لکھا ہے کہ فہم صحابی حجت شرعی نہین ہے۔

مفسرین کی رائے پر ایک سرسری نظر

بعض مفسرین نے بہ اور موتہ کی ضمیر کا مرجع حضرت مسیح کو ٹھہرایا ہے۔ اور اسیکو احسن سمجھا ہے۔ لیکن ابھی آپ دیکھ چکے ہین کہ کسقدر اس ترجمہ اور رائے پر اعتراض وارد ہوتے ہین اور بعضوں نے بہ کی ضمیر کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن مجید کو ٹھہرایا ہے اور موتہ کی ضمیر کو کتابی کی طرف لوٹائی ہے۔ اور یہ ترجمہ کرتے ہین کہ اہل کتاب مین سے کوئی ایک بھی نہین ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاتا ہو یا قرآن پر ایمان نہ لاتا ہو۔ اس ترجمہ مین یہ نقص ہے کہ ہمارے رات دن کا مشاہدہ ہے کہ ہزاروں یہود و نصاری مرتے ہین مگر کبھی نہین سنا اور نہ دیکھا کہ مرض الموت مین رسول اللہ صلعم و قرآن شریف پر ایمان لانا انہیں ضروری ہوا ہو۔ پس یہ ترجمہ مشاہدہ کے خلاف واقع ہے اسلئے غلط ٹھہرا۔ ورنہ کلام الہی کی پیشگوئی مین تردد پیدا ہوتا ہے جسکا انجام برا ہے اور بعض مفسرین بہ کی ضمیر حضرت مسیح کی طرف لوٹاتے ہین اور موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف یہ ترجمہ بھی مشاہدہ کے خلاف واقع ہونیکے سبب غلط ہے کیونکہ ہزاروں یہودی مرتے ہین اور مرتے وقت ایک بھی مسیح پر ایمان لاکر نہین مرتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ جب تمام تراجم مختلف اعتراضات کے پیش ہونیکے سبب مخدوش و غلط نکلے تو پھر اسکا صحیح ترجمہ جسپر کسی قسم کی حرف گیری نہو پیش کرنا چاہیئے۔ سو اسکا جواب یہ ہے

اس آیتہ مین بہ کی ضمیر قتل کی طرف راجع ہی اور موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف لوٹتی ہی اب سو قت آیتہ شریف
کا ترجمہ ہوگا کہ اہل کتاب مین سے کوئی نہین کہ اپنی مرنیکے پہلے مسیح کے قتل پر ایمان اور یقین نہ رکھتا ہو۔
غور سے دیکھو کہ یہ ترجمہ کسقدر صاف ہے اور کیسا مشاہدہ کے موافق ہی یہودیون کو یقین ہی کہ ہمنے مسیح کو سولی پر
لٹکا کر قتل کیا اور معاذ اللہ اسی ملعون کرکے چھوڑا۔ کیونکہ توریت مین لکھا ہی کہ جو لکڑی پر لٹکے ملعون ہے
صلیب پر مرنی والا مردود ہوتا ہی اور نصاری کو بھی یقین ہی کہ مسیح سولی پر قتل ہوا مگر آپ اپنی جان
دیکر ہم سبکی طرف سے کفارہ ہوگیا مگر انکا یہ یقین صرف مرنے تک ہی بعد مرنیکے امر حق منکشف ہوجائیگا
کیونکہ تمام ادیان کا اتفاقی مسئلہ ہی کہ ساری جھگڑے اور ساری اختلافات یہین رہین بعد مرگ امر حق
آنکھون کے سامنے ہو جاتا ہی کسیکو کچھہ شبہہ باقی نہین رہتا اور دیکھو ان الذین اختلفوا فیہ
اور لفی شك منہ اور ما لہم من علم کی مفرد ضمیرین بھی قتل ہی کی طرف لوٹتی ہین اور آیتہ کا
آغاز بھی قتل ہی سے ہوتا ہی۔ زیادہ صفائی بیان کیلئے ہم چاہتے ہین کہ ماقبل کی پوری آیتہ لکھکر اسکا ترجمہ
کردین تاکہ سیاق عبارت سے مفہوم کلی بوضاحت منکشف ہوجائے۔ وھی ھذا وقولہم انا قتلنا
المسیح ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم وان
الذین اختلفوا فیہ لفی شك منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما
قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما وان من اہل الکتاب
الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا پارہ ۶ سورۂ نساء رکوع ۲۳ ترجمہ یہود سے
اس بات پر غور کرو کہ وہ کہتی ہین کہ ہم نے مسیح مریم کی بیٹے رسول اللہ کو قتل کر ڈالا حالانکہ انہون نے
نہ اسکو قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مارا لیکن ما بہ التباس انکی پاس مسیح کا لمقتول کالمصلوب تو ضرور ہوا یا یون کہو
کہ مسیح مشابہ بالمقتول بالمصلوب تو ضرور ہوا اور جو لوگ مسیح کی قتل پر اختلاف کرتے ہین تو وہ اس بابت
شک مین ہین انکو بابت قتل کا یقینی علم نہین ہی مگر وہ گمان کی پیروی کرتے ہین۔ اور بالیقین یہودیون نے

عیسی کو قتل نہین کیا بلکہ اللہ تعالے نے طبعی موت دیکر اوسکو اپنی طرف اوٹہا لیا یعنی اوسکو رتبہ کو بلند فرمایا اور اللہ غالب و حکیم ہے اور کوئی بہی اہل کتاب نہین جو مسیح کے قتل پر اپنی موت سے پہلے پہلے ایمان رکھتا ہو اور یقین رکہتا ہو یعنی اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اسکی باوجودیکہ ہمنے ظاہر کر دیا کہ اہل کتاب نے نہ مسیح کو قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مارا مگر یہ لوگ ایسی شریر النفس مین کہ اپنی پہلی بات پر ایمان رکہتی چلی جاینگے کہ مسیح مقتول ہوا مسیح مصلوب ہوا اور انکی یہہ ضد صرف موت تک ہے مرنے پر معلوم ہو جائیگا۔ کہ اصل واقعہ کیا تہا۔

قولہ مسئلہ ثانیہ اوس جناب رفعت قباب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت آسمان سے اوترنا دنیا مین دوبارہ تشریف فرما ہو کر اس عہد کے مطابق جو اللہ عز و جل نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی مدد کرنا یہ مسئلہ ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت سے ہے جسکا منکر گمراہ خاسر بد مذہب فاجر دلیل اسکی احادیث متواترہ و اجماع اہل حق ہے۔ **اقول** وبہ نستعین قرب قیامت مین آسمان سے اوترنا کہان سے ثابت کیا اگر آیۃ **و ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ** سے کیا ہے تو ع آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔ ابہی ہمنے آپکے ترجمہ کا خاکہ اوڑا یا ہے اور آپکے ساری تانی بانے کو اودھیڑ کر رکہہ دیا ہے۔ اور اگر ان حدیثون سے ثابت کیا ہے جنمین لفظ نزول آیا ہے تو ہمارے مقدمہ ثانیہ بحث نزول کو بغور دیکہیے۔ اگر آپ مین انصاف و غیرت کا مادہ ہوگا تو بار دیگر نزولی حدیثون پر پنجہ نہ مارینگے۔ حضرت مسیح ناصری کا دوبارہ دنیا مین تشریف لانا محال عقل و نقل ہے۔ خدا کی حکیم کتاب تو قولی صحیفہ ہے دی کو دوبارہ لوٹنے سے روکتا ہے وہی فعلی صحیفہ جسکا دوسرا نام قانون قدرت و صحیفہ فطرت ہے اسکا سخت مکذب ہے۔ ابہی ہم اسکی تمام ابحاث مالہا و ما علیہا سے فارغ ہو کر آپکو منزل تک پہونچا آئے ہین۔ جب بخیال شما خدا تعالے نے تمام انبیاء کرام سے دنیا مین دوبارہ آکر دین محمد کی نصرت کا اقرار لیا ہے تو پہر کیا وجہ ہے تیرہ سو برس گذر گئے کوئی نبی اپنی اقرار کو پورا کرنیکے لئے نہ قبر سے نکلا اور نہ آسمان سے اوترا

کیا آپ ان بزرگوار کو خلاف الوعد سمجھتے ہین آپکے نزدیک تو حضرت عیسی ہی صادق الوعد ہین
جنکے نزول و نصرت اسلام کا آپکو یقین ہے۔ ای عجیب اس بیہودہ خیال اور ناپاک عقیدہ سے
توبہ کر مقربان الٰہی کی ساتھہ تیری یہ بدظنی تیری سوء خاتمہ کی پہلی منزل ہے ہم اس بحث کو زیادہ وضاحت
سے آیندہ چلکر کرینگے۔ اسی نزولی حدیث اور رجوع موتی الی الدنیا کے بے اصل وہم زدہ دوستون
کے بل آپ بہت ہی اچھل رہے ہین اور اسکے منکر کو گمراہ خاسر بدمذہب فاجر قرار دیرہے ہین۔ ہمارے
مقدمات ثلثہ و دیگر ابحاث سابق کو عینک لگاکر دیکھو۔ اگر حیا کا مادہ کچھہ باقی ہے تو آیندہ ایسی جرأت سے پرہیز
کروگے۔ ثالثاً یہہ بتلاؤ کہ قولی حدیثون مین کون کون سی حدیث متواتر ہین۔ کیا آپ ثابت کرسکتے
ہین کہ مسیح کی نزولی احادیث محدثین کی اصول کی رو سے تواتر باللفظ ہین۔ اگر بالفرض تواتر
کے رتبہ کو پہونچ ہی جائین تو آپکو اس سے کیا فائدہ البتہ ہماری لیے مفید ہے۔ اسلیے کہ صعود و نزول جسم
عنصری کتاب و سنت کی رو سے ممتنع ٹہیرا تو اسکے لیے ماتم ہی ماتم ہے اور ہماری پانچون انگلیان گہی مین
رابعاً یہہ فرمائیے کہ اجماع کا رتبہ کتاب سنت کے پیچھے ہی یا پہلے۔ جب ہر دو واجب التقدیم نے مسیح کی موت کا
فتوی دیدیا ہے تو اجماع کا ذکر ان دونون کے برخلاف علم اصول کی عدم علم کا نتیجہ ہے اس کی خبر کو اتنا بھی نہین
معلوم کہ پیشگوئیون کو اجماع سے کیا تعلق جنکا وقوع محض خدا کی اعلام پر موقوف ہے نہین معلوم کہ انکا وقوع
ظاہر الفاظ مین ہونا ہے یا استعارہ کی رنگ مین۔ حق بات تو یہہ ہے کہ اس بیچارے کو پیشگوئیون کے حالات سے مطلق
خبر نہین ہے کتب صحاح مین جن جن پیشگوئیون کے وقوع کا ذکر آیا ہے اگر اب بھی انہین تدبیر سے کام لی تو مرحلہ
باآسانی طے ہوسکتا ہے۔ اس سلسلہ عالیہ حقہ کی تصانیف بھی اس عقدہ کی حل مین مفید ثابت ہوئی
ہین۔ اگر کوئی حق کا طالب ہو۔ ہرگاہ کہ رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے روز حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر اور آیہ کریمہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ کی استدلال
تمام صحابہ کرام جملہ رسل کی موت کا اقرار کرکے ساتھہ حضرت مسیح بن مریم صلعم کی موت کی بھی تصدیق کرچکے

ہین تو پہر انکی حیات جسمانی وصعود آسمانی پر اجماع کا دعوی محض بلا ثبوت ہے۔ اگر ہم یہ دعوی کرین کہ سب سے پہلے جس بات پر صحابہ کرام کا اتفاق واجماع ہوا وہ جناب مسیح ناصری کے موت کا مسئلہ ہی تو بیجا نہے امام مالک موت کے قائل محدث ابن حزم موت کے قائل ابن تیمیہ توسط کے قائل ابن قیم حنبلی وفات کے قائل امام بخاری موت کے قائل امام ابو حنیفہ حیات سے ساکت امام شافعی حیات سے ساکت امام احمد حیات سے ساکت امام محمد حیات سے ساکت امام ابو یوسف حیات سے ساکت امام زفر حیات سے ساکت امام سفیان ثوری حیات سے ساکت امام اوزاعی حیات سے ساکت ابن معین حیات سے ساکت ابن عیینہ حیات سے ساکت وغیرہم ہزارہا تابعی وتبع تابعی حیات سے ساکت تو پہر مدعی بتلا حیات پر اجماع کہاں سے ہوا کچہہ تو شرم کر کچہہ تو خوف خدا چاہیے۔ جاننا چاہیے کہ مجیب نے اپنے زعم مین ابن مریم۔ یا عیسی کی لفظ سے قطعاً عیسی علیہ السلام جو نبی اسرائیل کی نبی ہین مراد لی ہی اور لفظ نزول سے نزول من السماء یقین کر کے صفحہ ۹ سے صفحہ ۲۳ تک تینتالیس احادیث نقل کی ہین۔ درحقیقت مجیب کو ان دو لفظونکے سمجہنے مین سخت دہوکا ہوا ہے اسلئے ہمنے مقدمہ اولی وثانیہ مین اس بحث کو بہ تفصیل تمام لکہا ہے جسکے دیکہنے کے بعد اگر تعصب بیجا نہو تو پوری سکینت حاصل ہو جاتی ہے اور حق تو یہ ہے کہ اگر مجیب مین تحقیق کا مادہ باقی ہوتا اور کورانہ تقلید اسکی سد راہ نہوتی تو حدیث اول مالہ البحث کے فیصلہ کیلئے کافی تہی۔

قولہ ۔ حدیث اول صحیح بخاری وصحیح مسلم مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم کیا حال ہوگا تمہارا جب تم مین ابن مریم نزول کرینگے اور تمہارا امام تمہین مین سے ہوگا۔ یعنی سوقت کی تمہاری خوشی اور تمہارا فخر بیان سے باہر ہے کہ روح اللہ تم مین اترین تم مین رہین تمہارے معین یاور ہین اور تمہارے امام مہدی کے پیچہے نماز پڑہین۔

اقول ۔ لفظ امام سے امام مہدی تصور کرنا مجیب کی خوش فہمی ہوا ور اماکم منکم کو جملہ مستقلہ خیال کرنا سراسر جہالت ہے اور کیف جو استفسار احوال کیلئے آیا کرتا ہے اس سے اظہار خوشی اور فخر کی معنی

استنباط کرنا حضرت مجیب ہی کا کام ہی۔ اس حدیث کا صاف مطلب تو یہ ہی کہ ای امت محمدی تمہارا کیا حال ہو گا جب کہ تم مین ابن مریم کا نزول و بعثت ہوگی اور وہ تمہارا امام اور تم مین سی ہو گا۔ چونکہ ابن مریم کی لفظ مشتبہ تہی اور کہ التباس کا خوف تہا اسلئے جناب خاتم المرسلین نی منکم کا لفظ بڑہا کر تفہیم کی کہ وہ بنی اسرائیل کا نبی عیسیٰ ابن مریم نہین ہی وہ تم مین سی ہی جسکا لقب ہمنے ابن مریم کہا ہے پس و امامکم منکم یا جملہ حالیہ ہی یا جملہ مفسرہ ہی اور اگر ماقبل کیلئے اس واؤ کو واؤ عاطفہ قرار دین تو اہل مسلم کی وہ صحیح روایت جسمین تو فامکم ہی منکم اسکا اہمال و ابطال لازم آتا ہے اور یہ صریح باطل ہی اسلئے کہ امکم کی ضمیر کا مرجع سوائے لفظ ابن مریم کے جو قبل مذکور ہی دوسرا کوئی لفظ نہین جسکی طرف یہ ضمیر پہر سکے اور اسکا مسمی امام مہدی قرار پا سکے اور بات تو یہ ہی کہ امام مہدی کا ذکر صحیحین مین ہرگز نہین آیا اور مسلم کی تیسری حدیث مین فنزل عیسی بن مریم فامہم موجود ہی جسکو خود مجیب نے بہی صفحہ ۱ کے آخر سطر پر لکہا ہی پس یہہ دو حدیث جنمین ام بصیغہ ماضی اور اسکی ضمیر کا مرجع قطعاً یقیناً لفظ ابن مریم یا عیسی بن مریم ہے لاغیر حسب اصول حدیث انکا تقاضا ہے کہ تطبیق کی کوئی راہ نکالی جائے اور بجز اسکی کوئی راہ توافق و تطابق بین الاحادیث ممکن نہین کہ امامکم منکم کے واؤ کو حالیہ یا تفسیریہ یا صفتیہ قرار دیکر ماقبل کی لفظ ابن مریم سی متعلق کر دیا جاوے ورنہ تخالف بین احادیث صحیحین ہی ہی و یقینی ہی مجیب نے اپنی لفاظی سی چاہا تہا کہ امر حق در پردہ ہو جاوے اسلئے امامکم کے لفظ سی امام مہدی مراد لیکے حضرت عیسیٰ کو انکا مقتدی قرار دیا تہا مگر بقول مشہور الحق یعلو ولا یعلی اور بقول کسی دروغ گو را حافظہ نباشد۔ خود ہی اسکی قلم سی امر حق کا ثبوت اور اپنی پہلی رای کی تکذیب ظاہر ہو گئی چنانچہ صفحہ ۱۶ تحت حدیث سوم لکہتا ہی اذا اقیمت الصلوۃ فنزل عیسی فبینا ہم یعدون للقتال یسوون الصفوف فامہم ابن مریم فنائم الحدیث یعنی شام مین مسلمان دجال سی قتال کی تیاریا کرتے صفین سنوارتے ہونگے کہ نماز کی تکبیر ہوگی عیسی ابن مریم نزول فرمائینگے انکی امامت کریںگے

ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد - خمیر مایہ دوکان شیشہ گر سنگ است صحیحین کی حدیثین
صاف بتلا رہی ہین کہ آنیوالا مسیح اسی امت سے ہوگا - دوسرے کی انتظاری سراسر بے سود ہے - و نیز یہہ
احادیث قرآن مجید کی ان کثیر التعداد آیات کے بالکلیہ مطابق و موافق ہین جنمین بصراحت وفات مسیح
ہین ہم کو ثبوت ملتا ہے اور جنکا ذکر باختصار کچھ پہلے بھی کیا ہے اور کچھ آئندہ بھی کرینگے

قولہ جو اسی (دجال) کو مانینگے انکے لئے بادل کو حکم دیگا برسنے لگیگا زمین کو حکم دیگا کھیتی
جم اوگیگی جو نہ مانینگے انکے پاس سے چلا جائیگا ان پر قحط ہو جائیگا تہیدست رہ جائینگے
ویرانی پر گذر ہوکر کہیگا اپنے خزانے نکال خزانے نکلکر شہد کی مکھیوں کی طرح اسکے پیچھے ہو لینگے پھر ایک
جوان گٹھی ہوئی جسم کو بلا کر تلوار سے دو ٹکڑے کریگا دونون ٹکڑونکو ایک نشانہ تیر کے فاصلے سے رکھکر
مقتول کو آواز دیگا وہ زندہ ہوکر چلا آئیگا دجال العین اسپر بہت خوش ہوگا ہنسیگا -

اقول تمام عقائد کی کتابون مین لکھا ہے کہ خاصہ ذات باری مین کسی نبی و ولی و پیری کو
شریک کرنا شرک جلی ہے ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے - مگر آج مجیب صاحب کی تحریر سے
معلوم ہوا) کہ دجال العین کو خدا کی خدائی مین پوری شرکت اور پوری مداخلت ہے اور جسکے
مجیب بلوی اسپر ایمان لانا ضروریات دین سے ہے کیون نہو جب باعتقاد مجیب مارنا جلانا پانی کا
برسانا قحط کا وارد کرنا اسکے قبضہ مین ہے اور سارے آسمان و زمین وما فیہما اسکے تابع ہین
لیکن مجیب کو باطن علم اتنا نہین سمجھ کہ آدم سے خاتم تک جب کسی کامل انسان نبی یا ولی الہی
کو ان صفات خاصہ مین سے کچھ بھی حصہ نہ ملا تو کیونکر عقل اسبات کو باور کرسکتی ہے کہ ایک کافر لعین
الوہیت کے خواص مین حصہ پالے کا مستحق ہو سکتا ہے یا کیونکر خدا اسکو کہین کہ جسمین یہ صفات کمالیہ بالاستقلال
پائی جاتی ہین جب انکا ایمان و اعتقاد کی رو سے دجال العین ان تمام صفتون مین متصف ہے تو بتلاؤ اسکی
خدائی مین کیا کسر باقی رہ گئی ہے جسکو آپ چھوڑ رہے ہین کہ ملا اسے غیر مستحق عبادت شرک ملعون کا
خطاب بھی ہوا ایک طرف تو اسکی خدائی ثابت کرو دوسری طرف اسے ملعون کر کے پکارو نیز

شی عجیب کیا خدا اپنی خدائی کسیکو دیسکتا ہی۔ اگر خدا کے خدائی کی تقسیم جائز ہوسکتی تو بلا اشتباہ
اسکا کامل مستحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہی تھے۔ ای عقلمند گرانمایہ یقیناً تم نے
خدائی ذوالجلال والاکرام کی علانیہ کسرشان کو ساتھ اس بد ہی دجال کو سر پر ربوبیت والوہیت
کا تاج مرصع رکھکر محمد خاتم المرسلین حبیب رب العالمین کی سخت سی سخت توہین کی۔ کیا تمہارا ایمان
ہے کہ ان باتون مین سی ایک بہی رسول اللہ مین تہی۔ اسی ایمان اور اسی توحید پر تعجب ہے تم رہتے
اور اسی شرک مجسم عقائد کے ترک پر آپ ہمین ملالت کرتے مین۔ ۔ ۔ مولوی صاحب یہی توحید
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہی۔ اگر کہو کہ حدیثون مین ایسا ہی آیا ہی ہم کہتے مین کہ جب بار ا قرآن لطیف
اور اکثر احادیث اس رائی اور اس اعتقاد کی مخالف و مکذب ہین تو ان دجالی حدیثون مین
ایسی تاویل کیون نہین کرتی جسکی سبب یہ ساری تعارضات اوٹھہ جائین اور آپکا ایمان ثابت رہے
ورنہ اس ناپاک عقیدہ کے ہوتے ایمان باللہ کسیطرح آپکی دلمین ٹھہر نہین سکتا ہی۔ اجتماع ضدین محال ہی اور
ہم پہلی ہی عرض کرچکی ہین کہ پیشگوئیونکی احادیث مین استعارہ بہت غالب ہی جبتک انکا وقوع ہونے تو
انہین علم الٰہی کو سپرد کرنا چاہیے اسلیے کہ۔ الغیب عند اللہ لا یعلمہ الا اللہ۔ پہر ہم نصیحۃً للہ
یاد دلاتی ہین کہ جو جو پیشگوئیان باتفاق محدثین پوری ہوچکی ہین اسپر ایک غائر نظر ڈالو اسلیے
نہایت سودمند ہوگا۔ اور اگر آپ ان دجالی احادیث مین تاویل صحیح کو جائز نہین رکہو اور انکے
ظاہری الفاظ پر اڑی ہوئی ہین تو آپ سنو نصوص قرآنیہ اور خاتم الانبیا کی تیئس ۲۳ سالہ کارروائی اور
انکی مستقلاً توحیدی تعلیم اور اسکی اشاعت مین ہزارہا مصیبتون کا اوٹھانا جنکی صحت تواتر کے
اعلی درجہ کو پہونچی ہوئی ہی یہ واجب التقدیم امور کی عزت کی نگہداشت اس بات کی مقتضی ہی کہ ان
خلاف توحید مجسم شرک جالی حدیثون کو موضوعات کی رجسٹر مین درج کردیا جائے اور پکار کر کہدیا
جائے کہ یہ الفاظ ہرگز ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہین نکلی کسی جعل ساز
شرک دوست کی یہ ساری کارروائی ہی۔ پہر بہی ہم انکو ایک قصہ مسلمہ کہ الاعمال خیر من الاجمال

یاد دلاکر ان حدیثون کی تاویل کی طرف توجہ دلاتی ہین تاکہ صحیحین وغیرہ کی روایات اس ناہموار نسبت سے
محفوظ رہین اور امام بخاری و مسلم وغیرہ کی جلالت شان مین کسی نکتہ چین کو دھبا لگانیکا موقع نملے
یاد رہے کہ ہمارے مولوی صاحب اور انکے ہم خیال حضرات کا دجال کے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہے کہ وہ
ایک شخص ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ابتک زندہ ہے اور تمام خدائی خواص اسکے
اندر مضمر ہین سو جاننا چاہیے کہ دجال مشتق ہے دجل سے جسکے معنی مکر و فریب اور حق کو باطل کے ساتھ
خلط ملط کرنیکے ہین اور دجال اس گروہ کو کہتے ہین جسمین یہ اوصاف موجود ہون اور اسی معنی کے
لحاظ کرتے حدیثون مین بھی **دجّالون ثلثون** آیا ہے پس پادریان نصاری باعتبار نوعیت
شخصی دجال اکبر ہین اسلئے کہ اسی گروہ نے ناپاک مسئلہ تثلیث و کفارہ کے ثبوت اور یسوع مسیح کو اللہ اور
ابن اللہ متعالی مین ناخنون تک زور لگایا ہے جسکے ابطال کیلئے قرآن شریف اپنے پر شوکت
الفاظ مین یون فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جاوے اور زمین چر جاوے اور پہاڑ ریزہ ریزہ
ہوکر اڑ جائین اس بات و اس اعتقاد سے کہ کسیکو خدا اور خدا کا بیٹا ٹہرایا جاوے اور کافر ہین وہ
لوگ جو مسیح بن مریم کو خدا کہتے ہین۔ بخاری و مسلم وغیرہ کتب صحاح سے بصراحت معلوم ہوتا ہے
کہ مسیح موعود کا نزول اسوقت ہوگا کہ دنیا کا اکثر حصہ صلیب کے پرستارون اور اسکے حامیون کے
وجود سے بھر جاوے اور یاجوج و ماجوج (جس سے مراد روس و انگریز ہین) اپنی پوری حکومت و تسلط کے
ساتھ خروج کرچکے ہون اور انہین حدیثونکے بابون مین یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود کا نزول اسوقت
ہوگا کہ دجالی فتنہ حرمین شریفین کے سوا تمام روی زمین پر پھیل جاوے اور اسکی حکومت کے ہاتھ کے
نیچے ساری زمین مشرق سے لیکر مغرب تک (باستثنائے حرم و حرم) مسخر ہو جاوے بلکہ باعتقاد
شما آسمان و زمین دریا شمس و قمر و سحاب و نجوم وغیرہ تمام چیزین مین اسکا پورا تسلط پایا جاوے
پس جبتک پادریان نصاری کو دجال اکبر نہ قرار دیا جاوے تو ہرگز کسیطرح یہ احادیث مخالفہ
و تناقض کی نیچہ سے نجات نہین پا سکتی ہین اور ممکن نہین کہ بدون اس صحیح توجیہ کے کوئی راہ
بین الاحادیث المختلفہ کے توافق کیلئے نکل آوے کیا یہ امر

العقل جائز ہو سکتا ہے کہ مسیح موعود کا نزول اسی وقت میں ہو کہ دجال اکبر کا فتنہ اور
کی خدائی حکومت ساری زمین پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو اور اسی زمان واحد میں
ایمان صلیب کی بھی زمین پر پوری سلطنت و پورا تسلط پایا جائے دو متضاد حکومت کا قیام
ایک خاص مقام پر ممتنع العقل ہے۔ ہاں ایک صورت میں ممکن ہے کہ مسیح موعود کا نزول
دنیا میں دوبارہ دو مختلف وقتوں میں تسلیم کیا جائے مگر یہ رائے تمام اہل اسلام اور تمام کتب الہیہ
اور احادیث نبویہ کے خلاف ہے۔ اسلئے کہ نزول مسیح موعود یکبار قرب قیامت کے لئے
علامت کبریٰ ہے اور ایسا ہی خروج دجال اکبر و اشاعت مذہب صلیبی۔ قرب قیامت کی
علامات کبریٰ ہیں **فاحفظہ فانہ ینفعک** ان روشن دلائل سے اگر کوئی
دل کا اندھا سوجھا ہوا اور دجال کے وجود شخصی اور اب تک اسکی زندگی پر ایمان رکھتا
ہو تو ہم اسکو بخاری و مسلم کی سو برس والی حدیث (جسمیں ذکر ہے کہ رسول اکرم صلعم حلفاً
فرماتے ہیں کہ آج سے لیکر سو برس تک کوئی نفس زمین پر زندہ نہیں رہیگا) کی رو سے
دجال کی موت کی خبر دیتے ہیں۔ و نیز وہ آیات جن سے وفات مسیح بن مریم ثابت ہوتی
ہے مسیح دجال کی موت کیلئے بھی کافی ثبوت ہیں۔ و نیز وجود شریک باری کا عقلاً و
نقلاً محال ہونا اس دجال کے وجود و خروج کو قطعاً ممتنع و محال ٹھیراتا ہے کیا خدا تعالےٰ
کی غیرت ایک لحظہ کیلئے پسند کر سکتی ہے کہ کوئی انسان خدائی احکام خدائی سلطنت کو لیکر
دنیا میں قدم رکھ سکے دیکھو اس غیور خدا کا ارشاد اپنی کتاب میں یوں ہے **ولا
یشرک فی حکمہ احداً** یعنی خدا تعالےٰ اپنے حکم و قضا و قدر میں کسیکو
ساجھی نہیں ٹھیراتا ہے۔ . . . .

. . . . . غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہر پرست اور قرآنی علوم
سے بےخبر مولویان ساری مخلوقات میں سے خاصہ الوہیت و ربوبیت میں شریک و ساجھے
رہنے کیلئے صرف دو شخصوں کو منتخب کیا ہے ایک مسیح بن مریم کو نیک بندوں میں دوسرے

مسیح دجال کو شریر بندوں میں اور اس ذریعہ سے درپردہ انہوں نے نصاریٰ کا ہاتہہ بٹایا ہے
اور تثلیث کے نجس عقیدہ کو اسلامی صحیفہ میں درج کرکے توحید باری عز اسمہ کے
استیصال کا ارادہ کیا ہے اور نصاری کو موقع دیا ہے کہ وہ اپنی تثلیث کی صحت پر
اہل اسلام کی تثلیث کو نظیر پیش کر سکیں۔ استغفر اللہ ربی من
کل ذنب و اتوب الیہ۔

قولہ۔ وہ دمشق کی شرقی جانب منارہ سفید کی پاس نزول فرمائینگے دو کپڑے ورس و زعفران
سے رنگے ہوئے پہنے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتہہ رکہے۔

اقول۔ مجیب کو ابتک خبر نہیں کہ قادیان دمشق کی شرقی جانب ہی پر واقع ہوا ہے۔ دیکہو
نقشہ جغرافیہ۔ مجیب نے یہہ سمجہہ کہا ہی کہ دمشق کی اندر یہہ نزول ہوگا کاش اس حدیث پر تدبر سے
ایک نگاہ کی ہوتی الفاظ حدیث اسکے مدعا کی خلاف ہیں اور ہمارا جہا ہماری موافق ورس و زعفرانی
لباس شرع محمدی میں مردوں کیلئے ممنوع ہیں تو عیسی مسیح کی لباس کا استعمال اس بات کی
دلیل ہی کہ وہ دین محمدی پر نہیں آئینگے۔ اپنی روش پر تشریف لاوینگے اور یہہ آیت قرانی
اسکی تائید کرتی ہی وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔
یعنی ہمنے تمام رسولوں کو مطاع و مقتدی بناکر بہیجا ہی۔ امتی و مقتدی بنکر رہنا انکی شان سی
بعید ہی۔ جب اسکی پہلی اس بات کی تشریح ہو چکی ہی کہ نزول یعنی پیدائش و بعثت ہے و رفع الی
اللہ سے مراد تربیت الہی ہی تو پہر دمشق کی منارہ پر حضرت ابن مریم کا نزول آسمان سی ایک بے بنیاد خیال
ہے اور ہم بہی حدیثوں سی ثابت کر آئے ہیں کہ مسیح موعود اسی امت محمدی میں پیدا ہوگا اب یہہ سوال
پیدا ہو سکتا ہی کہ مسیح موعود محمدی معصفر و مزعفر لباس کو کیونکر زیب تن کر سکتا۔ سو اسکا جواب یہ ہے
کہ یہہ تمام کشف و رؤیا ہیں اور تعبیر الرؤیا میں لکہا ہی کہ جب کسی پر زرد لباس خواب میں آوے تو اسکی
تعبیر یہہ ہے کہ وہ بیمار ہوگا۔ بحمد اللہ آج ساری عالم پر ظاہر ہی کہ حضرت اقدس مرزا صاحب دو زرد
چادروں میں لپٹی ہوئی ہیں جس سی رسول اللہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بوضاحت تمام

پوری ہوئی اور جس سے مسیح موعود کی شناخت ہمین ملی ایک تو اوپر کی زرد چادر جس سے درد دوران
سر مراد ہے اور ایک نیچے کی چادر جس سے ذیابیطس کی بیماری مراد ہے اور یہہ دو بیماریان انکی لازم حال
پڑی ہوئی ہین اکثر انکو دورے ہوتے رہتے ہین فرشتونکے پرون پر ہاتہہ رکہکر اترنے مین کئی اشکال وارد ہوتے ہین
اول یہ کہ فرشتون کو تمام انسان کا دیکہنا خلاف نص قرآنی ہے جب افضل رسل کے مبارک عہد مین صحابہ
کرام نے اپنی چشم سے نہ دیکہا تو مسیح کے وقت مین کیونکر امید ہو سکتی ہے اور سہارے کیلئے پرون پر ہاتہہ رکہکر
اترنا خلاف دستور ہے اصل یہ ہے کہ جناح بمعنی بازو کے جسکا یہہ معنی ہوا کہ مسیح موعود دو ملکی سیرت
انسانونکے کندہون پر ہاتہہ رکہے ہوئے مبعوث ہوگا۔ اسکی تائید بخاری کی ایک روایت مین ملتی ہے جسمین
بجائے مَلَکَین کے رَجُلَین آیا ہے اس بوجہہ کے بغیر توافق بین الاحادیث غیر ممکن ہے اور اس حدیث
پر بہی غور کرو ان الملئکۃ لتضع اجنحتہا لطالب العلم کہ فرشتے طالب علم
کیلئے اپنے بازون کو بچہا رہے ہین اور طالب علم اوسپر چلتا ہے مگر تمہین نظر نہین آتا اور درحقیقت
نظر نہین آتا تو کسی طالب علم سے پوچہہ دیکہو۔
قولہ کافر کو حلال نہین کہ انکی سانس کی خوشبو پاوے اور مرجاوے اور انکا سانس وہانتک پہونچیگا
جہانتک اونکی نگاہ پہونچیگی۔
اقول مجہے تعجب ہوتا ہے کہ یجد ریح نفسہ کا ترجمہ انکی سانس کی خوشبو پائیگا ہے مگر یہہ حقایق سے
بے نصیب لفاظ پرست کو اتنا نہ سوجہا کہ جو خوشبو ناک مین جا پہونچتی ہے ہلاک ہی کر ڈالے تو کیا وہ عند العقلا
حکم قاتل سے کم رتبہ رکہہ سکتی ہے اسکو تم خوشبو کہو یا معطر کہو جب اسمین ایسے خواص موجود ہین تو بدبو سے
ہزار درجہ بدتر ہے اسی ہر جگہہ ظاہری الفاظ پر اڑ جاؤ تمہاری ظاہر پرستی نے ایک برگزیدہ مسیحا نفس کی
پاک سانس کو کالے ناگ سے بہی زیادہ زہریلہ قرار دیدیا۔ اسلئے کہ کالے کا زہر جب چڑہتا ہے کہ وہ کاٹ
کہائے مسیحا کی سانس کا زہر ایسا قوی الاثر ہے کہ جہانتک اسکی نظر پہونچے زہریلی سانس اسکے ساتہہ ساتہہ
اللہم انی اعوذ بک من اہانۃ الانبیا والاولیا اب آؤ ہم سے اس حدیث کا
مطلب سنو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مسیح موعود کی علامت ایک یہہ بہی ہے کہ کافر

اسکے دم سے مرینگے۔ اسکی دو توجیہ ہین ایک یہ کہ اسکی تقریر و تحریر سے سارے کفار اور تمام ادیان غیر اسلام ہلاک ہوجاینگے
ایک یہی ایک بات ہوگا کہ مسیحائے وقت کے سامنے ٹھیر سکیگا سارے دنیا کے قلم اسکے قلم کے سامنے ختم ہوجاینگے۔ کیا یہہ پیشگوئی مخبر صادق کی
حضرت مرزا صاحب کے حق مین پوری نہین ہوئی۔ دوست تو دوست دشمنون سے بھی تو پوچھو وہ بھی یہی کہینگے کہ آج
روئے زمین مین حقائق الہیہ و معارف قرآنیہ اور اسلامی صداقتون کے اثبات کیلئے صرف مرزا غلام احمد کے ہاتھ
مین قلم ہے اگر مذہبی تعصب نے تمکو اندھا نکر دیا ہو۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ مسیح موعود کے دم یعنی اسکی بد دعا سے دشمن دین اسلام ہلاک
ہونگے۔ لیکھرام پشاوری کو دیکھو کہ کسطرح بد دعا سے مرا عبداللہ آتھم عیسائی پر نظر کرو کہ کسطرح بد دعا سے زیر زمین ہوا مرزا احمد
بیگ ہوشیارپوری جو راستبازونکا دشمن تھا غور کرو کسطرح اندر میعاد مقررہ کے دنیا سے چلبسا دیانند سرستی و مسٹر
سید احمد خان و حمید اللہ پشاوری و عبدالعزیز لدھیانوی اور مولوی سید احمد گنگوہی اور انکے اہل بیت کے جانگاہ
حادثہ پر ایک نظر ڈالو عبدالحق غزنوی کے دونون ہاتھون کو دیکھو کہ کسطرح بیکار ہوگئے ہین اور غلام دستگیر قصوری
اور محمد اسمعیل علیگڈہی کے سچے واقعات و اشعار کو تدبر سے پڑھو جو انکی کتابون مین درج ہین کسطرح ان دونو
نے تصنیفات کر کے اور خود ہی ہلاک ہو کے مرزا صاحب کی صداقت پر مہر لگا دی۔ اس حدیث پر غور کرنے سے ایک
اہم مسئلہ کا فیصلہ بآسانی ہوسکتا ہے کہ مسیح [illegible] اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالی نے یہ معجزہ دیا تھا کہ اگر کسی مردے
پر دم کرتے تو مجازی طور پر مثل غشی ہوئی ہوئی کے اسمین حرکت پیدا ہو جایا کرتی تھی۔ نہ حقیقی زندگی
جس سے مردہ انسان دوبارہ دنیا مین آکر [illegible] کاروبار دنیوی وغیرہ کر سکے یہ تو خاصہ حضرت رب العزۃ
اور یہ حدیث اسکے خلاف ہلاکت کی خبر دیتی ہے [illegible] ایک شخص مین دو متضاد صفت کا وقوع غیر ممکن ہے
قرآنی و حدیثی اخبار مین توافق کیلئے بجز اسکے [illegible] اور کیا چارہ ہے کہ دو صفت کے دو مسیح قرار دیے جائین ایک
مسیح ناصری رسول اللہ جنکے احیاء موتی کا ذکر اسی حیثیت سے ہے کہ ابھی ہمنے اسکی اصل حقیقت بتلائی ہے جس کا
ذکر اس حدیث مین مذکور ہے کہ اسکے سانس سے کافر ہلاک ہونگے فتدبر۔ اور اسی طرح مسیح کے حلیہ کی احادیث
بھی بدلالت دو مسیح کے وجود کو چاہتے ہین۔ بخاری شریف کے کتاب الانبیاء و کتاب الفتن کو غور اور انصاف
سے پڑھو ایک روایت مین مسیح کا حلیہ یہ بتلایا ہے کہ سرخ رنگ گھونگر بال چوڑا سینہ اور دوسری روایت مین رنگ
گندم گون اور سیدھے بال۔ اور ظاہر ہے کہ ایک شخص کے دو حلیہ ہو نہین سکتے دو حلیے دو شخص کی طرف اشارہ
کرتے ہین فتفکر واتق اللہ پس اول حلیہ کے مصداق مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم ہین جنکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین انبیاء کرام کے زمرہ مین یحیی نبی کے پاس دیکھا اور دوسرے حلیہ کے
مصداق حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہین (رحمت خدا بر وی باد) جنکو رسول خدا
علیہ التحیۃ والثنا نے کاسر صلیب و قاتل دجال و خنزیر قرار دیا ہے اور امامکم منکم فرماکر اپنا امتی ٹھہرایا

ہے۔ خدا گواہ ہے کہ ہمنے بچشم خود مسیح موعود و مہدی معہود کا پورا حلیہ حضرت اقدس امام قادیانی
مین اکمل طور پر دیکھا

قولہ انکے زمانہ مین اللہ عزوجل اسلام کے سوا سب مذہبون کو فنا کرے گا۔
اقول اس سے اگر یہ مراد ہے کہ مسیح موعود تمام مذہبون کو دلائل قطعیہ و فرقانی حربہ سے فنا کر دیگا
اور تمام ادیان کو اپنی قوی دلائل اور نشان سماوی کے پاؤن کے نیچے کچل ڈالیگا تو ہم بہی اس بات کے
قائل ہین اور بالبداہت دیکہہ رہے ہین کہ اس آسمانی مرد نے تمام اقوام کے دلائلی ہتیار کو چہین کر کو نین پہینکدیا
ہے اور درحقیقت اصلی ہلاکت یہی ہے جیساکہ فرمایا اللہ تعالی نے لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن
بینۃ اور اگر اس سے یہ مراد ہو کہ مسیح کے زمانہ مین سوائے اسلام کے کوئی ایک مذہب بہی دنیا مین باقی نہین رہیگا
سب اسلام قبول کر لین گے یا قتل کر دیے جاوینگے جیساکہ مجیب کا عقیدہ ہے اور اسی رسالہ مین کئی جگہہ اسکا تذکرہ
کیا ہے تو یہ صریح و فاش غلطی ہے فرمایا اللہ تعالی نے والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ
فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یعنی ہمنے یہود و نصاری کے درمیان قیامت
تک بغض و عداوت ڈال دی ہین۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تزال طائفۃ من امتی
یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ رواہ الشیخان یعنی میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ
قیامت کے دن تک حق پر قتال و جدال کرتی رہیگی اور دلائل کی رو سے امر حق کی تائید کرتی رہیگی اور حق
اور حق کی پیروی کے سبب ہر میدان مین فتح یاب رہینگی اور صحیح روایت مین آیا ہے کہ قیامت کا قیام شریر
انسانون پر ہوگا پس یہ آیت و حدیث اسلام کے بالمقابل یہود و نصاری و اشرار کے وجود کو قیامت تک
قائم رہنا کہتے ہین جبتک انکا وجود نہو تو باہمی بغض و عداوت کسطرح اور کس سے قایم رہ سکتی ہے۔ فتدبر

قولہ دنیا مین چالیس برس رہکر وفات پائین گے۔
اقول مسیح موعود نے اللہ تعالے سے الہام پاکر یہ شایع کر دیا ہے کہ ماموریت بعثت کے زمانہ سے چالیس سال تک
دنیا مین رہکر اپنی طبعی موت سے مرونگا۔

قولہ اہل عرب اس زمانہ مین سب کے سب بیت المقدس مین ہون گے۔
اقول اسکی کیا وجہ ہے کہ حرمین شریفین کو چہوڑ کر عرب سب کے سب غیور قوم بیت المقدس کو اختیار کرے صحیح حدیث مین
آیا ہے کہ دجالی فتنہ سے کوئی شہر کوئی قصبہ محفوظ نہین رہیگا۔ مگر حرمین شریفین یعنی وہاں کے لوگون کو خدائے تعالے
دجال اکبر جس سے مراد پادریان نصاری ہے اسکی مکر و فریب و دجل سے بچا رکہیگا اسکا صاف یہی ہے کہ سرد
حرم کبہی اہل حرم سے خالی نہونگے اور وہ دجالی فتنہ سے مامون رہینگے۔ پس ان دو مروایتون مین

جمع کی صورت بتلاؤ اور ظاہر ہی کہ اجتماع نقیضین محال ہی اسلیئے ہماری نزدیک یہی ہی بیشا التفات کے قابل نہین
ہے اسلیئے کہ صحیحین وغیرہ صحاح ستہ کی روایت کے مخالف پڑی ہی۔

قولہ فانزل فاقتلہ رواہ ابن ماجہ مین اتر کر اسے قتل کرونگا۔

اقول جب حضرت مسیح فلما توفیتنی اور مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فرما کر اپنی موت کی خبر
دی چکے ہین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین انہین زمرہ موتی مین دیکھا ہی اور ظاہر
ہے کہ مردہ دوبارہ دنیا مین آ نہین سکتا جیسے صدہا دلائل قرآنیہ وحدیثیہ وعقلیہ بوضاحت تام دلالت
کرتے ہین تو قطعاً یہہ حدیث تاویل طلب ہے۔ ہمارے نزدیک عمدہ تاویل وہی ہے جسکو حضرت مسیح ناصری
نے ایلیا نبی متوفی کے نزول کے بارہ مین کی ہی کہ وہ آسمان سے ایلیا آنیوالا یوحنا ہے جو زکریا کے
گھر پیدا ہوا یعنی جب رجوع میت دنیا کی طرف محال ہے تو جو اسکی خو و بو و قدم پر آتا ہے تو کہتے ہین کہ
گویا وہی آگیا ہی پس جب مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال کتاب و سنت و اجماع صحابہ وغیرہ دلائل سے پایہ ثبوت کو
پہونچ چکا ہی تو اب مسیح ناصری کا دنیا مین آنا بروزی رنگ مین ہی اور وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ
الصلوٰۃ والسلام ہین اور بروز کا مسئلہ اب ایسا صاف ہوگیا ہی کہ اگر ہم چاہین تو قرآن کریم کی صدہا آیات بتلا کر
انکو سو جا کر دین۔ کیا کرین یہ رسالہ مختصر اسکا متحمل ہو نہین سکتا اور نہ یہاں سکا محل ذکر ہی کہ مجیب کو ایک لفظ
نزول ملگیا ہی جس سے پہولی نہین سماتا جا بجا اسی کا ذکر کرکے اپنی ہمخیال لوگونکے آنکھونکا آنسو پونچہتا ہی لیکن جب
ہمارے مقدمہ ثانیہ کو دیکھے گا تو ماری شرم کے پسینہ پسینہ ہو جائیگا

قولہ ثم ینزل عیسی بن مریم مصدقا بمحمد علی ملتہ اماما مہدیا و حکما عدلا۔

اقول مجیب صاحب مسیح علیہ السلام کو آسمان سے اوتارنے اور انکو امام مہدی کا تابع و مقتدی بنانیکی
فکر ہی مین تہے کہ یکایک سچی بات منہ سے نکل پڑی اور اس روایۃ کو نقل کرتے ہین اور نیز صفحہ ۲۸ مین عیسی
کو ہی امام مہدی قرار دیا ہی ہم بہی آپکی تائید مین ابن ماجہ و حاکم کی روایۃ نقل کر دیتے ہین لا مہدی
الا عیسی ابن مریم یعنی مسیح موعود جسکا لقب ابن مریم ہی اسکے سوا کوئی مہدی نہین ہی یعنی ایک ہی
شخص دونون شان کا جامع ہوگا اور تاریخ الخلفا مین بہی امام سیوطی نے بہی اس روایۃ کو نقل کی ہی
اس روایۃ کی صحت مین یہی بس ہی کہ محدثین اسکے رواۃ کی جرح و تعدیل مین ساکت اور امام ابن
کثیر محدث وقت اسکی توثیق و تعدیل مین لب کشا ہین اور سید دعوی کے مدعی مین مسیح مہدی کے
دونو حلیہ بالکم و کاست موجود ہین اور نیز خدائے عالم الغیب نے دونو دعوی کی تصدیق مین صدہا
نشانات سماوی و ارضی ظاہر فرمائی جو بالاستیعاب تریاق القلوب وغیرہ کتب مین مندرج ہین

اور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جو علامات مہدی موعود و مسیح موعود کیلئے پیش گوئی فرمائی ہے
وہ سب یکے بعد دیگرے پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں جسکے لاکھوں انسان شاہد ہیں۔ اور جنکا انکار کسیطرح
ممکن نہیں پس جس دعوی کی ایسی دو شاہد ہوں ایک تو خدائے ذو الجلال والاکرام عالم الغیب والشہادۃ
دوسرے اصدق الصادقین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دو کی تائیدی شہادت میں لاکھوں مخلوق
کی چشم دید واقعہ کی شہادت ہے تو اب اس حدیث میں کلام کرنا فی الحقیقت ان دو جلیل الشان
شاہدوں کی شہادت سے انکار ہے جو صریح بے ایمانی و الحاد کی ہے۔ اور اسپر قرینہ قویہ یہ ایک ہے
کہ حکم عدل مقسط جس طرح عیسی موعود کے علامات حدیثوں میں پائے جاتے ہیں بعینہٖ وہی
صفات جمیلہ مہدی موعود کیلئے بھی مذکور ہیں اور غور طلب امر یہ ہی ہے کہ ایک ہی وقت میں دو خلیفہ
کی بعثت اس طریق پر کہ ایک دوسرے کا تابع ہو سنت الٰہی کے صریح خلاف ہے جب ایک کو تابع اور دوسرے کو
متبوع قرار دینا ہی تہا تو پہر دونو کو خلیفۃ اللہ علی الارض کے باعزت خطاب سے کیوں سرفراز کیا گیا۔ ہاں جب
ایک ہی شخص کو دونو صفات کا جامع تسلیم کریں جسکی تصدیق احادیث مذکورہ بالا و نشانات سماوی اور مخبر صادق
علیہ التحیۃ کی پاک پیشگوئیوں کے وقوع سے بداہتہ پائی جاتی ہے تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ اہل
تواریخ کو ہمارے اس بیان سے کبھی اختلاف نہو گا کہ مہدویت یا مسیحیت کے مدعی تو بہت گذرے ہیں مگر آج
تک کسی ایک نے بھی ان دو نشانوں کا دعوی نہیں کیا۔ چونکہ وہ لوگ عند اللہ موعود نہ تھے اسلیئے ان
دو جلیل القدر نشانوں کے دعوی دار نہو سکے قطع نظر انکے صرف ایک دعوی پر بھی کوئی نشان سماوی
اور اسقدر کثرت سے وقوع پیشگوئی انکے صداقت کیلئے وقوع میں نہیں آئی۔ آج دیکھو مسیحیت و مہدویت
کے مدعی کی صداقت پر آسمان و زمین دونو شہادت دے رہی ہیں۔ رمضان میں کسوف و خسوف
کی پیشگوئی کے وقوع کو دیکھو کس صفائی سے مدعی مہدویت کے صداقت ۱۳۱۱ھ ہجری میں ہندوستان
و پنجاب میں اور ۱۳۱۲ ہجری میں امریکہ میں واقع ہوئی۔ اور حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا
کے وقوع پر غور کرو طاعون کا ہونا حج کا رک کے جانا دمدار ستارہ کا نکلنا اور ذو السنین ستارے
کا طلوع اور مہدی کا صاحب القلم ہونا کیا یہ علامات مہدی میں داخل نہ تھے اور کیا اب سب کے
روبرو یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں انصاف کی آنکھ ہو تو دیکھو ع آسمان بارد نشان
الوقت می گوید زمین ہذا این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

قول عیسی بن مریم دمشق کی شرقی جانب منارہ سفید کے پاس نزول فرماوینگے۔
اقول ہمکو بھی تسلیم ہے کہ ایسا ہی ہونا تھا اور وقوع بھی ایسا ہی ہوا نقشہ جغرافیہ لیکر دیکھو

کہ قادیان جو ہند وپنجاب میں داخل ہے دمشق کی شرقی جانب پڑتا ہے یا نہیں۔
قولہ عنقریب میری امت سے دو مرد عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائینگے۔ اقول ظاہرا امت سے مراد امت
موجودہ زمانہ رسالت آپ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ ورنہ امت حضور سے تو لاکھوں مرد زمانہ کلمۃ اللہ
علیہ صلوات اللہ پائینگے اور قتال لعین دجال میں حاضر ہونگے اس تقریر پر وہ دو لوگ مرد سیدنا الیاس
وسیدنا خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ اتبک زندہ ہیں اور اسوقت تک زندہ رہیں گے انتہی کلامہ
اقول ایک ہی حضرت ابن مریم کی زندگی کے اقرار پر یہہ مار دیا ہے جس سے ہزاروں مخلوق
الہی نے توبہ کی ہے۔ پھر اپنے ناحق اور دو کے حیات جسمانی کی چھیڑ کر دی۔ ایسی پردہ دری کیوں
کر داری ہیں۔ قرآن کہولو اور عینک لگا کر دیکھو یہہ آیت ان دو حضرات کی جسمانی زندگی پر کیا فتوی
دیتی ہے۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد یعنی ہمنے تیرے پہلے کسی بشر کو زندہ نہیں رکھا
کسی پہلے کیلئے خلود نہیں ہے سب مر چکے ہیں۔ جب باتفاق فریقین حضرت خضر والیاس علیہما السلام
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی بشر ہیں تو عدم خلد وموت میں بہی اتفاق چاہیئے ورنہ مخالفت
کی صورت میں قرآنی فیصلہ سے یقیناً انحراف کا الزام آپکے عائد حال ہوگا اور جب بخاری ومسلم
کے متفق علیہ سو برس والی حدیث بہی اس آیۃ کریمہ کے ہمرکاب ہے تو فرمان نبوی سے اعراض
ایک دوسرا جرم والزام ہے۔ ہرگاہ کہ اخبار الہی ووعدہ ایزدی ولکم فی الارض مستقر
ومتاع الی حین کی روسے ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مخلوق الہی جسمیں انبیائے کرام کا گروہ بہی داخل ہے سب کے
سب بلا تغیر احوال اسی زمین پر بود وباش کرتے رہے اور موت کے وقت تک اسی دنیوی غذا سے متمتع ہوتے
رہے تو آپ بتلاؤ کہ یہہ دو بزرگوار کس اقلیم میں تشریف فرما ہیں اگر بردہ زمین نہیں انکے وجود کا نشان
نہیں ہے تو پہر آیات وحدیث مذکور الصدر کی روسے انہیں اموات میں کیوں اعتقاد نہیں کرتے اور
کیا اتبک انکے اعضائے رئیسہ اور ہوش وحواس میں اسقدر انقضائے مدت پر بہی جو تخمیناً دو چار ہزار برس
سے کم نہیں ہے کوئی تغیر وانقلاب وارد نہیں ہوا حالانکہ اخبار الہی ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا
یعقلون انکے انقلاب حالات ظاہری وباطنی کا سخت متقاضی ہے۔ اگر آپکی باتوں کو مان لیں۔
یا اس محدث کے قول کو جسپر آپنے زور سے پنجہ مارا ہے تو اس واجب الاذعان فرمان کو کیا
کریں۔ خدا سے ڈر کر جواب دو سارے نبیوں کے سردار اور تمام راست بازوں کے سرتاج محمد عربی
صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین نے جو حکم الہی کی رو سے اسی زمین پر بود وباش فرمائی اور بچپن
وجوانی وبڑہاپا وغیرہ کے تغیرات سے متاثر ہوتے رہے تو وہ کون ہے جو آپ سے بڑھکر ہو جسکی خاطر

خدائی تعالی اپنے وعدہ اور خبرون مین تخلف کو جایز رکہے ای مجیب خدا سے ڈر اور قرآن لطف و صحیح حدیث متفق علیہ کے بالمقابل آئین شائین بکواس منہ سے مت نکال۔ ورنہ یار کہہ کہ عوام کی استرقبا اور احکام الہی کے اخفائی مین ضرور پکڑا جائیگا سہ من انچہ شرط بلاغست باتو میگویم توخواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال۔ مجیب کے کمال مین سے ایک یہ بہی ہے کہ وہ تمام انبیائی سابقین کو منی قرار دیکر تمام کلیات و جزئیات مین خاتم الانبیا کا محض تابع اعتقاد کرتا ہے۔ اور اتنا نہین سمجہتا کہ وہ حضرات اموات و غیر مکلفہ ہوکر اور فرمان الہی وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کی روسی متبوع و مقتدی کہلاکر اور قبرون سی نکلکر خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی ہمارے برابر کیونکر کر سکتے ہین۔ ہم اس بحث کو آیندہ چلکر ذرا زیادہ وضاحت سے بیان کرینگے حضرت مجیب کو اپنے باپ سے سروپا بات پر (کہ وہ دوامی خضر والیاس ہین) بڑا ناز تہا اسلئے انکا لقب محقق رکہا ہے یہان انکی تحقیق کی قلعی کہل چکی ہے۔ دیکہنا اب کیا لقب انکے لئے تجویز ہوتی ہے۔

قولہ خوشی و شادمانی ہے اس عیش کیلئے جو بعد نزول عیسی علیہ الصلوۃ والسلام ہوگا آسمان کو اذن ہوگا کہ برسے اور زمین کو حکم ہوگا کہ اوگے یہانتک کہ اگر تو اپنا دانہ پتہر کی چٹان پر ڈالدے تو وہ بہی جم اوٹہیگا اور یہانتک کہ آدمی شیر پر گذریگا اور وہ اوسی نقصان نہ پہونچائیگا اور سانپ پاون رکہدیگا اور وہ اوسی مضرت ندیگا۔ نہ آپسمین مال کا لالچ رہیگا نہ حسد نہ کینہ۔

اقول یہہ پیشگوئی مسیح موعود کی زمانہ کی خبر دیتی ہے بحمد اللہ آج سب کے سامنے پوری ہو چکے ہین اس حدیث مین اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ نہایت آسایش و امن کا ہوگا کوئی شریر ظالم طبع کسی پر ظلم کرنے نہ پائیگا باگ بکری ایک گہاٹ سے پانی پئین گے یعنی موذی انسان ایذا دہی سے روکا جائیگا۔ دیکہو کہ یہ سلطنت طاہرہ جسمین مسیح موعود نے نزول فرمایا ہے کیسا آرام و چین کا زمانہ ہے اور اگر اس حدیث کو اپنی ظاہر معنی پر تفسیر کرو تو سنت اللہ کی بالکل خلاف ہونیکے سبب مردود ٹہیریگی خدا تعالی اپنی قدیم قانون کو کسیکی خاطر ہمیشہ کیلئے بدل نہین سکتا لا تبدیل لسنتنا اللہ و حقائق الاشیا نا نہ کے سچے واقعہ کی شہرانی کو مسیح موعود کی زمانہ سی قیامت کے وقوع تک جو ایک ممتد زمانہ ہی منتشر و پراگندہ نہین کر سکتا جبسے آدم تا خاتم خاص خاص مرسلون کے مبارک دنون مین شیر بکریون اور انسانون کو کہاتے رہی اور سانپون کا زہر برابر اثر کرتا رہتا تہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لخت جگر حضرت حسن و خلیفہ اول سلام اللہ علیہما پر زہر نے اپنا کام کرکے تاثیرات اشیای و دیعت الہی کو ثابت کردیا ہے اور کبہی سخت پتہر کی چٹانپر

بلاآب وگل دانہ نہین اوگا تو مسیح موعود جو بزعم مجیب حضرت عیسی نبی ہین اور آخر زمانہ مین امتی ہوکر آسمان سے اترینگے کیونکر انکے زمانہ مین ایسی مذہبی واقعات کے خلاف امید ہو سکتے ہے اور جبتک جناب مسیح ابن مریم دنیا مین رہے تو کبھی ایکسال بلکہ یکماہ تک بھی ایسے نمونہ نمودار نہین ہوے اور یہ قرآنی آیتہ بھی اس دعوی کی مخالف ہے فمثلہ کمثل صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلدا الآیۃ خلاصہ آیتہ یہ ہے کہ جس سخت پتھر پر مٹی ہو تو کسی درخت کے اوگنے اور اوس سے بار ور ہونیکی امید ایک خیالی فعل اور عبث کار ہے ہم تو اپنے مسیح موعود علیہ الصلوۃ من اللہ الودود کے مدح مین ایسا اظہار نہین کرنا چاہتے کہ جسپر قرآنی و حدیثی و سنت اللہ و سنت انبیا کے حملوں کی زد پڑے۔ و نیز حرص و حسد و کینہ کا استیصال بہون کے سینہ سے محال عقل و نقل ہے ہم پہلے ثابت کر آے ہین کہ مسیح موعود کے زمانہ مین بھی یہود و نصاری مین بغض و عداوت رہیگی اور قیامت کا قیام شریر انسانوں پر ہوگا تو پھر ان خبیث لوگوں کے وجود کے ساتھہ کینہ و عداوت و حسد کا ارتفاع قطعاً محال ہے کیونکہ انسان اپنی فعلوں کی ارتکاب کے سبب شریر کہلاتا ہے۔ ہان حضرت مسیح موعود کے خاص مریدوں مین یہہ ناپاک قلبی امراض کو جگہہ نہ ملیگی بحمد اللہ ہم بچشم خود دیکھہ رہے ہین کہ جیسی محبت و اخوت و سچی ہمدردی اس سلسلہ عالیہ احمدیہ مین ہے بتعداد دوسری اقوام و دیگر سلاسل مین شاذ و نادر ہی پائی جاتی ہین۔

قولہ انہین کا مرد (ای یاجوج ماجوج) نہین مرتا جبتک خاص اپنی نطفے سے ہزار شخص نہ دیکھہ لے۔

اقول۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہہ دعوی کسقدر دور از عقل و کسقدر مشاہدہ کی خلاف ہے اور کہانتک قرآن کی فرمان کی برعکس ہے ہمنے تسلیم کیا کہ ایک مرد و ایک عورت کو بارہوین سال سے اولاد شروع ہو گئی اور ہر ایک سال مین ایک بطن سے بجاے ایک لڑکی کی چار چار بچے نکلنے لگے تو سو برس مین تین سو باون بچے ہونگے اگر چہہ چہہ مہینے مین چار چار جننے لگین تو سات سو باون ہوے پھر بھی ہزار کی تعداد پوری نہین ہوئی اور اگر ہر ایک مرد کی دس دس عورتین ہون اور لگاتار ہر سال ایک ایک بچہ جننے لگین تو بھی تعداد مذکور کی تکمیل مین کچھہ کسر باقی رہ جاتی ہے۔ خدا تعالے فرماتا ہے و منکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون ان دو آیتوں کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ بعض انسان بڑہاپے کے آنیکے پہلی ہی مرجاتی ہین اور بعض لوگ ارذل عمر کو پہونچکر بالکل نادان و بے سمجھہ اور بچے بن جاتی ہین کیا یاجوج ماجوج کے چار لاکھہ گروہ (جو مجیب کے عبارت بالا مین موجود ہے) مین سے ایک مرد پر بھی و منکم من یتوفی کا اثر پڑیگا اور وہ ضرور ہزار شخص اپنی نطفے سے دیکھکر ہی مریگا حسب قانون الہی ارذل عمر تو ضرور آئیگی اور

ہر اعضا مین فتور بہی ضرور پڑیگا مگر بزعم مجیب زن و شوہر کے شہوانی مادہ اور انکی رجلیت و شہوت مین کوئی فرق نہ پڑیگا تب ہی تو ہزار شخص ایک ماں باپ ٹہرینگے ای ظاہر پرست حقائق الٰہیہ و معارف قرانیہ سے بے نصیب علما خدا تمہاری حال پر رحم کرے تمہین نے ایسی ایسی بیہودہ بے سرو پا باتین لکہکر اسلام کو بدنام کیا اور غیر اقوام کو اچہی خاصے لاحاصل اعتراض کرنیکا موقع دیا ہے۔ المرا یو خذ باقراره

قولہ کیونکر ہلاک ہو وہ امت جسکی ابتدا مین مین ہون اور انتہا مین عیسی بن مریم اور بیچ مین میرے اہل بیت سے مہدی

اقول مولوی حامد رضا صاحب نے جس عمارت کو برسون کی جانفشانی و عرق ریزی سے قائم کی ہتی اور عیسی و مہدی کو دو شخص بزعم فاسد قرار دیا تہا آہ آج اپنے ہاتہون سے گرادی۔ اور صاف لفظون مین اقرار کردیا کہ مسیح کا زمانہ آخر ہے اور مہدی کا درمیانی جسکا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ یہ دو کسیطرح ایک زمانہ مین جمع ہو نہین سکتے۔ شاید مولوی صاحب یہ فرمادین کہ اگرچہ مہدی مسیح موعود کی نزول کی وقت مرچکے ہونگے مگر خداتعالی انکو زندہ کرکے حضرت مسیح کا سپہ سالار بنائیگا۔ ہم امید رکہتے ہین کہ مہربانی فرما کر اس مہدی کی مدفن کا نام و نشان تبلادین تاکہ ہم بہی انکی زیارت سے مشرف ہوین الحاصل آپ نے یہان اقرار صاف کرلیا ہے کہ دونو کا اجتماع غیر ممکن ہے۔ اور یہی مدعا تہا۔

قولہ منا الذی یصلی عیسی بن مریم خلفہ میرے اہل بیت مین وہ شخص ہے جسکے پیچہے عیسی بن مریم نماز پڑہین گے۔

اقول ابہی آپنے دو تین سطر کی پہلے کہا تہا کہ ایک زمانہ مین مسیح ہونگے اور ایک زمانہ مین مہدی۔ ہماری مجیب صاحب ہی اپنی دہن کی سچے ہین۔ دیکہو پہر یہی یہان دونون کو ہمعصر بنا دیا اور اس حدیث کا معنی کر دیا ہے جسکے پیچہے حضرت عیسی نبی اللہ نماز پڑہین گے۔ لیکن میرے نزدیک اس حدیث کا صحیح معنی یہ ہے کہ مسیح موعود جسکے پیچہے نماز پڑہین وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے گنا جائیگا اور حدیث کے ظاہر ترجمہ سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے مگر درباطن اسکی کچہہ اور غرض ہے۔ کیا ہی خوش نصیب ہے وہ انسان کہ جسکو امام وقت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنا امام پنج وقتہ جمعہ بنا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت مین شمولیت کا شرف بخشا ہو تم جانتے ہو کہ وہ کون صاحب ذی قسمت ہین وہ جناب مولوی عبدالکریم صاحب خوش الحان عارف واصل ہین اور امام عیدین حضرت حکیم الامتہ مولوی حافظ حاجی نورالدین صاحب ہین جنکے علم و کمال و عمدہ دانی کا ایک عالم قائل ہے اس حدیث مین صاف اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا نزول درحقیقت بروزی رنگ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نزول ہے۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مسیح موعود و امام منتظر کو اہل بیت مین شمار کیا ہے اور مسیح موعود کو اپنی نفس نفیس کا قائم مقام ٹھہرایا ہے

قولہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ مین حضور کے پہلو مین دفن کی جاؤن فرمایا بھلا اسکی اجازت مین کیونکر دون وہان تو صرف میری قبر کی جگہہ ہے اور ابوبکر و عمر و عیسے بن مریم کی علیہم الصلوۃ والسلام -

اقول یہہ روایۃ صحیح بخاری وغیرہ صحاح کی روایات سے متعارض ہے انمین لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے مرض الموت مین اپنے بیٹے عبد اللہ کو ام المومنین عائشہ کے پاس بھیجکر بعد سلام کہلوایا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو مین رسول خدا کے پہلو مین دفن کیا جاؤن حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ مین نے تو اپنے لئے اس جای کو پسند کیا تھا جب آپ درخواست کرتے ہین تو مین اپنے پر آپکو پسند کرتی ہون اور ترجیح دیتی ہون اگر یہہ روایۃ اور یہہ بات صحیح ہوتی تو نہ حضرت عمر کو اجازت و التماس کی حاجت پڑتی بلکہ یاد ہی بس تھی اور نہ ام المومنین کی یہہ شان ہے کہ صاف جواب ملنے پر بھی وہان دفن کا ارادہ مصمم کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف بنتین غرض انکی یہہ روایۃ اعتبار کے قابل نہین ہے اور نہ ایسی قوت رکھتی ہے کہ بخاری شریف جیسی معتبر کتابون سے ہم پلہ ہو سکے - رہا مسیح موعود کا وہان دفن - نہین معلوم کہ یہہ روایات اپنی ظاہر معنی پر پوری ہوتے ہین یا اپنے اندر کوئی استعارہ و تاویل رکھتی ہین کیونکہ یہہ پیشگوئی ہے والعلم عند اللہ -

قولہ عیسے بن مریم اترینگے نماز ہین پڑہینگے جمعے قائم کرینگے

اقول جمعہ تو اب بھی قائم ہے شاید انکی وقت مین بند ہو گیا ہو گا - ہمین حیرت ہے کہ نزول کی وقت جب کروڑہا مسلمان موجود ہونگی تو جمعہ کے بند ہو جانیکا گمان توہم ہی توہم ہے لیکن ہمارے نزدیک فیصلی الصلوۃ ویجمع الجمع کا یہہ ترجمہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نمازون کو جمع کرکے پڑہے گا اور جماعت کو یکجا کریگا کیونکہ دوسری ایک مشہور روایۃ مین وتجمع لہ الصلوۃ آیا ہے یعنی مسیح کی خاطر نماز جمع کی جائیگی دین کی ایسی اشد ضرورت کامون مین مشغول ہو گا کہ بلا مرض و سفر بھی اسوقت سکے لئے نماز کی جمع جائز ہو جائیگی اور یہہ اسکی فضیلت و خصوصیت مین داخل ہے - چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اعجاز مسیح تفسیر سورہ فاتحہ کی تحریر فرمائی وقت ظہر و عصر کو جمع کرتے تھے اور ایسا ہی مغرب و عشا مین اور اسی زمانہ مین یہہ عاجز بھی اپنی چند رفقا کے ساتھ تجدید بیعت کے لئے حاضر ہوا تھا -

قولہ قیامت قائم نہو گی یہانتک کہ عیسی بن مریم علیہما الصلواۃ والسلام کوہ رفیق کی چوٹی پر نزول نہ فرماوین

اقول مجیب کے ہوش و حواس ٹھکانے نہین ہین کہین تو اپنی خیالی مسیح کو منارہ دمشقی پر اوتارتے ہین اور کہین بیت المقدس کے پاس اور کہین مسلمانون کی جماعت مین اور کہین کوہ افیق پر نہین

نہین معلوم ایک نسان آسمان سے اترتے ہوئے ایک ہی آن مین اتنے مختلف مقامون پر کیونکر اتر سکتا ہے
ع۔ بست پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا۔ مجیب کو اسکا جواب اسکے مذاق کی رو سے بہت آسان ہی
کہ خدا تعالی مین قدرت ہے کہ ان مختلف مقامون کو کھینچ تان کر سب کو ایک جگہہ کر دی جس سے یہہ روایات
بہ تمامہا صحیح ہو جائین۔ مگر چونکہ اسکی سبب سے موت مسیح و نزول مسیح و رفع مسیح علیہ السلام کا ذکر بصراحت آچکا ہی اسلیے
اب اس جواب کے ملنے کی چندان امید نہین ہی بغیرت مند سمجھہ دار انسان ہین۔

قولہ سردست بلا قصد استیعاب تینتالیس حدیثین ہین جنمین ایک چہل حدیث پوری حضور پر نور سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

اقول ناظرین غور فرماوین کہ مجیب نے جس آیۃ کو قطعیۃ الدلالت و صریحۃ الدلالت کہکر حیات مسیح بن مریم ثابت
کرنے چاہا تہا اس مین اسقدر دیگر احتمالات پیدا ہوگئے کہ جس سے استدلال باطل ٹہیرا اور نیز مجیب کے ترجمہ مین جو جو
قباحتین پیش آئی ہین انکا مختصر ذکر بہی کیا گیا اور حدیث کی طرف توجہ کی تو بلا قصد استیعاب (۴۳) احادیث
اندہا دہند نقل کر ڈالین جنکا مختصر جواب پیش خدمت ہو چکا ہی۔ مردہ کو دوبارہ دنیا مین آنیکو جائز رکہا تہا اور
یہ انکا آخری حیلہ تہا اس باب مین ہماری طرف سے جو مبسوط و مدلل تحریر پیش ہوئی ہی اسکا بہی موازنہ فرماوین
ان مولوی کو نہ قرآنی تعارض کا ڈر نہ احادیث کی تخالف کی پروا اقوال جمع کرکے عوام کے سامنے رکہہ دینا انکا
کام ہی۔ اور بس۔

قولہ۔ قولہ تعالی انہ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَۃِ بیشک مریم کا بیٹا علم ہی قیامت کا یعنی انکی نزول سے معلوم ہو جائیگا
کہ قیامت اب آئی۔

اقول جاننا چاہیے کہ مشہور قراءت جو تمام قرآن شریف مین درج اور متلو ہی وہ لعلم بکسر عین ہی اور بفتح
عین ولام ایک قراءت شاذہ ہی پس ہمین کیا ضرورت ہے کہ قراءت متواترہ کو چہوڑ کر ادہر ادہر بہٹکتے پہرین۔
ناظرین انصاف کرین کہ مجیب نے اس آیۃ کریمہ مین کہان سے نزول کا معنی پیدا کیا۔ یہہ تحریف معنوی اسکے
حق مین کیونکر جائز ہوگی کسی ذی علم پر مخفی نہین ہی کہ مصدر کبہی اسم فاعل کی معنی مین آتا ہی اور کبہی اسم مفعول
کے۔ اسم فاعل کی صورت مین یہہ ترجمہ ہوگا کہ مسیح بن مریم قیامت کے عالم ہین یعنی انکو احوال قیامت و حشر
نشر کا علم حاصل ہی اس سے نزول و حیات کسطرح سمجہا گیا اور اسم مفعول ماننے کی صورت مین یہہ ترجمہ ہوگا
کہ ابن مریم قیامت کے لیے معلوم ہین۔ محض غلط ہے جسپر حیات و نزول کا اعتقاد بناء الفاسد
علی الفاسد ہی اور اگر مبالغہ کہین کہ ابن مسیح قیامت کے لئے علم ہین یعنی اسکے بڑے عالم ہین تو بہی مضائقہ نہین
اس ترجمہ سے بہی مدعا مجیب حاصل نہین ہوتا۔ اور اگر قراءت شاذہ کو بہی اختیار کرین تو بہی کس طرح

حیات جسمانی مسیح علیہ السلام ثابت نہین ہوئی اسوقت یہ ترجمہ ہوگا کہ یہ مسیح ابن مریم قیامت کیلئے ایک نشان ہین پس
تم قیامت کے آنے مین شک مت کرو یعنی اسکے بن باپ کے پیدائش دلیل اسبات کی ہی کہ خدا تعالی قیامت مین اسی
طرح مردونکو زندہ کریگا اور نہی سر سے بغیر ظاہری اسباب کے وجود مین لائیگا۔ حاصل یہ ہی کہ حضرت مسیح کی زمانہ
مین ایک صدوقی قوم قیامت کے وجود کی منکر ہو گئی تہی اسلئے خداوند تعالی حضرت مسیح کو بلا باپ پیدا کر کے
یہہ ثابت کیا کہ اسی طرح بلا رعایت اسباب کے سب مردون کو حساب لینے کے لئے پیدا کر دینگے یہ اسکا نمونہ ہے
اس سے بہی حیات کا ثبوت نہین ملتا نزول کا پتہ نہین لگتا اور یہہ خیال کرنا کہ خدا تعالی حضرت مسیح سے
زمانہ کی یہود کو فرمایا کہ یہ مسیح قیامت کے قریب پہر آئیگا اسلئے کہ نشان قیامت ہے۔ سراسر لغو اور لوچ دلیل ہی
اسواسطے کہ اسوقت کی یہود کو کیا فائدہ۔ جب انکی وسوسہ کا کوئی علاج نہوا اور وہ دنیا سے قیامت کے انکاری ہو کر
گذر گئی جو دلیل و نشان بعد مرگ مخالف پیش ہو تو بہلا ایسے نشان سے میت کو کیا نفع۔ اور یہہ طرفہ ہے
کہ انہ لعلم للساعة کی متصل فلا تمترن بہا وارد ہی۔ جسکا یہہ معنی ہوا کہ ای یہود صدوقی تم قیامت کے آنیمین
مت شک کرو اسلئی کہ یہہ مسیح آخر زمانہ مین قیامت کے قریب نشان قیامت ہو کر آئیگا۔ کیا اس سے یہودیون کی تشفی
ہو سکتی ہی اور اس بیان سے یہودیون کو موقع اعتراض نہین ملتا کہ دلیل و علامت کے پہلے کیونکر ہم وجود قیامت پر
ایمان لائین۔ من جانب اللہ یہہ استدلال کیا ہوا سراسر جگ ہنسائی ہوئی۔ نشان و دلائل کے پہلے شک کیونکر
دور ہو سکتا ہی کیا اتمام حجت کے یہی طریقی ہوتی ہین کہ تم ہماری بات پر یقین کرو اسکی دلیل و نشان تمہاری مرنیکے
بعد ظاہر کر دینگے ھذا العو عجب ۲ ہم پہر مکرر کہتے ہین کہ یہہ ترجمہ دراصل یہہ فساد و قباحت لفظ لعلم کو بفتح
عین و لام پڑہنے پر وارد ہوتے ہین جو داخل قران نہین ہی ایک قرارت شاذہ ہی جسکا رتبہ خبر احاد سے کچہہ بہی
بڑہکر نہین۔ اسکی طرف توجہ کو مبذول کرنا دانش مندی کی خلاف ہے اور طرفہ یہ ہی کہ توجہ سے بہی کوئی
عمدہ نتیجہ نہین نکلتا کہا مر۔ یہہ تمام تغار سیر و اسجاث جو گذری اس صورت مین ہین کہ انہ کی ضمیر کو ابن مریم کی
طرف لوٹائی جاوی ورنہ بقول صحیح اس ضمیر کا مرجع قران ہی جسکا ذکر اسکی پہلے متعدد مقام پر آیا ہی۔ اب
ترجمہ یہہ ہوگا کہ قران قیامت کا بڑا عالم ہی اسمین شک نہین کہ قران مجید نے حشر اجساد کی مسئلہ کو بڑی بڑے
زبردست دلائل پیش کر کی ایک نظری شی کو بداہت کے رنگ مین دکہلایا ہی اور منکرون کو بہت سے نظائر
بدیہیہ بتلا کر حشر اجساد و بعثت بعد الموت کا اقبال لیا ہی پس حق تو یہہ ہی کہ جس ترجمہ مین کوئی
قباحت عارض نہوا اور سیاق عبارت بہی اسکا موید ہو تو اسکا اختیار قرین انصاف ہے
اور اگر بطور تنزل پہلی ترجمہ کو (جسمین بڑی بڑی اعتراض وارد ہوتے ہین) بہی تسلیم کر لین تاہم مخالف
مجیب کا مدعا پورا ہوتے نظر نہین آتا۔ کیونکہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

مشہور اصولی مسئلہ اسکا حائل ہی۔ اور علم اصول ترجیح پر غور کرتے ہین تو کوئی اٹکنا دہر آیۃ ہی اس
ترجمہ کی معین نظر نہین آتی بلکہ اسکے مخالفت کیلئے صدہا قرآنی و حدیثی دلائل ہرگز یہہ اور بالیک مین گاہ
اسکے قلع و قمع کیواسطے مستعد کہڑے ہین اور حضرت مسیح بن مریم کی احیانا واسکی نزول و رفع کے دلائل
خیالات کو جڑ سے اوکہاڑ رہے ہین جسکا ذکر کچھہ پہلے گذرا اور کچھہ آئندہ آتا ہی۔ مولوی محمد بشیر صاحب بہوپالی بہی
ایکبار نظر اس بحث پر ڈالین کیونکہ انہون نے اپنے رسالہ الحق الصریح مین نزول مسیح کا ثبوت اس آیۃ مین
دیا ہی اور سب سے جا ناز یہی کہا ہو اور یہی صاحب اپنی رسالہ مین بخاری شریف کی اس روایت (فاقول کما
قال العبد الصالح الخ) مین بڑا ہی دہوکا دیا ہی اور اپنی ذہن رسا اور بزعم خود حق بجانب
خود سمجھکر حمد الہی و شکر الہی بجا لائی تاکہ سامعین کو اسکی حقیقت پر یقین ہوجائے۔ مگر یاد رہی کہ یہہ انکی خوش
فہمی صرف ابلہ فریبی ہی کیا کرین یہہ رسالہ مختصر ہی اور ہمارا تخاطب اسوقت اور سے ہی ورنہ بحولہ تعالی ہم
انکی ایسی خبر لیتے اور انہی کی مسلک پر ایسا الزام دیتے کہ مولوی صاحب کی ساری شیخی کرکری ہو جاتی اور
حق تو یہہ ہی کہ ان مولویون کو امام آخر الزمان کی دلائل کی بالمقابل سوائے ابلہ فریبی اور جالسازی کی اور کچھ
بن نہین پڑتا۔ اس باب مین میری نزدیک مولوی ثناء اللہ امرتسری کا بہی [illegible] بڑا بہاری دہوکا ہی کہ یہہ
ترجمہ الساعۃ کو قیامت کی معنی مین تسلیم کرنیکے بعد ہی اور اگر ساعت سے ایک عظیم الشان امر مراد ہی جیسا کہ ثابت
ہی قرآنی آیتون سی ملتی ہی تو اسوقت بالکل مطلع صاف ہی۔ ہمین اچھی طرح یاد ہی کہ حضرت امام آخر الزمان
نے سیر کرتے ہوئے ایک سائل کی جواب مین اس آیۃ کی عجب تفسیر فرمائی جس حاضرین نی متفق ہو کر کہا
کہ آجتک ہمنے اس نازک توجیہہ کو اسوقت کی سوا کبہی آپ سے نہین سنی غرض مین نے اسکو اپنی نوٹ
بک مین [illegible] مجیب مکرم مرزا خدابخش صاحب نے اپنے کتاب عسل مصفی مین درج کیا جسی
منظور ہو اس کتاب مطبوعہ [illegible] دیکھ سکتا ہے۔

قولہ مسئلہ ثالثہ سیدنا روح اللہ صلوٰۃ اللہ تعالی وسلامہ علیہ کی حیات مین کتنا [illegible] اسکے
دو [illegible] کہ وہ زندہ ہین جسمین خلاف کریگا مگر گمراہ کہ اہل سنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام
علیہم الصلوۃ والسلام بحیات حقیقی زندہ ہین انکی موت صرف تصدیق وعدہ الہیہ کیلئے ایک آن کو
ہوئی ہی پہر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی ہے۔

اقول آنی حضرت مجیب حیات حقیقی سے آپکی کیا مراد ہی اگر بعد مرگ تمام بشری و جسمی تعلقات سے الگ
ہو کر قربت الہی کی مقام مین داخل ہونا مراد ہی تو ہم بہی آپ کی رائے کی ساتھہ متفق ہین اور اگر حقیقی حیات
سے آپکی یہہ مراد ہو کہ جسطرح دنیا مین کہاتے پیتے تہے اور ہدایت خلق کرتے تہے اور دینی و دنیوی امور

کو نجام دیتے تھے اسی طرح بعد موت اب بھی وہی حالت ہے تو اس رائے مین آپ منفرد ہین آیات قرآنی اسکے خلاف
[illegible] روزی مشاہدہ اسکے خلاف جب تمام انبیاے کرام کے ساتھ آپ حضرت مسیح کی موت کے قائل ہوے تو اب میری
گذارش یہہ ہے کہ جسطرح تمام مرسلین کے اجساد مبارک بعد مرگ اسی زمین مین دفن ہوے اسیطرح جناب مسیح بن مریم
کا جسد شریف مرنیکے بعد زیر زمین کیا گیا یا نہین۔ بصورت اولی نزول مسیح من السما بجسدہ العنصری باطل ٹھیرا کیونکہ
روح پر فتوح تو نورانی جسم لیکر اعلی علیین و جنت نعیم کو سدہارگئی اور یہہ جسم خاکی یہین کا یہین رہ گیا۔ اس بیرح
جسم کی پرواز آسمانی تو درکنار ایک بالشت بہر ممکن نہین اور اگر ممکن ہے تو جملہ انبیاے کرام کیلیے بہی ممکن ہونا چاہیے تہا
[illegible] آپکے نزدیک بہی غیر جائز ہے۔ پس حضرت مسیح کے جسد بلا روح جو زیر زمین دفن ہوا اسکے پرواز کی خصوصیت
کس بات سے ہے۔ اور یون تو جسم مع الروح کا عروج بہی محال عقل کے خلاف و قانون قدرت کے خلاف مشاہدہ کے خلاف
[illegible] آیات قرآنی و فرمان الہی کے خلاف ہے بصورت ثانیہ اگر دفن نہین کیا گیا تو پہر کیا ہوا آپ تو رفع کے قائل ہین
[illegible] کی [illegible] زندہ ہوکر آسمان پر چڑہ گئے مین یہہ پوچھتا ہون کہ اس جسد مین کونسی روح ڈالی گئی اگر کہو کہ روح
[illegible] تو یہہ سوال ہوگا کہ پہر مردہ کرنے اور جسد کو بیروح بنانیکی کیا ضرورت تہی جس سے دو موت کا استحالہ
[illegible] فرق تو یہہ ہے کہ اس آیہ کریمہ (یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی
عبادی وادخلی جنتی) کی روسے خروج کے بعد پہر روح کا جسد کی طرف عود کرنا اور دنیا میں آکر یا
آسمان کی طرف مع الجسد اوڑ جانا محال ہے۔ ترجمہ آیۃ یہہ ہے اے روح آرام تحقیق یافتہ اپنے رب کی
طرف لوٹ وہ تجہسے راضی اور تو اس سے راضی اور میرے بندون مین شامل ہوا اور میری جنت و آرام
کے مقام مین جا داخل ہو اگر کہو کہ دوسری روح اسمین نفخ کی گئی تو ہم پوچہتے ہین کہ اس تناسخ کا جواب
ہوا یا نہین۔ اور پہر ہم پوچہتے ہین کہ کسکی روح ایسی جسد کے لایق ہے [illegible] پیغمبر کی ارواح مین سے ایک
روح کی اشد ضرورت ہے۔ ابہی معلوم ہوچکا ہے کہ ایسی مطہر ارواح قربت الہی و جنت خلد مین جہان سے آ ہی
نہین سکتین وہین جا رہتی ہین جیسا رجوع کا لفظ [illegible] دلالت کرتا ہے۔ اس آیۃ مذکورہ سے [illegible]
کہ مرتے ہی روح مرد کامل جنت مین داخل ہوجاتی ہے اور آیت وما ہم منہا بمخرجین اور ہم فیہا
خالدون کا فیصلہ ناطق ہے کہ وہ پہر کبہی اسمین سے باہر نہین نکالی جاتی پس جب بقول شما ایک آن کیلیے بہی موت
ثابت ہوئی اور مرتے ہی داخل جنت ہوئی تو پہر کیونکر وہان سے نکلکر دنیا مین آسکتے ہین اسلیے کہ جنت سے خروج
قرآنی فیصلہ کی روسے قطعًا ناجایز ہے کما مر وہو المدعا

قولہ دوسرے یہ کہ ابتک ان پر موت طاری نہین ہوئی زندہ ہی آسمان پر اوٹہا لیے گئے اور بعد نزول
دنیا مین سالہا سال تشریف رکہکر بعد اتمام نصرت اسلام وفات پاوینگے الخ۔

اقول مجیب نے آیت وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ اور نزول کے احادیث سے تمسک کرکے قبل موت رفع الی السماء و نزول من السماء کا اعتقاد جمایا ہے جسکا جواب تفصیلی اپنے اپنے مقام پر گذر چکا ہے بار بار اعادہ کی حاجت نہیں ناظرین چند ورق الٹ کر ملاحظہ فرماوین اور مقدمہ ثانیہ و ثالثہ کا بھی مطالعہ ہو جسمین بحث نزول و بحث صعود بصراحت مذکور ہے۔

قولہ یہی تفسیر بسند صحیح در منثور صحابی جلیل الشان ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے مروی ہے جن سے صحیح بخاری مین توفی موت منقول ہونیکا مخالف نے ادعا کیا تھا الخ۔

اقول مجیب نے بیچارے سائل کو یہان دہوکا دیا ہے ارشاد الساری بخاری کی شرح سے ایک قول ابن جریر نقل کردی ہے۔ ای مولوی صاحب کہان اصح الکتب بخاری جسکا رتبہ کتاب اللہ کی بعد ہے اور کہان ارشاد الساری اور کہان تفسیر ابن جریر۔ آپکو شرم نہین آئی کہ ایسے جلیل القدر کتاب کے سامنے جسکی صحت پر ایک عالم کا اتفاق ہے۔ تفسیر ابن جریر کو جو ایک رطب یابس روایات کا مجموعہ ہے پیش کرتے ہین جب صحیح بخاری کی ساتھ صحیح مسلم ہم سنگ نہین ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی وغیرہ کتب احادیث ہم پلہ نہین تو یہہ کس شمار مین ہے۔ اور حال یہ ہے کہ امام بخاری نے ابن عباس رض کے قول ممیتک کو مستحکم کرنیکے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کو پیش کیا ہے جس سے موت ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم بصراحت ثابت ہے۔ کیا آپ اور آپکے ہمخیال ابن جریر کے قول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد پر ترجیح دیسکتے ہین حاشا وکلا اسکے علاوہ متعدد آیات قرآنی جنمین صراحۃً واشارۃً وفات مسیح کا بیان ہے جنکو ہم اسکے پہلے ذکر کرآئے ہین اور انشاء اللہ آئندہ آگے چلکر خاتمہ مین بہی ذکر کرینگے امام بخاری کی روایات کی پشت پناہ ہین کوئی ہے کہ ایسے حصین حصین کے پناہ گزینون کے ساتہہ قوت آزمائی کرسکے کیا ممکن ہے کہ کوئی ان فولادی پنجون مین اپنا چوبی پنجہ ڈالکر بازی جیت جائے۔

قولہ انی متوفیک قابضک رافعک الی من الدنیا من غیر موت۔

اقول مولوی صاحب نے ناحق دردسری کرکے اس قول مفسر کو اثبات مدعا کیلئے پیش کیا ہے جس سے ہمارا ہی مدعا نکلتا ہے اسلئے کہ قبض موت کے معنی مین آیا کرتا ہے بشرطیکہ ذوالعقول مین مستعمل ہو لفظ ذیل پر غور کرو ما قبض اللہ تعالی نبیا الا فی الموضع الذی یجب ان یدفن فیہ۔ رواہ الترمذی۔ ما مات نبی الا دفن حیث یقبض۔ رواہ ابن ماجہ۔ ثم یرسل اللہ ریحا باردۃ فلا یبقی علی وجہ الارض احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیرا

والایمان الا قبضته حتی لو ان احدکم دخل فی کبد جبل لدخلته علیہ حتی تقبضہ
رواہ مسلم۔ حضرت عمر فاروق کی دعا جب حج سے لوٹے ہین یا اللہ مین کمزور ہوگیا اور کبر سن کو پہونچا
میری رعایا زمین پر پہیل گئی ہی فاقبضنی الیک دیکھو موطا مالک وغیرہ اور امام بخاری کی دعا اللہم
قد ضاقت علی الارض بما رحبت فاقبضنی الیک مشہور اور زبان زد خلائق ہی۔ ان مقامو
مین قبض موت ہی کی معنی مین آیا ہی۔ عن ابن مسعود قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر الحدیث رواہ النسائی وابو یعلی و
الحاکم یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض کیے گئے یعنی جب وفات پائی تو انصار نے کہا
کہ ایک امیر ہماری طرف سے مقرر کیا جائے اور ای مہاجرین ایک امیر تمہاری طرف سے۔ ان نظائر کے
قطع نظر یہہ لفظ توفی محاورہ کردہ سے سوا قبض روح کے تام ہو یا ناقص جیسے موت و نیند مین دوسرے
معنی کیلئے ہرگز مستعمل نہین ہوا اور یہہ لفظ جس مقام سے قرآن کلام پاک مین خدا نے برتا ہی قبض روح کے
معنی مین استعمال کیا ہی جسکا جی چاہی قرآنی اصطلاح کو اپنی ناقص رائے کے خلاف پاکر بدل دے مگر ہم
تو اسکی تفسیر اور اسکی اصطلاح کی دامن سے اپنی اعتقاد اور اپنے دل کو بطیب خاطر وابستہ رکہین گے
ہمین ان محاورات قرآنی اصطلاح قرآنی کی منحرفون سے کہان غالب ہے کہ لغت کی سہرہ بہی کرکے آج
نہین تو کل ضرور صوم وصلوۃ کو محاورہ کتاب الہی کی خلاف معنی لیکر اپنے دل کو خوش کرینگے اور لغت
والی کا ثبوت دینگے۔ اسلیئے کہ ہم نے اسی ایک لفظ توفی مین انکی ایمانداری او خشیۃ اللہ کا نمونہ دیکہ
لیا ہی۔ لغات عرب مین صوم معنی گوبر شتر مرغ کی لکہا ہی اور آتش پرست و نصاری کی گہرجا کو بہی کہتی ہین
اب ہماری مخالف بہائی جو اصطلاح قرآنی کی مخالف ہین آیۃ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام
کے اس ترجمہ کو بہی پسند کرینگے۔ کہ ای ایمان والو تمپر شتر مرغ کی گوبر کا استعمال واجب کیا ہی اور گرجا
مین جانا لازم کیا گیا ہی۔ اور صیام کسی درخت کے سایہ مین آنا اور چپ رہنا۔ اور ہوا کا ٹہرنا۔ اور دو
پہر دن کا ہونا بہی لغت مین پایا جاتا ہی۔ اور ایک بدصورت درخت کا نام بہی ہی۔ اور صلوۃ بہی
حنا بندن سرین و بریان نمودن چیزے بر تابہ بہی آیا ہی۔ اب رہی بحث رافعک الی پر جو حاشیہ
زائد مین آب بحث مقدمہ ثالثہ رفع پر ایک نظر ڈالئے جس سے اس حاشیہ زائدہ کی غلطی بخوبی کہلیگی
مرفوع الی اللہ سے مراد سوائے تقرب کے اور معنی لینا کہ قول احمق و الغبی ہی۔ جب ہماری دلائل
بالا سے توفی بمعنی موت ثابت ہوا تو اب ظاہر ہے کہ جس چیز کو قبض کیا ہی اسی کا رفع ہوگا نہ یہہ کہ
موت کے ذریعہ روح کو تو قبض کرین اور جسم کو آسمان پر یعنی دین کیا عند الموت روح کا رفع ہوتا

ہے یا جسم کا متفکر۔

قولہ تفسیر حسینی وتفسیر فتوحات الٰہیہ مین ہی انہ رفع الی السماء ثم یتوفی بعد ذلک بعد نزولہ الی الارض وحکمہ بشریعۃ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وہ آسمان پر اوٹھائے گئے اور اسکے بعد زمین پر اوترکر شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر حکم کرکے وفات پائین گے۔

اقول ای حضرت مجیب خدا آپکے حال پر رحم کرے یہ کیا ظلم ہے۔ پہلے توفی کے ظاہر اور اصطلاحی قرآنی معنی مین تحریف معنوی کی جب اس سے اطمینان قلب نہوا تو تقدیم وتاخیر کرکے تحریف لفظی کا نمونہ دکھلایا اور افصح الکتب وابلغ النظام کلام مین اصلاح عبارت وتقدیم وتاخیر کرکے مصحح کلام ربانی بن بیٹھے۔ تقدیم وتاخیر بہی حسب مطلب نہ نکلا اور رفع کے ساتھہ ہی موت آن کھڑی ہونیکا ڈر کا پیدا ہوا تو بجائے واو کے حرف ثم کا لگا دیا جس سے تراخی کا معنی ثابت ہوجائے۔ اور اسقدر زمانہ ممتد ہوجائے کہ حضرت مسیح دو ہزار برس سے زائد آسمان پر خدائی صفات مین حصہ یاب ہوکر پہر زمین پر تشریف لاکر چالیس برس کے بعد وفات پائین۔ رفع الی السماء نہ قرآن مین ہے اور نہ کسی صحیح حدیث متصل مرفوع مین۔ پہر یہ کیا اندہیر ہے کہ ناقل ومنقول عنہ سب اسی پر زور دیتے ہین۔ قرآن مسیح کی موت کو مختلف پیرایہ مین سمجہاتا ہے حدیث جداگانہ طرز سے مسیح کی موت کی خبر دیتی ہے دیکہو طبرانی وبخاری وماثبت بالسنۃ وغیرہ اور معراج کی حدیث جو صحاح ستہ مین موجود ہے وہ تو حضرت مسیح کو حلقہ موتی مین بٹھلاتی ہے حضرت یحیی نبی کے ساتھہ جناب مسیح بن مریم کی نشست وبرخاست اور قیام اسکے بغیر نہین کہ دونو حضرات ایک ہی رنگ مین رنگین ہین۔ بعد مرگ دونو کو نورانی جسم ملا ہے جسکو کہانے پینے پیشاب پاخانہ وغیرہ حوائج کی کوئی ضرورت نہین پڑتی۔ اگر کہو کہ عیسی نبی اللہ علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھہ آسمان پر تشریف فرما ہین۔ تو بتلاؤ کہ زندہ بجسدہ العنصری کو مردہ سے کیا تعلق اور کیسی موانست اور پہر یہ بہی بتلاؤ کہ خاکی جسم اور تمام تعلقات بشری کے اشد محتاج کا انجام مرام موتی کی زمرہ مین بیٹھکر کیونکر ہو سکتا ہے۔ دو ضد کیونکر یکجا جمع ہو سکتے ہین۔ کوئی ہے کہ روایات صحیحہ کی رو سے ان دو بزرگوار کے جسم وحالات مین تفاوت مین ثابت کرسکے ہرگز نہین۔

پس عدم تفاوت حالت اور باہم موانست وتعلق یہ شہادت دیتے ہین کہ عیسی علیہ السلام مرچکے ہین اور بعد مرگ انہین نورانی جسم ملا ہے۔ اسی لئے تو موتی کی جماعت مین تشریف فرما ہین مگر یہ حضرات ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان پر چڑہائے بغیر چین نہین لیتے۔ بات تو یہ ہے کہ انکو ہر طرح سے امداد مذہب نصاری کی مرکوز خاطر ہے۔ اسلیئے انکی خدائی زندگی واقبال لازوال کی دعا گوئی رہا کرتے ہین شریعت محمدیہ پر حکم کرنا فرضی ہے انکی حیات جسمانی ونزول من السماء پر جب موت کے قوی دلائل اور انکی مضبوط ڈوریان جسمانی حیات کو جکڑے ہوئی ہین جس سے کسی طرح ہل جل ممکن نہین تو نزول من السماء کے بعد شریعت محمدیہ

حکم کرنا معلوم شد مجیب کی تفسیرین وغیرہ ہمارے نصوص قرانی وحدیثیہ کے سامنے محض لاغر ہے-

قولہ توفی کہتے ہین کسی چیز کو پورا لینے کو-

اقول ہم بھی اسی کے قائل ہین کہ خدا تعالی نے حضرت عیسی کی روح کو پورا قبضہ مین کر لیا جس سے آپ جو بیٹھا ہوا تھا وہ
محال ہی بخلاف منکر کے کہ انمین قبض تام نہین ہوا ہمارے امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام نے اس باب مین ایک
اشتہار دیکر کہا ہے کہ اگر کوئی قران وحدیث ولغت ودیوان ہاے قدیم وجدیدہ سے یہ ثابت کردے کہ توفی کا لفظ جسکا
اسکا فاعل الله تعالی اور اسکا مفعول کوئی ذی روح انسان ہو تو سوائے موت وقبض روح کے اور معنی کیلئے استعمال
آیا ہے تو اسکو کئی ہزار روپیہ انعام کہان ہین جانا رضا صاحب ٹوپی اور انکے ہمخیال مولوی صاحبان- ذرا
غیرت کو کام مین لاکر اس آسمانی صدا کی طرف کان لگائین- اور مدعی کی لیاقت کرنیکے لئے مرد میدان بنین
اور اگر توفی بمعنی قبض تام اور پورا لینے کا ہو تو یہ ترجمہ بھی غیر موزون ہوگا کہ ای عیسی مین تجھکو پورا کرنے والا اسی
پوری عمر طبعی کو پہونچانے والا ہون چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایکسو بیس کی عمر پا کر طبعی عمر کو پہونچکر کشمیر مین وفات پائی
سری نگر محلہ خان یار مین دفن ہوئے اب تک قبر موجود ہی جو عیسی صاحب اور شاہزادہ نبی اور لیوز آسف نبی کی قبر سے
مشہور ہے-

قولہ مجیب نے صفحہ ۳۴ مین حضرت عیسی علیہ السلام کو صحابی رسول الله بنانے مین کوشش کی ہے-

اقول صحابی تو اسی وقت بنین گے کہ اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے ہون اور پھر کسی وقت آکر دیدار
کا صحیح پیالہ لگ سکے مگر آپ دیکھہ چکے ہین کہ مجیب نے جس زینہ کو حضرت مسیح کے چڑھانے اور اتارنے کیلئے بڑی عرق ریزی سے
کھڑا کیا تھا وہ سراب نکلا یا یون سمجھو کہ اسمین گھن لگ گیا اور اسکی ساری کوششین برباد ہو گئین اور جس
کو اپنے اعتقاد کا تکیہ گاہ بنایا تھا اور اسی عمود فولادی سمجھا تھا آج وہ گھاس کی ٹٹی نکلی اگر آپکے ہمارے طوفان
خیز دلائل یا بتغیر الفاظ یون کہو کہ ہماری شرر افشان کاری حربے سے یہ بودی کمی ٹٹی بچ نکلی تو آج نہین
تو کل ضرور یہ پرانی گھن خوردہ عمارت گر رہیگی- کسی نبی کو امتی قرار دینا جائز ہے یا نہین اسکی تفصیل
بحث قریب مین کرینگے اور یون تو مختصرا کچھہ کر چکے ہین-

قولہ صفحہ ۳ مین مسیح بن مریم کے دو موت کا انکار کیا ہے-

اقول مجیب نے صد ۱۱ مقدمہ خامسہ مین صاف طور سے اقرار کیا ہی کہ کسی نبی کا انتقال ہوکر دوبارہ تشریف آوری
کو محی بل نہین کر سکتا شاید وہان مدہوشی کا عالم تھا اب ہوش سنبھالا ہے غرض یہان مولوی صاحب ہمارے ہم کلام
ہوگئے مین اب انکو یہی ضروری ہے کہ چار آیات مذکورہ بالا مین جنمین احیاء اموات کا ذکر ہے تاویل صحیحہ کرکے
ان آیات کے موافق کرینگے یعنی عدم رجوع موتی کا بیان مختلف رنگون مین بصراحت موجود ہے- لله در

القائل ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ـ خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است

قولہ یہان اگر وفات بمعنی موت ہوتی تو یہہ روز قیامت کا مکالمہ ہے ـ

اقول ہم اسکا جواب بڑی وضاحت کے ساتھہ خاتمہ مین لکہنے والے ہین ـ مخاطب ناظرین تہوڑی دیر صبر فرماوین مجیب نے صفحہ (۳۴) مین ماقبل کے کلام کا اعادہ کیا ہی جسکا جواب ہم ادا کر چکے ہین ـ

قولہ صفحہ ۳۴ وفات بمعنی خواب خود قران عظیم مین موجود ہی ـ

اقول ہمین کب انکار ہی ہم تو بار بار یہی کہتے ہین کہ توفی بمعنی قبض روح ہی تام ہو جیسے موت مین یا ناقص ہو جیسے نیند مین الحاصل نیند بہی ایک خفیف موت ہے المنام خفیف الموت النوم اخو الموت مشہور مقولہ عرب ہے ـ مجیب جیبہان معنی نیند کا ہرگز جسان نہین ہی اور اگر ہی تو تشریف لائے اور اس آیتہ کا ترجمہ فرمائے یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی ای عیسی مین تجہکو سولانی والا ہون اور عزت دینے والا ہون ـ یا بزعم فاسد مجیب ور تجہکو اپنی طرف اوٹہانیوالا ہون کیا حضرت عیسی اس وعدہ الہی کے پہلے کبہی سوئے تہی یا نہین اگر سوئے تہے تو یہہ وعدہ عبث ہے کما لا یخفی اور اگر کبہی انہین ارام لینے کا اتفاق نہین ہوا تہا تو خدا تعالی برخلاف جملہ عالم انہین ساری عمر تکلیف مین رکہا دہو مذموم اور یہہ بہی فرمائے کہ یہہ وعدہ کب پورا ہوگا زمین مین یا آسمان مین یا نزول من السماء کے بعد پہر یہہ بہی تبلائے کہ جب حالت خواب مین خدا وند عالم نے انکی روح کو اپنی قبضہ مین لیا تو جسم کا رفع کیونکر متصور ہوسکتا ہی کیا کبہی آپنے دیکہا ہی کہ حالت نیند مین جسد عنصری بہی روح کے ساتھہ غائب ہوجایا کرتا ہی اور بستر خواب پر پڑا نہین رہتا ـ حیرت ہے کہ نیند مین تو روح کو قبض کرے اور جسم کو اوٹہا کر آسمان پر لیجائے اور ستم یہ ہی جب مجیب آیتہ وعدہ کو آیتہ ایفا کے ساتھہ ربط دیکر ترجمہ سے حظ اوٹہائے وہ یہہ ہین یا عیسی انی متوفیک فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ـ ای عیسی مین تجہکو سولانیوالا ہون ـ ایفائے وعدہ مین حضرت مسیح بن مریم فرماتے ہین کہ ای رب جب تو نے مجہے سلا دیا تو تو ہی میری قوم کا محافظ تہا ـ کیا اس آیتہ مین دونو حضرات کے باری باری پہرا دینے اور قوم کی نگرانی کرنیکا ذکر ہی کہ جب عیسی سو گئے تین خدا کی نگرانی کی باری آئی اور جب جاگتے رہے تو خود ہی نگران تہے ـ تعالی عنہ شانہ الکریم صہ۴۴ مین حضرت کے ساتھہ تین وعدہ الہی کا ذکر کیا ہی اور وعدہ رابعہ کا نام تک نہین لیا سراسر خیانت ہے ـ چوتہا وعدہ جو فوقیت مسیح علی الکفار ہی اسلئے عمداً ترک کیا ہی کہ اس سے ایک سخت ضرب انکی اعتقاد کے وجود پر پڑتی ہی اور انشاء اللہ تعالے خاتمہ مین اسکی تشریح آئیگی ـ

قولہ ـ اگر معنی آیت یہی ہون کہ مین تمہین موت دونگا اور بعد موت تمہاری روح کو آسمان پر اوٹہا لونگا تو اسمین سوا اسکے کہ انہین موت کا پیغام دیا گیا اور کونسی بشارت تازہ ہے ـ

اقول ـ ہماری مولوی صاحب کو یہی دہن ہی کہ عیسی نبی صاحب کسی طرح آسمان پر چلے جائین ـ انہین بار بار سمجہایا گیا

کہ مرفوع الی اللہ کا معنی آسمان پر جانیکا نہیں ہے اور مزید تفہیم کیلئے ایک مقدمہ جداگانہ لکھا گیا مگر ہماری حضرت
ہیں کہ وہی رفع الی السماء اور وہی نزول من السماء کا وظیفہ ورد زبان ہے۔ مجیب کو اصل واقعہ اور کتب سابقہ سے
چونکہ بیخبری ہے اسلئے بیمحل تکلم ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب عیسی علیہ السلام نے نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ میں وہی
نبی مسیح موعود ہوں جسکی تمہیں انتظاری ہے۔ علماء یہود نے کہا کہ مسیح منتظر جب آئیگا کہ ایلیا نبی اسکے پہلے آسمان سے اترے
ابھی تک تو وہ نہیں آیا پھر تم کیونکر مسیح موعود ہو سکتے ہو حضرت روح اللہ نے کہا کہ آنیوالا تو آگیا وہ یحیی زکریا کا بیٹا ہے پس
یہودی مولوی بڑے بگڑے اور کہا کہ یہ توریت کا محرف ہے اسمیں صاف لکھا ہے کہ ایلیا آسمان سے آئیگا اور یوحنا تو زکریا کے گھر
پیدا ہوا ہے پس یہودیوں نے اتفاق کیا کہ اس ملحد محرف توریت کو سولی دیدیجائے جس سے اسکے نبی ہونیکا دعوی بھی غلط
ہو جائیگا اسلئے کہ توریت کا حکم ہے کہ جھوٹا نبی سولی پر لٹکتا ہے اور جو صلیب پر لٹکایا جاوے وہ لعنتی ہوتا ہے المختصر یہودیوں
نے یہ منصوبہ باندھکر قیصر روم کی عدالت سے بجبر و قہر سولی پر چڑھانیکا حکم نکلوایا اور معاذ اللہ مسیح کو لعنتی موت سے مار کر اسکی
روح کو خدا تعالی کی درگاہ میں مردود بنانیکا مصمم ارادہ کرلیا تب حضرت مسیح نے جناب باری میں گریہ وزاری شروع کی
اور ایلی ایلی لما سبقتانی کہکر رحمت و فضل الہی کو اپنی طرف جذب کرنے لگے۔ آپکی دعا مقبول ہوئی اور خدا نے صلیبی موت
سے بچا کر کشمیر میں پہونچایا اور یہاں ایکسو بیس برس (۱۲۰) کی عمر پاکر اپنی طبعی موت سے مر کر مرفوع الی اللہ و مقرب بارگاہ
ہوئے پس ترجمہ اس آیت کا یوں ہوا کہ اے عیسی مت گھبرا میں ہرگز تجھے صلیبی موت و لعنتی فوت سے نہ مارونگا یہ کافر کبھی اپنی
مرادمیں کامیاب نہونگے میں تجھکو طبعی موت دیکر تیرے رتبہ کو بلند کرونگا اور تجھے اس الزام سے پاک کرونگا اور قیامت تک
تیرے تبعین کو تیرے منکرین (یہود) پر غالب رکھونگا تمام ہوا ترجمہ آیت کا۔ فرمائیے حضرت اب بھی تسلی ہوئی یا نہیں یہ بھی
کوئی عمدہ بشارت تازہ ہے یا نہیں اگر یہاں رفع سے مراد رفع درجات و رفع روحانی نہیں ہے رفع جسم مراد ہے تو فرمائیے
یہودیوں کے الزام کا جواب قرآن میں کہاں اور کس جگہہ ہے یاد رکھو کہ صرف یہودی مولویوں کے ناپاک منصوبوں کے دفع
کیلئے رفع و تطہیر خدا تعالی نے عیسی علیہ السلام کے واسطے قرآن میں استعمال فرمایا ورنہ تمام اہل اسلام کے نزدیک
تمام انبیاء مرفوع الی اللہ مطہر و مزکی ہیں اسمیں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

الزام لطیف

مجیب نے آیہ ذیل پر استدلال کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مومنوں کی روح آسمان پر بلند ہوتی ہے دیکھو ص ۲۴
ان الذین کذبوا بایاتنا و استکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ترجمہ مجیب۔ بیشک جن
لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائی اور انسے تکبر کیا انکے لئے نہ کھولے جائینگے دروازے آسمان کے تو کافر کی روح آسمان پر نہیں
جاتی الخ بیان حضرت مجیب نے تسلیم کرلیا ہے کہ جسم عنصری کا صعود اور اسکا رفع محال عقل ہے جبھی تو لپک کے ہوتے
ہوئے صرف رفع روح کے قائل ہوئے۔ اور قضیہ پاک ہوا اور ترجمہ حسب رائے مجیب یہ ہوا کہ اے عیسی میں تیری

روح کو قبض کرنیوالا ہون اور تیری روح کو آسمان مدارج پر بلند کرنیوالا ہون۔ اس پہلی آیۃ کے ساتھ
الست بربکم قالوا بلی کی تلاوت کیجیو تو اور تقویت پیدا ہو جاتی ہے اگر آپ بحث دوسری پر آجائین اور آیۃ بابہا البحث
سے رفع جسم الی السماء مراد لین تو اسکو قطع نظر کہ رفع الی اللہ تقرب و رفع درجات کے معنی مین قطعی ہے آپ پر واجب ہوگا
کہ تمام مومنین کے احیاء کو بھی آسمان پر جانیکا اعتقاد رکھین اور آیندہ انکے لیے بھی ناخنون تک زور لگائین احتمال ہے
کہ کوئی انکھہ کا اندہا گانٹھہ کا پورا ایکے دام مین آپہنسے۔ بڑی تعجب کی جگہہ اور بڑی حیرت کا مقام ہے کہ جس آیۃ مین سماء
کا لفظ بصراحت موجود ہے وہان رفع جسم ممتنع ہو اور رفع روح کا یقین کیا جائے اور جہان لفظ سماء ندارد ہے وہان جسم
کے رفع الی السماء کو جایز رکہا جائے۔ لطف یہ ہے کہ مجیب نے اپنے جواب کا افتتاح بعد بسم اللہ اور قبل حمد اسی آیۃ سے
کرکے ہمارا ہاتھہ بٹایا ہے اور اپنے ہی قلم سے اپنا اور امرِ حق کا ثبوت دیا ہے۔ ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند
قول صفحہ ۲۶/۲۷ کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی نبی نبوت سے معزول ہوا اور نہ استعفا دیا ضرور وہ سب اللہ تعالے کے نبی ہین اور
ہمیشہ رہین گے اور ضرور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین اور ہمیشہ امتی رہین گے اور نبی ہونے مین اور امتی ہونے مین
کوئی منافات نہین اور یہ نہین جانتا کہ ایک عیسی روح اللہ پر موقوف نہین ابراہیم خلیل اللہ و موسی کلیم اللہ و نوح نجی اللہ
و آدم صفی اللہ و تمام انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم سب کے سب ہمارے نبی اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین اس
دعوی پر حدیث لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی اور آیۃ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من
کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ الایۃ پر تمسک کیا ہے۔ اور
اپنے مخالفون کو برا بہلا کہا ہے اور اس استدلال پر بڑا ہی ناز کیا ہے۔
اقول و باللہ التوفیق اگر باعتقاد مجیب تمام مرسلین سابقین کو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ کی امتی تسلیم کرلین تو
یہ مشکلات ذیل پیش آتی ہین۔ مشکل اول یہ سب پر ظاہر ہے کہ امتی وہی کہا جاسکتا ہے کہ جو ہر حالت مین اپنے نبی متبوع
کا تابع رہے کسیطرح کلیات و جزئیات مین سے ہو فرق کرنیکا مجاز ہو یہ تعریف ہمپر صادق آتی ہے اگر انبیاء کرام
کو ہمارے ہم سنگ تابع مانتے ہو تو پہلی نبوت سے انہین معزول کرو۔ کیونکہ ایک مستقل نبوت تشریعی دوسری نبوت کی من کل الوجوہ
تابع ہو نہین سکتی اور ایسی شان رفیع رکہکر خادمی کا جوا گردن پر نہین اوٹہا سکتی خادم مخدوم مین ضرور فرق ہے مالک
مملوک تابع متبوع مین ضرور فرق ہے نبی صاحب شریعت و امتی مین ضرور فرق ہے یہہ دونو ضدین اکٹھا جمع ہو
نہین سکتی کیا تمہین یاد نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مجہکو یونس بن متی پر ترجیح مت دو یعنی من حیث
النبوت ہم دونو ایک رتبہ کے ہین۔ کبہی تمنے سنا ہے کہ ابوبکر عمر عثمان علی و دیگر صحابہ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے
لیے بہی اس قسم کا ارشاد ہوا ہے۔ ہرگز نہین۔ انہین وہی نسبت ہے کہ ہم امتی ہین اور وہ نبی کیا تمہین یاد نہین کہ شب
معراج مین جب رسول اکرم حضرت موسی سے آگے بڑہ گئے تو موسی نبی رو کر فرمانے لگے کہ اس لڑکے کی امت میری امت سے

بڑھکر بہشت مین داخل ہوگی۔ دیکھو صحیحین و سنن نسائی وغیرہ۔ بہلا عقل ایک لمحہ کے لئے باور کر سکتی ہی کہ امتی تابع اپنے نبی متبوع کی کثرت گروہ پر گریہ اور رشک کریگا اور اسکی امت سے اپنی امت کو مغایر بتلائیگا۔ حاشا وکلا۔ مشکل دوم تابعداری واطاعت کیلئے شرط ہی کہ خادم و مخدوم ہم عصر ہون یا زمانہ مخدوم سابق ہو یہ کیسی اطاعت ہے کہ مخدوم کا زمانہ ابہی عدم مین ہی اور خادم دو چار ہزار بلکہ چہہ ہزار برس پہلے اپنا دور عمر گزار کر چلدیا۔ مشکل سوم کیا امتی کو ایسی ضخیم کتاب بہی دیجاسکتی ہی کہ اپنے ساری مطالب کا حل اسی سے کرلے اور ایک ذرہ برابر اپنے نبی متبوع کے احکام کا محتاج ہو۔ ہرگز نہین۔ پہر یہ کتاب توریت نبی متبوع کے پہلے کیون نازل ہوئی۔ مشکل چہارم جو کتاب امتی تابع کو ملی نبی متبوع کی کتاب سے اکثر باتون مین معارض ایک چیز پر امتی عمل کرتا ہی تو اسکا نبی اسکے خلاف مین کیا یہ عمدہ روش ہی کیا ایسی مخالفت سے امتی ماخوذ نہوگا۔ مشکل پنجم۔ نبی کی کتاب امتی کی کتاب کی ناسخ کیون ہونا چاہئے۔ جب برگزیدہ امتی اپنی نبی کے نقش قدم پر چلتا تہا۔ مشکل ششم۔ حیرت ہے کہ امتی اپنے کو بہی رسول خدا کہتا ہی اور اپنے پیشوا نبی کو بہی اسی صفت سے یاد کرتا ہی کیا ہم ایسے سچے رسول کو گستاخ کہہ سکتے ہین اور طرفہ یہ ہی کہ وہ امتی اپنے نبی کی آمد کی بشارت دیتا ہی نہین معلوم اپنے نبی کے آمد کے پہلے اسکے احکام کی تعمیل کیونکر کرتا ہوگا۔ غور کرو اس آیتہ و اذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یاد کرو جب عیسی بن مریم نے کہا ای بنی اسرائیل مین رسول خدا ہو کر تمہارے پاس آیا ہون اور توریت کا مصدق ہون اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہون کہ میرے بعد آئیگا اسکا نام احمد ہی۔ اس آیتہ مین ایک بات اور غور طلب ہے کہ حضرت عیسی نے ایک اپنی برابر امتی کی کتاب توریت کا ذکر کیا ہی اور اسکی تصدیق کی مگر حیرت کا مقام ہے کہ اپنے نبی کی آمد کی ذکر کے ساتہہ اسکی کتاب کا نہ نام لیا اور نہ اسکی تصدیق کی جو انکے لئے اشد ضروری اور انکے ایمانیات مین داخل تہا۔ مشکل ہفتم قال اللہ تعالی لا نفرق بین احد من رسلہ یعنی ہم رسولون مین سے کسی ایک کے درمیان فرق نہین کرتے ہین سب کو یکسان خدا کی فرستادے اعتقاد کرتے ہین۔ اس آیتہ مین دو باتین پائی گیئن۔ ایک تو خدا نے سبکو رسول و نبی قرار دیا دوسرے عدم تفریق بینہم کا ارشاد فرمایا حالانکہ امتی و نبی مین تفاوت بین چاہئے مساوات کیسی۔ مشکل ہشتم قرآن کی ماہر کو اس شہادت سے کبہی انکار نہوگا کہ جتنے مرسلین پہلے گذرے ہین۔ سبہون نے اپنے قوم کو جو ہدایت دی وہ صرف یہی تہی کہ انی رسول اللہ فاتبعونی یعنی فرستادہ خدا ہون میرے ساتہہ ہو لو کسی ایک کے بہی منہ سے یہہ نہین نکلا کہ مین فلان کا امتی ہون۔ اور ساری باتون مین خاتم الانبیا کا محض تابع اور انکے احکام کا منقاد۔ پس کیا آپ ان حضرات پر اخفائے شہادت و عدم اظہار امر حق کا جرم لگا سکتے ہین۔ اعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ۔ مشکل نہم جب خداوند

آمرنے اپنی تمام مرسلون ونبیون کو مقتدی ومطاع کی رنگ خطاب سے یاد فرماتا ہی تو کسکی مجال ہی کہ انہین مطیع وامتی بنانے کی جرأت کرسکے قال اللہ تعالے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ یعنی ہم نے تمام رسولون کو مطاع بنا کر بھیجا ہے۔ حصر مین یہہ اشارہ ہی کہ ہماری مرسلان کسی وقت کسی کے مطیع ہو نہین سکتے۔ ہر ایک نبی اپنے زمانہ کا مستقل نبی صاحب شریعت ہے۔ جای غور ہی کہ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی بعد جتنے انبیا گزرے ہین سب پر توریت کے حکم کی تعمیل واجب تہی مگر با این ہمہ کسی نبی نے حضرت موسی کو اپنا نبی اور اپنی ذات کو محض انکا امتی قرار نہین دیا۔ اور نہ موسی علیہ السلام نے آیندہ نبیون کو اپنا امتی فرمایا پس جو نبی سب نبیون کی پیچہے تشریف لاوے اور اسکی کتاب بہی سب کتابون کی پیچہے اتری جسپر اگلونکو اسکے احکام پہ نماعہ پر عمل کا موقع نملا ہوا ور نہ انہین اسکا علم ہو تو وہ بہلا کسطرح اگلونکا نبی اور اگلی لوگ کیونکر اسکی امتی قرار پاسکتے ہین۔ مشکل دہم قرآن کے پڑہنے والون سے پوشیدہ نہین ہی کہ ایمان کا لفظ کئی مقام پر سچ سمجہنے اور ماننے کے معنی مین آیا ہی جس سے کسیطرح اسکے مصدق کو امتی نہین کہہ سکتے۔ ہم فی الحال ایک ایسی آیۃ پیش کرتے ہین جو الزام واسکات خصم کیلئے کافی ووافی ہی قال اللہ تعالی امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ الایۃ محمد رسول اللہ اور جملہ مسلمان قرآن کو ماننے اور اسکی تصدیق کرتی ہین۔ اور نیز یہہ پیغمبر محمد (صلعم) و تمام مسلمان اللہ پر اور اسکی تمام فرشتون پر اور اسکے تمام کتابون پر اور اسکے اگلی تمام رسولون پر ایمان لاتی ہین یعنی ان سبکی تصدیق کرتی اور انکو برحق اور سچ سمجہتے ہین ہماری اس دعوی کا ثبوت کتاب مجید کی اس آیۃ سے بہی بخوبی ملسکتا ہی قل لا تعتذروا لن نومن لکم قد نبأنا اللہ من اخبارکم الایۃ یعنی اے پیغمبر ان منافقون سے کہدے کہ جہوٹی عذر مت تراشو ہم ہرگز تمہاری باتون کی تصدیق نکرینگے اور سچ نمانینگے کیونکہ اللہ نے تمہاری اخبار سے ہمکو اطلاع دیدی ہی مجیب صاحب ذرا یہان اپنا ترجمہ کرکے دیکہیے ہمین یقین ہی کہ آپ اسوقت کوئی کونہ چہپانے پہرینگے۔ چونکہ اس آیۃ بالا مین مثل آیۃ میثاق ایمان کا لفظ دوجگہہ موجود ہی اسلئے ہماری مجیب صاحب کو بالضرور یہی ماننا پڑیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہبط وحی وصاحب قرآن پر ایمان لائی ہین اور اسکے امتی ہین اور وہ انکی نبی ہین جس سے افضلیت شئی من نفسہ لازم آتی ہی اور نبی وامتی ایک ہی شخص قرار پاتا ہی جو بداہت محض لغو وبیہودہ خیال ہی ونیز قطعاً بخیال شما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی امتی اور فرشتونکے امتی اور فرشتے انکے نبی اور نیز تمام انبیاء کرام کے امتی اور سارے انبیا ونکے نبی قرار پاتے ہین۔ آیۃ میثاق کی روسے آپنے تمام انبیا کو محمد رسول اللہ خاتم الانبیا کا امتی بخیال خام تسلیم کیا اور یہہ آیت باعتقاد شما اسکے برعکس فتوی دیگی

ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام گذشتہ نبیون کا امتی ٹھہرایا ہے مجیب صاحب ہمین اس
چیستان کا مطلب سمجہائے کہ زید عمرو کا مخدوم ہے اور عمرو بہی زید کا مخدوم ہے زید عمرو کا امتی اور
جملہ امور مین محض اسکا تابع ہے اور نیز عمرو بہی زید کا امتی اور جملہ امور مین محض اسکا تابع ہے اور زید عمرو کا
نبی اور نیز عمرو زید کا نبی بینوا بالوضاحۃ و توجروا اور اس آیۃ سے بصراحت حسب اپکی تحقیق کے یہی معلوم
ہوا کہ جملہ مسلمان محمد رسول اللہ کی امتی ہین اور فرشتون کی بہی امتی ہین اور تمام انبیاء سابقین کے بہی
امتی ہین اور من کل الوجوہ فرشتون اور نبیون کی منقاد ہین اور نیز امتی ہونے مین رسول خدا علیہ
التحیۃ والثنا کی مساوی الرتبہ ہین۔ ای ناعاقبت اندیش مجیب جاہل مدرضا بریلوی سمجہے ہین معلوم کہ یہ ذلت
پر ذلت الزام پر الزام جو تیری عائد حال ہو رہے ہین کس وجہ سے ہے امر حق کی کتمان اور امام اخر الزمان سے
بہی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ توبہ کرو ورنہ تیرا ایمان کا انجام بخیر نظر نہین آتا تلک عشرۃ کاملۃ اب مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ میثاق کا اصلی ترجمہ کردیا جاوے اور اسکے بعد حدیث مذکور بالا کا مطلب بیان کیا جائے
جس سے ناظرین کو تسکین حاصل ہو اور مجیب بہی فائدہ اوٹہاوے ترجمہ آیت۔ یاد کرو اسوقت کو کہ جب خدا نے نبیون سے
عہد لیا کہ مین نے تمکو کتاب حکمت عنایت کی ہے پہر جب تمہارے پاس کوئی رسول آجاوے اور تمہاری کتابونکی تصدیق
کرے اور انکو برحق بتاوے تو تمکو یہی چاہیے کہ ضرور اسکے نبوت کو مانو اور اسکی تصدیق کرو اور اسے برحق جانو اور ہر طرح سے
اسکی مدد کرو آیندہ نبی کو ماننے اور اسکی نصرت کی تاکید اس شرط اور اس قید پر ہے کہ آنیوالا نبی ناصر نبیونکی کتاب کا مصدق
ہو اسمین یہ راز معلوم ہوتا ہے کہ جہوٹا مدعی کبہی اپنے اگلے نبیونکی کتابون کو نہین مانتا و نہ کسیکی عزت کا اقرار نہین کرتا
بخلاف سچے مدعی کے کہ عبودیت اسمین بہت غالب رہتی ہے اور ساری گذشتہ نبیون اور انکی کتابونکی تصدیق کرکے
اپنی سچائی اور راستبازی لوگونکے دلون مین جای گیر کردیتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت موسی نے حضرت ہارون کی
نبوت کو مانا اور ہر دینی امور مین انکا ساتھ دیا اور دونو ملکر حسب ارشاد باری تعالی فرعون کی دعوت کیلئے گئے اور
حضرت خلیل اللہ نے لوط علیہ السلام کے رسالت کو مانا اور انکے معین و مددگار رہے اور حضرت شعیب نے حضرت
موسی کی جیسی اعانت کی سب پر ظاہر ہے۔ غرض یہ صادق العہد انبیا اپنے اقرار کو ہمیشہ پورا کرتے آئے ہین اور
اگر آنیوالے رسول سے مراد خاتم الانبیا ہمارے سید و مولی مراد ہین تو یہ ترجمہ کرنا پڑیگا۔ کہ اگر بالفرض ہمارے
برگزیدہ رسول نبی آخر الزمان تمہارے وقت مین آجائین تو تمپر ضرور ہے کہ انکی تصدیق کرو اور انکو رسول حق
مانو اور حتی الامکان ضرور انکی مدد کرو۔ اس ارشاد سے جناب الہی کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیائے عظام
کے دلون مین عظمت وشان محمدی کا سکہ جما دے تاکہ ہمیشہ وہ برگزیدہ جماعت اپنے اپنے ادعات مین نبی
امی لقب محمد عربی خاتم المرسلین کا تذکرہ امتیون سے کرتے رہین۔ اور اسی وجہ سے تمام کتب مقدسہ سابقہ مین

ہماری سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے و بشارات بکثرت موجود ہین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین الی یوم الدین اور حدیث لو کان موسی حیًا ما وسعہ الا اتباعی کا یہہ مطلب ہے کہ مین وہ عظیم الشان رسول ہون کہ اگر بالفرض موسی جیسے صاحب توریت اسوقت زندہ رہتے تو انکو بہی میری پیروی ضرور کرنی پڑتی ۔ یہان پر اتباع اور وجود موسی فرضی ہے حقیقی طور پر نہین ہے ۔ اس حدیث کا ہمرنگ ہم معنی ایک اور حدیث وہ یہہ ہے لو کان نبیا بعدی لکان عمر بن الخطاب ۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا ۔ جس طرح حدیث اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عظمت پر دلیل ہے ایسی ہی حدیث دوم بہی حضرت فاروق کے علو مرتبت پر ایک قوی قرینہ ہے ۔ خاتم الانبیا کے بعد حضرت عمر رضی اللہ کا نبی ہونا اور حضرت موسی علیہ السلام کا آنحضرت کے باسعادت زمان کو پاکر آپکا متبع ہونا فرض کے طور پر ہے نہ حقیقی طور پر ۔ اگر حدیث اول مین اتباع حقیقی مراد لیا جائے تو حدیث دوم مین بہی جو اسکا ہمرنگ ہے بالضرور ثبوت حقیقی لینی پڑیگی اور اسوقت ایک سخت اعتراض اور ایک بلا کا سامنا درپیش ہوگا اور وہ یہہ ہے کہ العیاذ باللہ باللہ حضرت موسی علیہ السلام عمر فاروق سے بدرجہا کم رتبہ ٹہیرائے جائینگے اور حضرت عمر خاتم الانبیا مانے جائینگے نعوذ باللہ اور اگر باینہمہ آپکو حقیقی اتباع پر اصرار ہو اور باعتقاد شما اس حدیث کی روسے حضرت موسی نبی محمد عربی فداہ ابی و امی کے متبع و امتی ہین تو انکے عشرہ کے قطع نظر پہر انکو زندہ ہوکر آنا چاہئے تہا یا اب انہین آنا چاہئے ۔ ہذا محال جداً ۔ یہہ کیسی حقیقی اتباع ہے کہ متبوع تو ابہی دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا اور پہلے انبیا قرمات و دستور العمل شائع نہین کیا ۔ تابع پہلے ہی ان کر خیالی طور پر متبوع کی جملہ احکام کی تعمیل کرکے چلدیا ھذا شئی عجیب و امر غریب ۔ ای محبب صاحب ان دلائل عشرہ اور استحالہ قویہ کا جواب اپنے والد محقق صاحب سے پوچہہ کر دیجئے جنکی تحقیق پر آپکو فخر ہے ۔

قولہ ۔ کیون قران کا نام لینے والو کیا یہہ آیتین (آیات میثاق) قران مین نہین ۔

اقول ۔ کیون قران کا نام لینے والو یہہ آیات لا نفرق بین احد من رسلہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ و رسلہ وغیرہ قران مین نہین یا نہین ہین اگر ہین تو ہماری رائے پر چلکر تعارض کو دفع کرو اور توبہ کرو ورنہ سخت مشکلات کا سامنا ہے ۔

قولہ کیا اللہ عز وجل نے اس سخت تاکید سے ساتہہ سب انبیائے مرسلین صلعم سے محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لانیکا عہد نہ لیا ۔

اقول ۔ کیا بقول شما محمد رسول اللہ کو تمام انبیا اور تمام ملائکہ پر ایمان لانا امر آیہ آمن الرسول سے ثابت

نہین ہوا۔ ضرور ہوا۔ توبہ کرو۔

قولہ۔ کیا اس عہد سے اون سبکو محمد رسول اللہ کا امتی نہ بنا دیا۔

اقول کیا اس صریح نص سے بزعم فاسد حامد محمد رسول اللہ صلعم تمام انبیا بلکہ تمام ملائکہ بلکہ اپنے نفس شریف کے امتی نہ بنے ضرور بنے توبہ کرو۔

قولہ۔ کیا اس عہد لیتے وقت انہون نے نبوت سے استعفا کیا۔

اقول کیا محمد رسول اللہ صلعم بقول شما انپر ایمان لا کر اور امتی بنکر نبوت سے استعفا کیا۔ توبہ کرو۔

قولہ کیا اللہ عزوجل انہین معزول کرکے امتی کر دیا۔

اقول جب بقول شما امتی بنا دیا۔ تو معزول بھی کر دیا کیونکہ عزل عن النبوت کے بغیر کوئی نبی امتی نہین ہوتا نبی و امتی باہم متضاد ہین۔ آپ ہی تو نبیون کو امتی بناتے ہین یہی جو نئی نظر آتی ہین کیا تو اس سے بحث نہین ہے اس نادان نے آیۃ میثاق کی رسول کے لفظ سے تخصیصاً محمد رسول اللہ مراد لیا ہے حالانکہ وہان تعمیم ہے اور حق یہ ہے کہ وہان خاتم الانبیا کے مراد لینے مین حقیقی محمدیت آنحضرت بعد انبیا محال عقلی ہے اور مشاہدہ کے خلاف ہے یہان فرضی طور پر مان لین تو ایک اور بات ہے تعمیم چھوڑ کر جسمین کوئی استحالہ لازم نہین آتا اور واقعات صحیحہ بھی اسی کے مؤید ہین سعی تخصیص و فرضی پر زور دینا ایلی دتنا دانی نہین تو اور کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہان ہماری مراد نبوت سے مستقل نبوت و رسالت کی نبوت ہے

قولہ اے سفیہو اوس عہد عظیم پر حضرت روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام اترینگے اور باوصف نبوت و رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی و ناصر دین ہو کر رہینگے۔

اقول اے نادان حامد رضا خدا تجھے نیک سمجھ دے اسقدر کیون غلو کرتا ہے اور حد سے کیون بڑھتا ہے کیا نبی خود بار گاہ الہی سے مطاع کا خطاب پایا ہوا کبھی امتی و مطیع بن سکتا ہے جب بخیال خبا تمام مرسلون نے امتی بننے کا اقرار کیا ہے اور تائید و نصرت کا ذمہ لیا ہے تو اول ابو البشر حضرت آدم کو دنیا مین دوبارہ آکر ایفائے عہد کرنا ضروری تھا مگر انہون نے نہین کیا حضرت نوح بھی بھول گئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بھی اپنے اقرار کا کچھ خیال نہ ہوا حضرت اسمعیل جنکی صفت قرآن شریف مین صادق الوعد آئی ہے اللہ تعالی انہین صادق الوعد کے لقب سے یاد کرتا ہے انکو بھی نہ اپنے عہد کا خیال نہ رہا اور نہ اپنے پہلے لقب کا موسی علیہ السلام نے بھی اپنے عہد کی کچھ بھی پروانہ کی اے مفتری تبا کہ یہ خاصان خدا تیرے اصول کے روسے سچے ہین یا جھوٹے صادق العہد ہین یا کاذب العہد تیرے نزدیک ایک حضرت عیسی ہی اپنے وعدہ و عہد کے سچے اور پکے ہین اور باقی خیریت۔ گو مرچکے ہین (جسکا ثبوت پہلے گذر ا) مگر چونکہ تیرے علم مین وہ ایک ہی صادق الوعد ہین اسلئے قبر کو چیر کر آسمان پر جا کر اپنی روح سے ملکر ضرور بضرور عنقریب نزول فرمائینگے۔ اے مرد خدا ایسے گندے عقیدہ کو کیکر خدا تعالی کے

کے سامنے تو کیونکر منہ دکہلائیگا توبہ کر۔ اور قرآن کو تدبیر سے پڑہ اور صراط مستقیم کی دعا مانگا کر اللھم اہدنا
الصراط المستقیم تیرے حق مین بہت کہا کر

قولہ ان الملائکۃ لتضع اجنحتہا لطالب العلم۔

اقول فرشتون کا اپنے بازون کو بچہانا طالب علم دین مسافر کیلئے یہہ صحیح حدیث اپنے ظاہری معنی پر مستعمل ہے یا نہین
اگر ہے تو اسکا ثبوت آپکے ذمہ ہے۔ کون باہوش انسان تصور کرسکتا ہے کہ جب طالب علم دینی علم کیلئے سفر کرتا ہے تو فرشتے
اپنے بازون کو اسکے پاؤن کے نیچے بچہا دیتے ہین تاکہ وہ انپر چلا کرے۔ یہہ ایک استعارہ ہے کہ طالب حق کیلئے نصرت
الہی نازل ہوتی ہے فرشتے اسکی امداد مین کہڑے ہوجاتے ہین۔ پس یاد رکہو یہی استعارہ اور یہی اشارہ مسیح کے ان
دو فرشتون کی نسبت ہے کہ نصرت الہی اسکی شامل حال رہیگی اور فرشتے اسکی امداد کیلئے مامور ہونگے اور سعید روحین
کو اسکی طرف کہینچ کر پہونچائینگے اگر آنکہہ ہو تو دیکہو کہ کہان عرب و شام افریقہ اسام کلکتہ اڈیسہ مدراس حیدرآباد
ہندوستان اور کہان قادیان کسطرح ان شہرون کے مستعد دل کہنچے ہوئے چلے آتے ہین۔ آپ لوگون نے
تو ناخنون تک زور لگایا کہ اس سلسلہ کو مٹا ڈالین اور اس جماعت کے شیرازے کو منتشر کردین مگر جسقدر آپ
لوگون نے اس باب مین سعی کی اسی قدر خدا تعالی نے اپنے قدرت کاملہ کا ظہور فرمایا اور اس جماعت کو ترقی پر ترقی دینے
اور اس سلسلہ حقہ کو مسلسل کرتی چلا کیونکہ یہہ سلسلہ اسی کے ہاتہہ کا قائم کیا ہوا ہے آج اسکی تعداد لاکہہ کے قریب ہے
کل تم دیکہو گے کہ اسکی گہوڑ دوڑ کیسی ہے اور کیسی ترقی کے زینہ پر چڑہتی جاتی ہے تمہین نہین معلوم کہ یہہ طاعون کسلئے
نازل ہوئی ہے اس سلسلہ کے بڑہانے اور مخالفون کے گہٹانیکے لئے پوری ساز و سامان کے ساتہہ آئی ہے واللہ ذو
الفضل العظیم۔ مجیب نے اپنے دلائل آیت میثاق و حدیث لوکان موسی کے قوت پر بڑا فخر کیا ہے۔ مگر جب ہمارے
اس تحریر کو دیکہیگا اگر اسمین حیا کا مادہ باقی ہے تو ذی علمون کے سامنے رخ نمائی کو اسکی حیا اور اسکی غیرت
ایسا تو ہرگز اجازت نہ دیگی۔ و نیز مجیب نے یہ بہی خیال کہ مین سائل کے جواب سے سبکدوش ہوگیا ہون اور
حیات مسیح کو بڑے عمدہ پیرایہ مین بیان کرکے برات حاصل کرلی ہے۔ اسنے صفحہ ۴۸ سے صفحہ ۵۵ تک بڑا ہی
تماشہ کیا ہے اور ناز سے چلنا شروع کردیا ہے اور پہر پرانے قصہ کو دہرا دہرا کر عوام کو خوش کرنا چاہا ہے
اسلئے ہم اُن فضول و تمسخر باتون کا جواب ترکی بہ ترکی دینے کو ناپسند اور ناقبل کے دلائل قاطعہ کے ناک سانپ
کو مجیب کے گردن مین لپٹاتے پر پسند کرتے ہین اور نیز ہمکو یہہ حق حاصل ہے کہ اسکی درشت زبانی پر جواب
ترکی بہ ترکی دین اور الصارم الربانی علی اسراف القادیانی کے جواب مین اس رسالہ کا نام منشار لقضا
علی ہفوات حامد رضا رکہین۔ مگر ہمارا کام امر حق کا اظہار اور اسکی تبلیغ ہے اسلئے ہم نے اسکا نام
القول العجیب فی رد حامد المجیب رکہا۔

خاتمہ

اب ہمیں فرض ہی کہ رسائل کو ختم کر کے جواب دیگر منزل مقصود تک پہونچا دین وما توفیقی الا باللہ
واضح ہو کہ جسقدر دلائل ہم نے جواب الجواب مین درج رسالہ کئے ہین وہ ایک حق کے طالب کو تسکین کافی و وافی
ہین مگر پھر بھی مختصر چند آیات قرآنی پیش کرتے ہین جنسے وفات مسیح ابن مریم علیہ السلام کا ثبوت کامل ہو
اور مخالف کو دم زدن کی مجال نرہے۔

(۱) فرمایا اللہ تعالی نے وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم
علی اعقابکم یعنی محمد تو صرف ایک رسول ہین انکو پہلے کے تمام رسول مرچکے اگر یہہ مرجائین یا قتل کردی جائین تو
ای لوگو کیا تم اسلام سے منہ پھیر لوگے۔ یہہ آیۃ وفات مسیح مین صریح الدلالت ہے اسلئے کہ تمام مرسلین جن مین یقیناً
عیسی علیہ السلام داخل ہین انکے مرنیکی خبر دیتی ہے اور موت و قتل کا لفظ اسبات کا قرینہ ہے کہ قد خلت بمعنی
قد ماتت کے ہے۔ خدا تعالی نے اس آیت کو استدلال کے پیش فرمایا ہے کہ کوئی انسان کیسا ہی رتبہ کا کیون نہو
ایکدن اسے مرنا ہے۔ اسی ہماری پیغمبر کو دیکھو کہ یہہ بھی ایک رسول ہے اسکو بھی ایک روز مرنا ہے تھا کیونکہ اسکے پہلے سے
تمام رسول مرچکے۔ اگر حضرت مسیح کو اس حکم سے باہر رکھا جائے تو یہہ استدلال سخت جرح کا محل ہوگا اور اسی غرض کے
پورا کرنیکے لئے خدا تعالی نے الرسل کا لفظ فرمایا تاکہ کوئی فرد اس حکم سے باہر نرہ جائے اسی آیت کو حضرت ابوبکر رضی اللہ
تعالی عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن (جبکہ حضرت عمر جیسے صحابی تلوار لیکر کھڑے ہوگئے تھے کہ جو شخص
رسول اللہ خاتم الانبیا کی موت کا قائل ہو تو اسکے سر کو بدن سے جدا کر ڈالونگا) پڑھکر سب صحابہ پر ثابت کردیا کہ جسطرح
تمام اگلے انبیا وفات پا چکے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انکی برابر رحلت فرمائی ہے۔ تمام صحابہ اسپر متفق ہوگئے انمین سے
ایک نے بھی یہہ نہ کہا کہ ای ابوبکر آپکا یہہ استدلال قابل جرح ہے اسلئے کہ مسیح ابن مریم ابتک تو زندہ ہین بلکہ عبداللہ
بن عمر نے فرمایا اس ذات کی قسم کہ جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ اس واقعہ سے جو پردہ ہمپر پڑگیا تھا ابوبکرؓ کی اس تقریر سے
بالکل منکشف ہوگیا اور ہم خوشی سے پھولے نہ سمائے پس صحابہ کرام کا جس چیز پر پہلا اجماع ہوا وہ وفات مسیح کا مسئلہ ہے۔ دیکھو
بخاری شریف و دیگر کتب احادیث و سیر۔

(۲) فرمایا اللہ تعالی نے وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افائن مت فهم الخالدون۔ یعنی ای پیغمبر تجھسے
تمہارے پہلے کسی بشر کو زندہ نہین رکھا اگر تم مرجاؤ تو کیا یہہ تمہاری مخالفین موت سے بچ رہین گے۔ اس آیتہ کا صاف مطلب یہی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے کے تمام بشر خواہ وہ نبی ہون یا ولی سب مرچکے ایک کیلئے بھی بقا و دوام نہین ہے یہہ اخبار
الہی ہے جسمین ہرگز کذب کا احتمال نہین۔ جب حضرت مسیح بشر ہین اور ضرور ہین تو اب انکے مرجانے مین کیا شک و شبہ باقی
ہے کیا تمہین خدا کی خبر دینی بس نہین ہے اور کیا تمہارا دل قرآن شریف کے اس سچے اخبار سے اطمینان نہین پکڑتا؟ اور نیز یہ آیت

ہین مسیح علیہ السلام کی مانند خضر والیاس کی موت کی بہی صحیح خبر دیتی ہی کیونکہ یہہ دونو حضرات بہی تو رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے پہلے کے انسان ہین۔

(۳) فرمایا اللہ تعالے نے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی یہہ محمد تم مین سے کسی کے باپ نہین ہین مگر اللہ کے سچے رسول ہین اور تمام نبیوں کے خاتم ہین آپکے بعد کوئی نبی صاحب شریعت دنیا مین نہین آئیگا یہہ بات سب پر ظاہر ہے کہ نبی کبہی معزول نہین ہوتا اور وحی رسالت کبہی اس سے منفک نہین ہوتی پس مسیح کا نزول دو حال سے خالی نہین یا تو نبوت سے معزول ہو کر آئینگے اور محض امتی بنکر رہینگے یا اپنی رسالت لیکر تشریف لائینگے پہلی صورت بداہۃً باطل ہے کیونکہ اسلام کا انبیا کی نسبت عقیدہ ہے کہ نبی اپنی نبوت سے معزول نہین ہوتا اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکہے وہ کافر ہے اور آیۃ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور آیۃ لا نفرق بین احد من رسلہ صریحاً بتلاتی ہین اور دوسری صورت یعنی انکا نبوت تشریعی لیکر تشریف لانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منافی ہے کیونکہ خاتم المرسلین کے بعد ایک اولوالعزم نبی کے وجود کو تسلیم کرنا پڑتا ہے جو اپنی ساری باتین نئی نبوت یا جدید تمام کی احکام دینی بذریعہ وحی جبرائیلی کیا کرتا ہے پس حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت ونبوت جو انکی لئے لازم غیر مفارق ہے اور جسکو نزول وحی تشریعی ضروری پڑا ہوا ہے اب انکو دنیا مین آنے سے روکتی ہے جس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ وہ مر چکے ہین۔

(۴) فرمایا اللہ تعالی نے وما جعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام یعنی ہمنے کسی ایک بدن کو بہی ایسا نہین بنایا کہ کہانا نہ کہاتا ہو اسی مستمرہ قانون کے سبب ہم اور ہمارے بزرگ وار دیکہتے چلے آئے ہین کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت خاتم تک سب کے سب اس کہانے کے اشد محتاج تہے اور اللہ تبارک وتعالی نے اس عام اصول کو زیادہ توضیح کرنے کی غرض سے تارک الدنیا خدا والی جماعت کو بہی اس اکل کا حاجتمند ہونا صراحت کے ساتہہ بتلا دیا چنانچہ فرمایا وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق یعنی ای پیغمبر تمہارے پہلے کے جتنے رسول گذرے ہین سب کے سب کہانا کہایا کرتے ہے اور بازارون مین چلا پہرا کرتے تہے جب حضرت مسیح انسان ہین اور مرسلون مین انکا شمار ہے اور آپکا یہہ عقیدہ ہے کہ آسمان پر اسی جسم خاکی کو لیجا کر کہانے اور پینے بول وبراز کا محتاج ہے لیکر تشریف فرما ہین تو بتلائے وہان کسطرح نہین دنیوی غذا میسر آسکتی ہے اور غذا کے عدم میسر کے سبب کیونکر زندہ رہ سکتے ہین۔ کیا خدا تعالی نے انکی خاطر اپنے عام قانون مستمرہ کو بدل دیا ہے۔ اگر بدل دیا ہے تو دلیل قرآنی پیش کرو ورنہ یہہ دو آیتین الزام آپکے گلے کا ہار ہین

(۵) فرمایا اللہ تعالے نے ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین یعنی ای بنی آدم یہہ زمین تمہارے رہنے سہنے کی جگہہ ہے اور تمہاری موت تک کی ساری متاع اور تمام اسباب معیشت اسی مین ہین۔ پس جب حضرت مسیح ابن آدم ہونے کے سبب انکی بود وباش کا مقام بہی زمین ہے اور انکی موت تک کے سارے اسباب معیشت بہی یہان ہین۔ تو اپنی مستقر کو ترک کرنا انتظام الہی کے خلاف ورزی ہے اور یہہ انکی منصب رتبہ کے خلاف اور نیز خدا تعالی کے وعدہ کے خلاف ہے سو

جب حسب ارشاد الٰہی انسان کی زندگی کے سارے اسباب اسی زمین میں مہیا کیے گئے ہیں تو آسمان پر بغیر اس زمینی اشیا کے
کیونکر متمتع ہو سکتے ہونگے جنکے بغیر یہ جسد عنصری کسی طرح قائم نہیں رہ سکتا۔ پس جبکہ مستقر اور انکے سارے اسباب
زندگی زمین ہی میں قرار پائے تو پھر صعود الی السماء کا خیال سراسر غلط اور محض لغو ہے۔

(۶) فرمایا اللہ تعالیٰ نے فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون اے فرزندان آدم تم اسی زمین میں زندگی
بسر کروگے اور اسی میں مروگے اور پھر اسی سے اٹھائے جاؤگے یہ بھی ایک دوسرا الٰہی وعدہ ہے جسکا خلاف ہرگز ممکن نہیں۔
ہر گاہ مطابق وعدہ الٰہی تمام انسانوں کی زندگی اور موت اسی زمین میں ہے اور مشاہدہ روزمرہ بھی اسکی تصدیق
دیتا ہے۔ تو جناب مسیح علیہ السلام کیونکر خلاف وعدہ و مرضی الٰہی اپنی عمر و زندگی کے دور زمین کو چھوڑ کر اور کہیں پورے
کر سکتے ہیں۔ اگر کر سکتے ہیں تو اسپر دلائل قرآنیہ پیش ہونی چاہیے۔ غرض یہ آیت حضرت ادریس کی وفات و عدم صعود الی السماء
کیلئے ایک برہان قاطع ہے۔ زندگی و موت کے واسطے جب زمین مخصوص و مستقر ہے تو صعود و نزول بجسدہ العنصری کا خیال قطعاً
محال ہے۔

(۷) الم نجعل الارض کفاتا احیاء و امواتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ہمنے زمین کو زندوں اور مردوں کے
لئے کافی نہیں بنایا۔ ضرور بنایا ہے۔ یہ کیسی صاف اور واضح دلیل ہے کہ یہ زمین زندوں کے آرام و آسایش کیلئے
اور دکھ و مصیبت کے دور کرنیکے لئے کافی ہے اور بعد مرگ بھی ہمارا زمین رہنے کی بس ہوا کرتی ہے اس آیۃ میں ہمارے
مخالفوں کا صریح رد موجود ہے جو کہا کرتے ہیں کہ یہودیوں کی زیادتی کو دیکھکر خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔
خدا تعالیٰ انکے رد میں فرماتا ہے اے نادانو کیا ہماری زمین عیسیٰ کے بچانے کے لئے بس نہیں ہے جس سے ہمیں انکو آسمان پر
لیجا کر آسمانوں کی ضرورت پڑی۔ پھر اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنے حبیب خاتم الانبیا کو اسی زمین کے غار ثور میں بچا کر
زمین کی کفایت پر اسکی شہادت دی۔ اور آسمان تو درکنار جو سامنے دو چار روز تک اٹھا کر نہ رکھا تا کہ اپنے وعدہ
میں تخلف لازم نہ آوے جب سارے نبیوں کے سردار اور تمام رسولوں کے سرتاج محمد مصطفی کو کفار کی ایذا دہی اور قتل کے منصوبے
پر بھی آسمان پر نہ اٹھایا اس لئے کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد اسی کا فرمان ہے۔ تو حضرت مسیح کے صعود الی السماء پر کیونکر یقین
آوے۔ کیا تمہارے اعتقاد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رتبہ خدا کے پاس رسول اللہ خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے بڑھکر ہے۔

(۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا وبرا بوالدتی۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جبتک زندہ رہوں نماز پڑھا کروں اور زکوۃ دیا کروں اور اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک
کیا کروں۔ اب اگر حضرت مسیح بن مریم آسمان پر زندہ ہیں تو زکوۃ کسکو دیتے ہونگے اور زکوۃ کی بابت کسکو کرتے ہونگے کیا
کوئی یہودی جماعت آسمان پر قائم ہے۔ اور اپنی والدہ صدیقہ کے ساتھ نیک سلوک کیا تو بس یہی کہ انکو جدائی کے درد
میں گرفتار کرکے آپ آسمان پر جا بیٹھے۔ پھر یہ بھی بتلاؤ کہ بی بی مریم کی زندگی تک حضرت مسیح آسمان پر رہ کر

اسطرح خدمت والدہ کی ہوگی کیونکہ یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ ماں کی خدمت اور اسکے ساتھ نیک سلوک
حضرت مسیح پر تا حیات باقی اور فرض تھی ما دمت حیا کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب باتین انکی زندگی و دنیا
تک ہین بعد مرگ تمام انسان اور تمام انبیاء کرام کی مانند یہ بھی احکام الہی کی تعمیل سے سبکدوش ہین۔ اگرچہ اسقدر
دلائل اثبات مدعا کیلئے بس ہین مگر مین چاہتا ہون کہ حضرت مجدد ربانی مسیح موعود و مہدی مسعود امام قادیانی
کے رسالہ اعجاز احمدی سے کچھ عبارت نقل کردون جس سے طالب حق کو پوری بصیرت حاصل ہو اور پہر وہ مجھے اس تکذیب کا کچھ
رنج بھی نہین کیونکہ جبکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کذاب قرار دیتے ہین تو اگر مجھے بھی کذاب کہین تو اسپر کیا افسوس کرنا چاہئے
کیونکہ وہ کہتے ہین کہ خدا کے اس سوال پر کہ کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانو تو عیسیٰ نے جھوٹ بولا یعنی
ایسا جواب دیا کہ سراسر جھوٹ تھا کیونکہ انہون نے کہا کہ جبتک مین اپنی امت مین تھا تو انپر گواہ تھا اور جب تو نے وفات دیدی
تو پھر تو انکا رقیب تھا مجھے کیا معلوم کہ میرے پیچھے کیا ہوا اور ظاہر ہے کہ اس شخص سے زیادہ کون کذاب ہو سکتا ہے جو قیامت کے دن جب
عدالت کے تخت پر خدا بیٹھے گا اسکے سامنے جھوٹ بولیگا کیا اس سے بدتر کوئی اور جھوٹ ہوگا کہ وہ شخص جو قیامت سے پہلے دوبارہ
دنیا مین آئیگا اور چالیس برس دنیا مین رہیگا اور نصاریٰ کے ساتھ لڑائیان کریگا اور صلیب کو توڑیگا اور خنزیرون کو
قتل کریگا اور تمام نصاریٰ کو مسلمان کر دیگا وہی قیامت کو ان تمام واقعات سے انکار کر کے کہیگا کہ مجھے خبر نہین کہ میرے
بعد کیا ہوا اور اسطرح خدا کے سامنے جھوٹ بولیگا اور ظاہر کریگا کہ مجھے اسوقت سے نصاریٰ کی حالت اور انکے مذہب کی
کچھ بھی خبر نہین جب سے تو نے مجھے وفات دیدی دیکھو یہ کیسا گندہ جھوٹ ہے اور پہر خدا کے سامنے اسطور سے حضرت مسیح کذاب
ٹھہرتے ہین یا نہین قرآن شریف کھولو اور آیت فلما توفیتنی کو آخر تک پڑھو اور پہر کہو کہ اسنے عیسیٰ علیہ السلام
کو کذاب قرار دیا یا نہین ۔

مگر اسپر کیا افسوس کرین کیونکہ آپ لوگون کے نزدیک تو خدا بھی کاذب ہے خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات
آیت فلما توفیتنی مین صاف طور پر بیان کردی اور بتصریح حضرت عیسیٰ کا یہ عذر پیش کر دیا کہ میری وفات کے بعد
یہ لوگ بگڑے ہین پس خدا سمجھا رہا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت نہین ہوئے تو عیسائی بھی ابتک نہین بگڑے کیونکہ عیسائیون کا
راہ راست پر رہنا صرف انکی حیات تک ہی وابستہ رکھا گیا تھا اور عیسائیون کی ضلالت کی علامت حضرت عیسیٰ کی وفات
ٹھہرائی گئی تھی اب کہو اس صورت مین آپکے نزدیک خدا کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے جسکا بیان باور نہین کیا گیا۔

اور ایسا ہی آیت ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل مین سب نبیون کی
وفات ایک مشترک لفظ مین جو خلت ہے خدا نے ظاہر کی تھی اور حضرت عیسیٰ کیلئے کوئی خاص لفظ
استعمال نہین فرمایا تھا یہ بھی نعوذ باللہ آپ لوگون کے نزدیک خدا کا ایک جھوٹ ہے یہ وہی آیت ہے جسکے
پڑھنے سے حضرت ابو بکر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت کی تھی ابو بکر کی بھی یہ منطق خوب تھی

کہ باوجودیکہ عیسیٰ آسمان پر زندہ بیٹھا ہے پھر وہ لوگوں کے سامنے یہہ آیت پڑھتا ہے کس قدر کی تسلی دیتا ہے کیا اسکو معلوم نہیں کہ عیسیٰ تو زندہ آسمان پر بیٹھا ہے اور پھر دوبارہ آئیگا اور چالیس برس رہیگا عیسیٰ کی وہ عمر اور افضل الرسل کی یہہ عمر تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ۔

اور صحابہ بہی خوب سمجہہ گئے آدمی ہیں جو اس آیت کے سننے سے ساکت ہو گئے اور کسی نے ابوبکر کو جواب نہ دیا کہ حضرت آپ یہہ کیسی آیت پڑہ رہے ہیں جو اور بہی ہمیں حسرت دلاتی ہے عیسیٰ تو آسمان پر زندہ اور پہر آنیوالا اور ہمارا پیارا نبی ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا۔ اگر نبی کا اس قانون قدرت سے باہر اور ہزار ہا برس کی عمر پانیوالا اور پہر آنیوالا ہو تو ہمارے پیارے کو یہہ صفت کیوں عطا ہوئی اور سچ تو یہہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ نے جو اسوقت تمام حاضر تھے ایک بہی غائب نہ تہا اس آیۃ کے یہی معنی سمجہے تہے کہ تمام انبیا فوت ہو چکے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایک دو کم سمجہہ صحابہ کو جنکی درایت عمدہ نہیں تہی عیسائیوں کے اقوال سنکر جو ادہر ادہر رہتے تہے یہی خیال تہا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابوہریرہ جو غبی تہا اور درایت اچہی نہیں رکہتا تہا لیکن جب حضرت ابوبکر نے جنکو خدا نے علم قرآن عطا کیا تہا یہہ آیت پڑہی تو سب نے بطور اجماع موت جمیع انبیا ثابت ہو گئی اور وہ اس آیت سے بہت خوش ہوئے اور انکا وہ صدمہ جو انکے پیارے نبی کی موت کا انکے دلپر تہا جاتا رہا اور مدینہ کی گلیوں کوچوں میں یہہ آیت پڑہتی پہرے اسی تقریب پر حسان بن ثابت نے مرثیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں یہہ شعر بہی بنایا ہے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ ✿ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ ✿ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

یعنی تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکہوں کی پتلی تہا۔ میں تو تیری جدائی سے اندہا ہو گیا اب بعد تیرے چاہے مریٰ عیسیٰ ہو یا موسیٰ۔ مجہے تو تیری ہی موت کا ڈر کا تہا۔ یعنی تیرے مرنیکے ساتہہ ہمنے یقین کر لیا کہ دوسرے تمام نبی مر گئے ہمیں کچہہ انکی پروا نہیں۔ مصرعہ

عجب تہا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

پہر آپ لوگ خدا تعالیٰ کو اسطرح جہوٹا قرار دیتے ہیں کہ خدا تو کہتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ اور اوسکی ماں کو ہمنے ایک ٹیلہ پر جگہہ دی جسمیں صاف پانی بہتا تہا یعنی چشمے جاری تہے بہت آرام کی جگہہ تہی اور جنت نظیر تہی جیسا کہ فرماتا ہے وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ یعنی ہمنے واقعہ صلیب کے بعد جو ایک بڑی مصیبت تہی عیسیٰ اور اوسکی ماں کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہہ دی جو بڑی آرام کی جگہہ اور پانی نہایت خوشگوار تہا یعنی خطہ کشمیر۔ اب اگر آپ لوگو نکو عربی سے کچہہ بہی مس ہے تو آپ سمجہہ سکتے ہیں کہ اوی کا لفظ ادسکا

موقعہ پڑا تا ہی کہ جب کسی مصیبت پیش آمدہ سے بچا کر پناہ دیجاتی ہے یہی محاورہ تمام قرآن شریف مین اور تمام
اقوال عرب مین اور احادیث مین موجود ہی اور خدا تعالی کی کلام سے ثابت ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو اپنی تمام
عمر مین صرف صلیب کی ہی مصیبت پیش آئی تھی اور حدیث سے ثابت ہی کہ مریم کو تمام عمر مین اسی واقعہ سی سخت غم
پہونچا تہا پس یہ آیت ظلم کا دار ہی پکار رہی ہی کہ اس واقعہ صلیب کے بعد خدا تعالی نی اس آفت سے حضرت عیسی کو
نجات دیکر اوس موذی ملک سے کسی دوسری ملک مین پہنچا دیا تہا جہان پانی صاف کے چشمی بہتے ہو اور اونچا
ٹیلہ تہا اب سوال یہہ ہی کہ کیا آسمان پر بہی کوئی چشمہ دار ٹیلہ ہے جس پر خدا تعالی نی واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح کو
جا بٹھایا اور ماں کو بہی اور حضرت مسیح کے سوانح مین غور کر کر کوئی نظیر تو پیش کرو کہ کسی مصیبت کے بعد انہین ایسے
ملک مین جگہہ دیگئی ہو جوامن کا جگہ ہو اور جنت نظیر ہو اور بڑا ٹیلہ ہو تمام دنیا سے بلند اور چشمے جاری ہون پس آپکے
خیال کی رو سی خدا تعالی نعوذ باللہ صریح جہوٹا ٹہرتا ہی کہ وہ تو صلیب کے بعد ٹیلہ کا ذکر کرتا ہی جس مین عیسی اور اسکی ماں کو جگہہ دی گئی
اور آپ لوگ خواہ مخواہ اوسکو آسمان پر بٹھاتے ہین اور محض بیکار بیٹھا بتلاتے ہو تو بہی کہ نبی ہو کر اتنی مدت کیون بیکار بیٹھہ رہا
ہی اور پہر آپ لوگ اور مولوی ثناء اللہ جو اس آیت سی انکار کرکے دوسرے آسمان پر اوسکو پہنچاتے ہین اس بات کا
کچھہ جواب نہین دے سکتے کہ زندہ مردونکی روحون مین کیون جا بیٹھا وہ لوگ تو اس دنیا سی باہر ہو گئی ہین اور دوسرے
جہان مین پہنچ گئے کیا وہ بہی دوسرے جہان مین پہنچ گیا ہے۔

اور خدا پر یہہ بہی جہوٹ ہی کہ گویا خدا نی یہود یون کا مطلب نہین سمجہا اور سوال دیگر جواب دیگر کی مثل انپر صادق
کی یہودی تو کہتے ہین کہ مسیح کی روح کا خدا کی طرف رفع نہین ہوا اور خدا ان کا یہہ جواب دیتا ہی کہ مینے
اسکو زندہ مع جسم دوسرے آسمان پر اٹہا لیا اور پہر کسی وقت مارونگا بہلا یہہ کیا جواب ہوا سوال تو یہہ تہا کہ مرنے کے
بعد عیسی کا رفع نہین ہوا اور نعوذ باللہ وہ ملعون ہی اس سوال کا تو جواب یہہ تہا کہ ابہی تو عیسی نہین مرا جب مریگا
تو مین اپنی طرف اوسکی روح اوٹہا لونگا (۱)

(۱) یہہ اولٹا جواب
دیا گیا یہہ تو امر متنازعہ فیہ سی کچھہ تعلق نہین رکہتا اسی طرح آنحضرت صلعم کی نسبت آپ لوگونکا یہ گمان ہی کہ انہون
نی جہوٹ بولا کہ یہہ کہا کہ مین عیسی کو مردون کی روحون مین دیکہہ آیا ہون جو اس جہان سی باہر ہو گئی ہین ایک
جسم دار شخص روحون مین کیونکر بیٹھہ گیا اور بغیر قبض روح دوسری جہان مین کیونکر پہونچ گیا یہ عجیب ایمان ہے
کہ خدا نی تو اپنی قول سی گواہی دی کہ عیسی مر گیا وہ گواہی قبول نہین کی اور پہر رسول نی اپنے فعل سی یعنی رویت
سی گواہی دی کہ مین مردہ روحون مین اوسکو دیکہہ آیا ہون وہ گواہی بہی رد کیجاتی ہی اور پہر اسلام کا دعوے